التماس

للہ الحمد کہ ہمارے آقائے ولی نعمت عالم پناہ فریدون بارگاہ عادل زمان ارسطو دوران **حضور پرنور اعلحضرت بندگانعالی** خلد اللہ ملکہ کی چونتسوین سالگرہ مبارک کے جشن کا مشاعرہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۱۷ ہجری کو نہایت خوبی کے سات ہوا امسال پچاس ساٹھ شاعرونکی دعوت بھی تھی۔ بارہ بجے سے تین بجے تک ناچ گانے کی صحبت رہی۔ اوسکے بعد مشاعرہ شروع ہوا اور گیارہ بجے شب کے ختم ہوا۔ گلدستے کے حجم سے ظاہر ہے کہ اس مشاعرہ کو سال بسال ترقی ہے اور ہر سال اس جشن مین ایک نئی بات ترقی کی ضرور ہوتی ہے علاوہ قطعہ و رباعی کے سات ستر قصیدے پڑہے گئے۔ ہر ایک شاعر ذیوقار شراب مسرت سے سرشار جھوم جھوم کر قصیدہ پڑہتا تھا اور فرط خوشی سے وجد کرتا تھا **خاکسار ضیغم** نے اس سال بھی یہ تین مصرعے طرح کے دئے۔

(فارسی) والاتبار فیض رسان حاتم زمان۔

(اردو) چونتسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

(ایضاً قصیدہ) بخشش و داد و دہش مین ہے وہ اک بحر عطا

شعرائے نامی گرامی نے میدان فکر مین توسن طبع کی خوب خوب جولانی دکہائی عمدہ عمدہ قصیدے پڑہے حیدرآباد مین بھی ایک مشاعرہ جسکا بانی مبانی خاکسار ضیغم ہے ہوتا ہے جسکو یادگار جشن سالگرہ مبارک کہنا ناموزون نہوگا۔ لطف یہ ہے کہ اس مشاعرہ کا گلدستہ بسرپرستی عالیجناب مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر وزیر افواج سرکار عالی دام اقبالہ چھپتا ہے اور مفت تقسیم ہوتا ہے اللہ تعالے ہمارے سرکار عالیوقار اعلحضرت بندگان اقدس خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی عمر و دولت و اقبال تا ابد قایم

شاد عالیجناب فیضمآب راجہ راجایان راجہ کشن پرشاد مہاراجہ
بہادر پیشکار و وزیر افواج سرکار عالی تلمیذ حضرت آصف خلد اللہ ملکہ

ہو عمر خضر خسرو عالیمقام کی — چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

رندون سے قدر پوچھئے عید صیام کی — دل سے لگی ہوی تھی صراحی و جام کی

مقبول و دلپسند ہو اور دلگداز ہو — تعریف پوچھئے تو یہی ہے کلام کی

محتاج بندگی نہین وہ بے نیاز ہے — سجدے سے کچھ غرض ہے نہ پروا سلام کی

اللہ جانے غیب کا احوال زاہدا — تعریف سنتے آئے ہین دار السلام کی

ہین رند بادہ نوش نہین محتسب کا خوف — پروا نہین ہے ہمکو حلال و حرام کی

نکلی ہے میان سے دم وصف شہ دکن — حاجت نہین ہے تیغ قلم کو نیام کی

ہو جاتی ہین خیال مین باتین کبھی کبھی — کیا احتیاج ہمکو پیام و سلام کی

کیون پیروی نہ فرض ہو ہم پر حضور کی — واجب ہے مقتدی پہ اطاعت امام کی

دیکھا رکی نہ تیغ بہادر کی رزم مین — ہر چند دشمنون نے بہت روک تھام کی

مداح شہریار ہون شاگرد شاد ہون — دنیا مین قدر کیون نہ ہو میرے کلام کی

آصف کا شاد کیون نہ ہو حلقہ بگوش مین — عزت بڑھائی شاہ نے اپنے غلام کی

وزیر عالیجناب نواب آصف یاور الملک میر وزیر علی بادشاہ بہادر دام اقبالہ

داستان قصہ نہین کوئی کہانی چاہیے — ہمکو سلطان دکن کی مدح خوانی چاہیے

ہم نمکخوار ونکو لازم جانفشانی چاہیے — ہر طرح آقا کی اپنے پاسبانی چاہیے

مدح اشعار شہنشاہ سخن لکھتا ہون مین — شاعری کا سر پہ تاج خسروانی چاہیے

وصف اوس ابر عطا کا کر سکے قید قلم — موج بحر طبع مین اپنے روانی چاہیے

کب گدا سے شکر سلطان دکن کا ہو ادا — قدر فرماتے ہین جیسے قدر دانی چاہیے

کیا مرے ممدوح کی تصویر تمسے کھنچ سکے — حوصلہ پہلے تمہین بہزاد و مانی چاہیے

ہے دعا الیاس کی اے چشمہ آب بقا — خضر کی سی شہ کو عمر جاودانی چاہیے

جالگے پارس تک ہوس ہین پرسی آہن ہی رہے — اب بھی دیکھین چلکے قسمت آزمانی چاہیے

لکھے وہ تعریف لعل لب مرے ممدوح کے — خضر کے مانند جسکو زندگانی چاہیے

تاجدار آصف دوران تجھے زیبندہ ہے — تخت پر بھی بیٹھنے کو خاندانی چاہیے

آدمی مفلس بھی ہو تو دل رکھے اپنا غنی — عالم پیری مین عشق نوجوانی چاہیے

افتخار عالم اسباب رونق بخش ہون — شاہ کی لطف و عنایت کی نشانی چاہیے

خواہش جاگیر اور منصب نہین مطلق ہمین — چاہیے تو ہمکو شہ کی مہربانی چاہیے

جملہ شاہان جہان فرمان کرین اسکو قبول
یا خدا شہ کو مرے وہ حکمرانی چاہئیے

شاد فرماتے ہین لطف خاص سے وہ عام کو
ہم نمکخوارونکو شہ کی شادمانی چاہئیے

جو کہ ظل اللہ کا ارشاد ہے حق کا کلام
حکم گویا شاہ کا ہمکو زبانی چاہئیے

خیرخواہان ریاست چین سے لوٹین مزے
حاسد شہ کو بلائے ناگہانی چاہئیے

میمنت یوسف کو قصہ ہو زلیخا کا جناب
ہمکو حسن و عشق کی اپنے کہانی چاہئیے

ہے خط تقدیر ارشاد مبارک آپکا
حکم فرماتے ہین جیسے حکمرانی چاہئیے

بھولکر آئین نہ مکروہات دنیا ہمکو یاد
ذرہ پرور ہمپہ اتنی مہربانی چاہئیے

زندۂ جاوید بننا ہے اگر تجھکو وزیر
ہستئ موہوم ہستی مین مٹانی چاہئیے

رفعت۔ عالیجناب راجہ راجان مہاراج آصف نواز ونت بہادر صدر محاسب سرکار عالی دام اقبالہ

اوٹھین ہین ہات ہے یہہ دعا خاص و عام کی
یارب ہو عمر لاکھ برس اس نظام کی

تیاریان ہین جشن کی ہر سمت رات دن
ہر ایک کو خوشی ہے بڑی دھوم دھام کی

چونتیس لاکھ سالگرہ ہون خدا کرے
چونتیسوین یہہ سالگرہ ہے نظام کی

گر مدح شاہ مین ہے قاصر زبان کوئی
کٹ جائے وہ زبان کہ نہین کچھ وہ کام کی

شاہ دکن کی سالگرہ کا یہہ جشن ہے
پھولو نہین تل رہی ہے خوشی خاص و عام کی

باغ دکن مین چھائی ہے ایسی بہار آج
زاہد کو بھی تلاش ہے مینا و جام کی

رفعت کا بھی یہہ حال ہے فرط سرور سے
کچھ سوجھتی نہین ہے اونہین صبح و شام کی

شیفتہ۔ جناب سید محمد کاظم حسین صاحب کنتوری مقیم حیدرآباد

بوتل چڑھا رہے ہین مئے لالہ فام کی
رندون کو آج فکر نہین صبح و شام کی

مستوں کو اپنے موسم گل میں بلا کے پھول
ساقی نے خوب کھوئی یبوست مشام کی

عید آئی تیس روز مسلسل پئیں گے مے
میکش کسر نکالیں گے ماہ صیام کی

کیا تیرے منع کرنے سے مے چھوڑ دینگے ہم
واعظ عبث ہے بحث حلال و حرام کی

پیر مغاں کچھ آج کا میں بادہ کش نہیں
گھٹی ملی ہے مجکو مئے لالہ فام کی

میکش نہ دیکھینگے کسی گلپیرہن کے سمت
صورت یہ دیکھے ہیں جو مئے لالہ فام کی

رکھدے سبیل راہ پہ مئے کی بہار میں
رندوں میں آج دھوم ہے ساقی کے نام کی

مستی میں یاد ہیں مجھے حقدار رندوں کے حقوق
مئے پھینکدے زمیں پہ رندوں کے نام کی

مینوشوں کو عزیز ہے ساغر شراب کا
کچھ قدر میکدہ میں نہیں جم کے جام کی

رندانہ شعر لکھتا ہوں مخمور عشق ہوں
مجھ میں حلول کر گئی ہے روح جام کی

لازم ہے ایکدوسرے کو بارش شراب
سمجھے گا کہنہ قلب سے میرے کلام کی

مئے ہے وہ چیز جسمیں منافع کثیر ہیں
تفسیر صاف ہے یہ خدا کے کلام کی

آب حیات سمجھے جو دیکھے مئے سفید
ٹپکی ہے رال خضر علیہ السلام کی

کیا رند واعظوں سے منہ کو بگاڑ دیں
جس منہ سے آج آپنے ہے مئے حرام کی

رندوں کو عشق پختہ ہے بنت العنب کے ساتھ
مانے گا بات کون بھلا عقل خام کی

ساقی کو چھوڑ کر بط مئے اوڑ کے آئے پاس
اچھی نہیں ہے قید سلام و پیام کی

مشرب قدح کشوں کا ہے تقلید سے بری
واعظ کی احتیاج نہ حاجت امام کی

دریا ہے شراب کا رحمت ہے موجزن
صورت دکھائی دی ہے فلک پیغام کی

دور دور سے نہیں ہے یہ جیسکا شراب کا
مجکو تو ہے مدام سے عادت مدام کی

ہے اذن عام آؤ پیو مفت میں شراب
ساقی ہے دھوم آج ترے فیض عام کی

آٹھون پہر شراب ہو دن ہو کہ رات ہو
اسدرجہ رند بادۂ عشرت سے مست ہین
ساقی نے میکدے کو ہے آراستہ کیا
پانی صراحیون مین ہے کاسون مین برف ہے
رکھی ہوی پلیٹون مین ہے جا بجا گزک
آتی ہے دیکھ دیکھ کے آنکھون مین روشنی
بیٹھے ہین رند آنکھ لگائے اوسیطرف
ہر کمرہ میکدے کا ہے بالکل بھرا ہوا
دم بھر بھی بیٹھتے نہین پھرتے ہین منچلے
ہنستا ہے کوئی مست کوئی مسکراتا ہے
ہر بادہ کش ہے جوش مسرت مین کھو رہا
ہان یہ نظام کون ہین یہ ہین شہ دکن
رفعت ہے کیا درِ شہ عالیمقام کی
محبوب ہے علی کا یہ دیندار بادشاہ
آقا کے جشن سالگرہ کے ہین آئے دن
قایم ہے جشن سالگرہ کا جگہ جگہ
اس روشنی جشن کو تشبیہ کس سے دون
کیا رعب و دبدبہ ہے کہ سلطان کے روبرو
لرزان ہین بدمعاش رعایا ہے امن مین

اچھی نہین ہے قید فقط صبح و شام کی
پوچھی جو صبح کی تو کہی سب نے شام کی
رکھی ہے لاکے میز پہ ہر چیز کام کی
بیحد ہین بوتلین بھی مئے لالہ فام کی
افراط ہر طرف ہے شراب و طعام کی
رنگت چمک رہی ہے جو سونے کے جام کی
دیکھی عجب ہے روش بطِ مے کے خرام کی
ملتی نہین جگہ یہ ہے شکل اژدہام کی
میخانے مین یہ صبح سے کثرت ہے کام کی
آواز سنکے خندہ لبہائے جام کی
چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی
ہے سرکشون مین دہاک بندھی انکے نام کی

مطلع ثانی

پیشانیان جھکی ہین خواص و عوام کی
اسپر ہے مہر حضرت خیر الانام کی
بر آئی آرزوے دلی ہر غلام کی
آئی بہار خلق مین اب دہوم دہام کی
ہے شکل زرد شرم سے ماہ تمام کی
گردن کشون کو بھی نہین طاقت کلام کی
بس یہ صفت حضور کے ہے انتظام کی

جبسے نظر پڑی ہے گہر بار دست شاہ
ہے شکل عرق آب خجالت غمام کی

پھرتا ہے شہ کا شحنۂ انصاف ہر طرف
ملتی نہین جفا کو جگہ بھی قیام کی

دب دب کے شہ کے ڈر سے گذرتا ہے آسمان
برہان یہ حضور کے ہے احتشام کی

عقدہ کشا کچھ ایسی ہے تدبیر بادشاہ
گرہین کشادہ ہوتی ہین دشوار کام کی

منہ سے کبھی جو اپنے لگاتے نہین حضور
مٹی خراب ہوگئی ہے جم کے جام کی

جب شاہ بوستان مین چلے شاخ گل جھکی
تھی مدتون سے یہ متمنی سلام کی

آزادی ہے نصیب رعایا کو آج کل
خالی تعصبون سے ہے طینت نظام کی

گرجا مین ایک سمت جو گھنٹے ہین بج رہے
مندر مین ہے بلند صدا رام رام کی

کرتی ہے قطع رشتۂ طول حیات خصم
بس ایک مختصر یہ صفت ہے حسام کی

مرتے بغیر موت کے دشمن جو دیکھتے
پابند تیغ شہ جو ہوتے نیام کی

کیا ابروؤن پہ اپنے حسینون کا تھا گھمنڈ
کٹ کٹ گئے ہین دیکھکے تیزی حسام کی

بگڑا عدو کو دیکھکے اسدرجہ شہ کا رخش
کڑیان چبا کے پھینکدین دم مین لگام کی

گویا حضور تخت پری پر سوار ہین
چال ایسی تیز ہے فرس خوشخرام کی

اے **شیفتہ** قصیدے کے اشعار لکھ چکے
بس فکر اب دعا پہ کرو اختتام کی

یارب عطا ہو تخت سکندر حضور کو
پائین حیات خضر علیہ السلام کی

دشمن ہر ایک حضور کا فانی ہو اسطرح
آئے صدا نہ کان مین دشمن کے نام کی

افزون ہو عمر و دولت و جاہ و جلال شاہ
شہرت رہے شکوہ کی اور احتشام کی

قایم رہین زمین پہ تا دور آسمان
ہر سال یونہین سالگرہ ہو نظام کی

جناب خواجہ محمد باقر صاحب شہید لکھنوی حال ساکن حیدرآباد

فصل گل آئی اٹھی جھوم کے گھنگور گھٹا
بلبلین مست ہوئین رنگ طبیعت بدلا

ہلکی ہلکی یہہ لگین پڑنے پھوارین کیسی
ٹھنڈی ٹھنڈی چلی آتی ہین ہوائین کیاکیا

کیا ہی مٹی کی یہہ خوشبو اٹھی سوندی سوندی
بھینی بھینی یہہ مہک پھولونکی ای صلے علی

لہلہانا کوئی سبزی کا ذرا دیکھئے تو
ہین تو ہین خضر کے بھی آنکھونمین جاتا ہے کہبا

دیکھ کر دل جسے لہلوٹ ہوا جاتا ہے
ہین خودی سے نہ گذر جاون کہین دیکھئے گا

رونق تختہ گلزار بہت دیکھی ہے
لیگئی فوق یہان دامن صحرا کی فضا

شاخ پر گل عجب انداز سے ہے جھوم رہی
ہاتھ پر جام لئے جیسے کوئی متوالا

گل کھلے پڑتے ہین غنچے تبسم ہین ادہر
لڑکھڑاتی چلی آتی ہے ادہر باد صبا

کیا دکہاتے ہین عروسان چمن اپنی بہار
شاہد گل ہین نکالے ہوئے جوبن اپنا

ہے نسیم سحر اٹکہیلیان کرتے پھرتی
چشم نرگس کے اشارے ہین عجب ہوش ربا

سرو تن تن کے دکہاتے ہین گھڑی رعنائی
شاخین انگڑائیان لیلیکے دکہاتی ہین ادا

ایک ایک طائر خوش لہجہ ہے گاتا اپنی
اپنی دہن مین ہے کوئی مست کوئی نغمہ سرا

اک طرف سنئے تو کویل کی ہے کوکو دلکش
اک طرف کوک پپیئے کی غضب جان فرسا

جدول آب دکہاتی ہے نیا آئینہ
کچھ عجب شکل نظر آتی ہے حیرت افزا

کیا سبب کسلیئے کسواسطے آیا یہہ کیون
بات ہی کیا ہے وہ کیا امر ہے آخر یہہ کیا

مجکو کہلتا نہین اس جوش خوشی کا باعث
ہر کوئی پھولے سماتا نہین تو کیا ہین کیا

دل نے پوچھا تو کہا مین نے بڑا نادان ہے
اس مین حیرت تجھے کا ہیکی عجب کا ہیکا

جو ہو کم ہے وہ خوشی روز نشاط افزا ہے
شاہ جمجاہ کی ہے سالگرہ آج دلا

گر خمخانون کے رندون نے جمائی ہر ٹھے
ہین اسی دہن مین کہ بس اب در میخانہ کہلا

ہاتھ پھیلائے ہوئے خم فلک سے بیٹھے ہین
دل پہنکا جاتا ہے سینہ سے اسے ہوان اٹھتا ہو

ہے یہی وقت کرم دیر نکر اے ساقی
جام پر جام نئے بھر بھر کے چلے دور پہ دور

بھکی بھکی ہو نظر باتین ہون بھولی بھولی
نشہ مین چور رہون سد بد نہ رہی تن من کی

بیخودی سختی کونین سے کر دے غافل
ہر کوئی ناز کرے اپنی سیہ کاری پر

نام ہے اوس کا کریم اوسکی ہے رحمت بھی وسیع
زاہد اپنی خبر لے تو عبادت پہ نہ بھول

شیخ جی آپ نہ کچھ کہتے ہیں جو چاہے کر لین
آتش غم سے سراسر دل زاہد ہو کباب

اوس گھڑی جوش مین آ کر کہے قصیدہ مین پڑہون
ملتجی ہون تری درگاہ مین اے رب علا

مرحمت ہو پئے تفتیش وہ فکر عالی
جسکے نزدیک ہون آئینہ مضامین بعید

ہو عنایت وہ بلندی خیال ان روزون
بخش تو میری طبیعت کو روانی ایسی

شان و رفعت کے مضامین رہین مد نظر
ہے گلا تلخ زبان خشک ہے کانٹا ہے لگا

لا کہین لا مرے دلسوز پلا جلد پلا
ہان ارے کاگ بھی لطف ہے بوتل کو اٹھا

آج سے نام نہ لین پینے کا اسد رجب چھکا
یاد وہ دل مین ہو جس کا ہو ظاہر مین پتا

خبر اپنی نہ رہے دے وہ مئے ہوش ربا
غم امروز رہے یاد نہ خوف فردا

ہو کے خوشدل یہی سمجھے کرم جوش مین آ
ناامیدی کسے کہتے ہین کسے بیم و رجا

ہو نہ رندون سے خبر انکی تو عصیان نہ جا
آپکو کچھ نہین جایز انہین سب کچھ ہے روا

محتسب کا ہو جگر خون وہ اونٹھے ایسا
جسکے سنتے ہی ہر اک حد مین آئے شیدا

مطلع ثانی

لامکان تک ہو پہنچ جسکی وہ دے طبع رسا
ڈھونڈ کر عرش سے لے آئے جو مضمون اعلا

دور بین صاف مری چشم تصور کو بنا
آسمان پست نظر آئے مثال کف پا

صاف معلوم ہو جیسے کوئی بہتا دریا
کان مین جھک کے فلک مجھسے کہے آنکھ اٹھا

سامنے دیکھ گہر ریزی مضمون لطیف
غرق دریائے تفکر ہو صدف کی صورت
آب نیسان کی ابھی چار طرف ہو بوچھاڑ
در مضمون تو کد ہر گوہر عرفان ہو بہم
ایک جانب کے سوا دوسرے جانب بھو رخ
جزو و کل مین نرہے فرق عجب مضمون ہو
کسلئے کیون یہہ طلب ہے مجھے اے اہل خبر
لو کہے دیتا ہون سنلو جو دلی مطلب ہے
مدح بھی لکہنے کو کس کے مین ہوا آمادہ
دین اوسکی ہے خداداد کسے ملتی ہے
عام الطاف ہے خاص ایک یہ موقوف نہین
بہتا دریا ہے جسے ہاتھ ہو دہونا دہولے
سنکھ دو سنکھ تو کیا صرف ہون گر بے گنتی
کم ہو اک حصہ تو دس حصے سوا ہو جائے
لاکھ اٹھاتا ہے تو دس لاکھ خدا دیتا ہے
غربا پرور و روزی دہ کل بندہ نواز
اے مین کس منہ سے کرون رحم دلی کا مذکور
ہاتھ کو کھینچ کے ہان دامن دل کو پہیلا
ایکدم بیٹھ کہین گوشہ نشین ہو تو ذرا
پھر تو بے مانگے جو جی چاہے ادہر سے ہو عطا
ہاتھ آئے وہ جو دلمین بھولے شان خدا
خود ہی پھر گوہر تجرید سراسر بنجا
کل سے کر قطع نظر آپ ہو ذرّہ یکتا
ایسے اسباب کا بوجھ نہین مین جویا
عین مقصد یہہ مرا ہے کہ مین ہون مدح سرا
آجتک ان صفتون کا کوئی دیکہا نہ سنا
بخشش و داد و دہش مین ہے وہ اک بحر عطا
فیض و جود و کرم و لطف مین ہے ابر سخا
گر ہون سیراب کڑورون تو نہ ہو کم قطرا
وہ خزانہ ہے کہ جسمین سے بھو کم اصلا
یہہ وہ دولت ہے کہ کم ہونیسے ہوتی ہے سوا
بڑہتی دولت اسے کہتے ہین یہہ ہے داد خدا
دردمندون کی دوا عین علاج الغربا
کس زبان سے ہو بیان حلم طبیعت اُس کا

قطعہ بند

گل کہین چاک گریبان نظر آئے اگر — اشک بلبل کبھی بہتے ہوئے دیکھے جو ذرا
شمع و پروانہ کو جلتے ہوئے دیکھا جسدم — نے کے نالے ہوے سنے شور جو قمری کا سنا
کس ترحم سے کہا اوس گھڑی اے رب کریم — بے زبانو نپہ ہے کیسا یہہ فلک ٹوٹ پڑا
واسطہ اپنی رحیمی کا انہین رکھہ خوشحال — انکا یہہ حال زبون اب نہین دیکھا جاتا
چشم پوشی پہ نظر رہتی ہے دن رات اوسے — لاکھہ تقصیر کسی سے ہو کہ سرزد ہو خطا
حلم ایسا ہے کہ غصہ کبھی آتا ہی نہین — کچھہ زبان سے نہ کہا صاف اوسے ٹالدیا

ق

دیکھنا خوبی اخلاق اسے کہتے ہین — اسکو کہتے ہین تواضع کوئی دیکھے تو ذرا
شاخ پر بار کے مانند بصد مکنت وجاہ — خاکسارون سے وہ جسوقت ملا جھک کے ملا
عدل گستر اسے کہتے ہین رعیت پرور — دیکھہ انصاف یہہ ہے دادرسی نام اسکا
دیکھا ظالم جسے بس اوسکا کیا استیصال — پایا جابر جسے بس شہر بدر اوسکو کیا
حکمرانی کے یہہ معنی ہین یہہ ہے نادری حکم — حکم ناطق وہ ہے جو حکم دیا بس وہ دیا
اس نظر سے کہ رعایا کو ہے امن و امان — اس ارادے سے کہ خوشدل رہے مخلوق خدا
نظر آتا نہین اب خار وخس شر و فساد — عدل و انصاف کی ہلکی یہہ زمانے مین ہوا
بیخ و بن تک نہ رہی ظلم و تعدی کی کہین — ورنہ تھا خار و گل ایک مین ہوا ربط ایسا
نہ کسیکو ہے خلش اور نہ کسیکو رنجش — اوسکی رعیت کا یہہ خواہان وہ طرفدار اسکا

قطعہ

قوت نامیہ اسد رحیم نم فیض سے ہے
ہو نمودار ادہر اور ادہر پالیدہ
دیکھتے دیکھتے ہو جائے نہال تازہ
پتوں پھولوں سے ہو سرسبز پھلوں سے لدجائے
صید گہ مین جو کہا شاہ دلاور نے قدم
شیر بیشے سے چلا جان بچا کر اپنی
سہم کر بیٹھ گیا سر کو زمین پر رکھ کر
شیر پر چیتے پہ کچھ چرخ پہ موقوف نہین
ہین اوسی ناخن شمشیر کے زخمونکے نشان
فیل کو پایا تو بندوق سے لی اوسکی خبر
پڑتے ہی بیٹھ گیا بیٹھتے ہی جان نہ تھی
قدر انداز بھی ہے صاحب اعجاز بھی ہے
تیر پہ تاب کرے جب وہ ستوئے چرخ برین
بل بے جرأت تری اللہ رے تہور تیرا
صف اعدا مین ہوئے درہم پڑی ہل چل ایسی
تاک کر سینۂ دشمن پہ لگایا جو کنار
سر کے بل نسر فلک آیا زمین پر فی الفور
رہگیا تک کر فلک منہ مین دبا کے اونگلی
سو جگہین تھرا گئین چکرا کے بہنور پانی مین

دانہ گرتے ہی جمے جمتے ہی پھوٹے اکھوا
کونپلین نکلین وہین اور وہین شاخین صدہا
بلکہ ہو چشم زدن مین قد آدم اونچا
اوسکی قدرت سے ہو اک دم مین ہرا اور بھرا
خوف سے گاؤ زمین زیر زمین جا کے چھپا
سامنے پڑ گیا جس جا وہین للکار لیا
خوف سے ہو گئی بس دیکھتے ہی روح فنا
جسکو پایا اوسے اک ہاتھ مین چورنگ کیا
شیر کے جسم پہ ہین یہہ جو لکیرین صدہا
کیا کہون گولی تھی وہ واقعی یا تیر قضا
یون زمین پہ وہ گرا جیسے فلک ٹوٹ پڑا
اک نشانے مین وہ ہے صید گراتا صدہا
صید ہو نسر فلک گاہ کبھی مرغ ہوا
جا پڑا لاکھ پہ وہ ایک کے رو کے نہ رو کا
ایک پر ایک گرا کھنچا جو وہ شیر وغا
لیکے کوڑے سے وہ تا پشت کسی جا نہ ٹکا
چرخ دیکر سر میدان جو اوچھالا برچھا
تخت سے فوق تلک عالم حیرت چھایا
اسطرح نوک سے نیزے کے اوٹھایا چھلا

جب اٹھی تیغ گرایش قدم فرق عدو — جب گری تیغ اٹھا شور کہ تارا ٹوٹا
ایک سے ہو گیا دو سامنے آتے ہی حریف — تا کمر لا ہوا جب ہاتھ لگایا سیدہا
ایک کو دو کیا دو ایک کو چو رنگ کیا — کوندتے پھرتے تھے ہر چار طرف برق فنا
اوسکی ہر تاب تھی اک جادہ صحرائے اجل — اوسکی ہر تاب تھی اک شعلہ شمشیر قضا
پلٹی لیتی ہوئی لپکی تو سیہ ناگن تھی — مدعی سامنے جب آیا تو موسے کا عصا
وہ سیہ تاب غضب اور ستم کی وہ چمک — تھی وہی برق جہان سوز وہی کالی گھٹا
اوسکے دم خم پہ نظر ہو تو نظر کٹتی ہے — واہ ری تیری برش کاٹ یہ دیکھا نہ سنا

قطعہ

چرخ چارم پہ پہنچاتی ہے مقبول ہو جو — اور مردود کی خاطر دم اژدر سے سوا
دوست دشمن کی خبر لیتی ہے انصاف پسند — کہین عیسیٰ کی ہے سولی کہین موسیٰ کا عصا
کھنچ کے نکلی دم آخر تو عدو کانپ اٹھے — جب کی تان کے سینے کو تو جان شیدا
تیزیان توسن چالاک کی کیا کیا ہو بیان — پار تھا سد سکندر کے جہان جم کے اڑا
کردیا فاصلۂ مشرق و مغرب یکسو — شرق سے غرب مین تھا ایک طرارہ جو بھرا
برق جولان کی جہان دور سے چہلبل دیکھے — شوخیان ابلق ایام وہین بھول گیا
چار سو بنگئے فانوس خیالی دم مین — شل پہ کار کے اس لطف سے کاوادہ بھرا
سینہ طاوس کا چیتے کی کمر پانی تھی — ملو بھو ہنس کی گردن تھی پہ یکا چھرا
حسن راکب کے بیان کو ہو زبان یوسف — چہرہ پہ وا زازل مین تو ہون عاجز اسجا
بندگی کرتے ہین بت واہ وہ مورت ہے وہ — واقعی نور کی تصویر ہے اے شان خدا

ساحری کی ہو زبان بند نظر پڑتے ہی — ہے بھرا چشم فسون ساز مین جادو ایسا

ہین تو کیا چیز ہون لکھا ہے بڑی صنعت سے — خامہ صانع قدرت نے سراپا اوس کا

کیا حقیقت جو زبان وصف کی حد تک پہنچے — غیر ممکن ہے کہ کوزے مین سمائے دریا

تیرا یہ حد صبا اے خامہ خدا کی قدرت — تو لکھے مدح شہ ملک دکن سر کو جھکا

عاجزی پیش کر اب عجز کا پایا ہے بلند — ہو زمین بوس ادب ہاتھ اٹھا پھر دعا

یا خدا ہو شہ والا کو عطا عمر ابد — اور وہ بر سر دولت رہے تا روز جزا

اوسکی اولاد سلامت رہے اے رب ودود — فلک پیر کی خالق نظر بد سے بچا

جو ہوا خواہ ہین خوشدل رہین مثل صورت گل — خیر اندیشون کو ہو منصب و جاگیر عطا

ہر دعا گو کی بر آئے جو دلی مقصد ہو — پہنچے وہ رتبہ اعلی کو جو ہو مدح سرا

جو جو بدخواہ ریاست ہون عدوئے دولت — بے بقا عالم ہستی سے وہ ہو جائین فنا

ہون وہ پامال الہی کرا نہین خاک سیاہ — ہون وہ پیوند زمین صورت نقش کف پا

یا خدا زیر فلک اونکا نشان تک نہ رہے — خاک در خاک ہون ایسا وہ نہین مٹی مین ملا

حبیب۔ جناب سید محمد کاظم حسین صاحب کنتوری سررشتہ دار صوبہ بیدر متعینہ دفتر انعام

فصل گل آئی ہر اکسو ہے نئی نشو نما — فضل خالق سے گلستان کا ستارا چمکا

دلمین جو بات ہو پنہان وہ زبان پر آجائے — آجکل صحن گلستان مین ہے یہ جوش صفا

راتدن شاخ نشیمن پہ بلبل کی بسر ہوتی ہے — آشیانے کے لئے ڈھونڈھے ہے نہین ملتا تنکا

روشونپر کہین مہندی کہین سرسبز گلاب — دم بخود اپنے قرینے سے کسی جا سبزہ

وجد مین آکے اکڑتے ہین جوانان چمن — جھومتی ناز سے آجاتی ہے جب باد صبا

جوش مین کرتی ہے کیا نغمہ سرائی بلبل
قمریان کرتی ہین یاہو کی صدائین جو بلند
نسترن کی کہین خوشبو کہین شبو کی مہک
جابجا صحن چمن مین جو ر دان ہین بھرین
کیجیے چشم بصیرت سے جدہر ہر کے نظر
کردیا جوش مسرت نے انہین بھی مدہوش
دیکھیے مڑ کے اگر کوہ و بیابان کیطرف
کوئی پتھر ہے جو رنگین تو کوئی شفاف
سنگریزون سے ہے قدرت کا تماشہ ظاہر
چھوڑ کر اپنی جگہ نکلے ہین سب بھر نثار
وجہ ظاہر نہین اس عیش طرب کی کوئی اور
شاہ ذیجاہ کی چونتسوین ہے سالگرہ
رشکِ فردوس ہے ہر قطعۂ گلزار دکن
ہر زبان پر ہے الٰہی ہو مبارک یہہ سال
معہ اولاد جہان مین ہین جبتک ہے جہان
سر پہ ہو هر وجہ بال ہماے اقبال
یونہین ہر سال ہو یہہ سالگرہ کا دربار
وسعتِ صفحہ قرطاس بہت کم ہے حبیب
مدح مین خوب ترقی ہو عبارت ہو قلیل

جس گھڑی سنتی ہے غنچہ کے چٹکنے کی صدا
محو ہو جاتے ہین شمشاد لب جو ہر جا
تازگی روح کو دیتا ہے گلابی تختہ
آب شیرین مین ہے گویا لب شیرین کا مزا
ہین ہر اک رنگ مین سو طرح کے جلوے پیدا
بر مین ہے حضرت زاہد کے گلابی کرتا
ہے ہر اک چیز نئی رنگ نیا روپ نیا
سنگِ مرمر کوئی انمین کوئی سنگِ موسیٰ
کوئی یاقوت کوئی لعل کوئی فیروزا
دُر و مرجان لئے ہاتھو نپہ بڑہا ہے دریا
جبل و بحر و بر و شہر مین پر ہے یہہ صدا
یہہ خوشی ہر طبقہ مین ہے مسرت افزا
نغمۂ تازہ ہے ہر سازِ طرب سے پیدا
شاہ کا دہر مین جاری ہے سکہ خطبہ
میر محبوب علیشاہِ دکن ظلِ خدا
سائبان سایۂ فضل و کرم ربِ علا
ہون خطاب و علم و منصب و جاگیر عطا
اشہبِ خامہ مشکین نہین رُو کے رُکتا
لطفِ اعجاز دکہا کوزہ مین بھر دے دریا

نظم کر شان وجاہت مین وہ روشن مطلع
جسکے ہر لفظ ہو آئینہ خورشید نما

مطلع ثانی

ہو سکی جب نہ ترے مصحفِ عارض کی ثنا
لکھدیا آیۂ سبحانک لا علم لنا

بعد اللہ و نبی تیری اطاعت واجب
ہند مین کوئی اولوالامر نہین تیرے سوا

تیری خوشبو سے معطر ہے دماغ رضوان
تیری شادابی سے سرسبز ہے عالم سارا

ق

فہم و تدبیر و ذکا و خرد و ذہن سلیم
ہین یہ وہ جوہر اصلی جنہین دی تو نے جلا

فہم ایسا کہ معمائے نظام عالم
قفل ابجد کیطرح تیرے تعقل سے کہلا

تیری تدبیر سے اضداد موافق ہو جائین
باہمی ربط سے ہو صورت مقصد پیدا

وہی آئینۂ خاطر مین ہوا عکس فگن
لوح محفوظ پہ جو خامۂ قدرت نے لکھا

عقل تیری ہوئی ادن باتونپہ جاکر حاوی
جن مین برسون ہی سے تھے متردد عقلا

مدتون مین ہوئے سب ذہن رسا کے قائل
کام ہر اک ترا برسون مین سمجھ مین آیا

تھی میسر نہ جنہین معرفت حسن صفات
مدرکہ اونکا بہت وادی حیرت مین پھرا

جانفزا ہے ترے گلزار عنایت کی شمیم
خلق کیون خلق حسن نہ کہے صلّے علا

نظر قہر سے زہرہ ہو مخالف کا آب
رنگ چہرے سے اوڑے خون رگون سے ہو ہوا

تیغ دشمن کے گلے کو ہو گریبان کا ہلال
تیر دلدوز ہو سینہ پہ ہر اک بند قبا

دیکھا اس عہد کے شاہونکا مرقع ہر چند
چشم انصاف کو لیکن ترا ثانی نہ ملا

بازوئے طایر ادراک تھکے جاتے ہین
تیرے اوصاف نے پایا ہے وہ اعلی پایا

وہی زیبا ہے جو شایان نمکخواری ہے
کام بندے کا ہے آقا کے لئے دل سے دعا

فرق سے تیرے رہے تاج شہی کی زینت
تاج خورشید مین جبتک ہے کرن کا طرہ

زور گھٹا رہے بدخواہ کا تیرے دن رات
اور ترا ملک بڑہے قوت و دولت ہو سوا

رایت فتح سے ہو آئینہ نصرت مانوس
بڑہے عالم کے زر و سیم پہ تیر اسکا

تاقیامت رہے اولاد تری باج ستان
تاج بخشی رہے اس گھر کا ہمیشہ شیوا

ہر گھڑی پاس ادب رکھتا ہے خاموش جلیب
شوق مدحت کا تقاضا ہے بہادے دریا

عقل کا حکم ہے اطناب سخن سے فی بیاسے
فلک کہتی ہے کہ دیکھین گے ٹھہر کر اچھا

جناب معلی صاحب حیدر آبادی

شہرت ہے ساقیا جو ترے فیض عام کی
حسرت بھری ہے دلمین مرے ایک جام کی

وہ جام مے کہ ملت مشرب مین ہو حلال
اوسپر نہ دہر سکے کوئی تہمت حرام کی

ابر سیاہ مست کی گھنگور ہیہ گھٹا
کہسار پر ہے چھائی ہوئی دہوم دہام کی

خمخانہ کرم سے ترے جلد ساقیا
وہ مے شراب خاص جو ہے تیرے کام کی

حسرت سے جام بادۂ خورشید رنگ کے
صورت بنے ہلال نہ ماہ تمام کی

میخانہ مین بنا ہے مرا وہ ہمنشین
مہلت نہ محتسب کو ملے روک تھام کی

پیر مغان بھی دختر رز کا بنے مرید
بیعت نصیب شیخ کو ہو سبج جام کی

کیفیت خمار مین اوسکے نہ کمی
لکھدے سند وہ شوق سے شرب مدام کی

سرمست ہوکے حب خدا و رسول مین
شاغل رہون دعا مین شہ نیک نام کی

دون دون صلے تہنیت شاہ کیون ندون
نوبت بجے رہی ہے خبر صبح و شام کی

یعنی نظام ملک شہ آصف زمان
شہرت جہان مین جسکے ہے خوش انتظام کی

اخلاق مین ہے اوسکے مسخر دل جہان
کیا جال ہے بچھائی ہوئی اوسکے دام کی

مقبول خلق اوسکے ہین اخلاق سب حسن — توصیف کیا کرون شہ عالی مقام کی

حامی ہین جسکے حضرت محبوب اور علی — اس نام کو ملی ہے مدد دونون نام کی

یہ بھی اوسیکے وصف کا ہے فیض لاکلام — ہر ذائقہ جو طرز ہے میرے کلام کی

وہ شاہ شاعران ہے لکھون کیونہ مین بھی شعر — لازم ہے مقتدی پہ اطاعت امام کی

وصف کمال شاہ کے باعث ہے کیا عجب — وقعت بڑھے جو اس غزل ناتمام کی

مطلع ثانی

مدحت لکھون مین کیا شہ عالیمقام کی — طاقت ہے طاق خامۂ نازک خرام کی

سنتے تھے مدح سلطنت روم و شام کی — حالت ہے چشم دید ترے انتظام کی

اے شہ نظام ملک ترے حال پر مدام — کافی مدد ہے حضرت خیر الانام کی

خاتم ہے کہنگی کیون نہ سلیمان جن و انس — ہو مہر جس نگینہ پہ آصف کے نام کی

شاہ دکن کی ہیبت شمشیر عدل سے — کانپیگی روح رستم و گودرز و سام کی

خلق حسن نے تیری مسخر کیا جہان — خواہش ہے آہوان رمیدہ کو دام کی

شان کلام شہ جو کلام الملوک ہے — مشہور سچ مثل ہے ملوک الکلام کی

اعدا مین بھی ترے کلام و کمال کے — تعداد حق نے رکھے ہے امن اور نام کی

کامل کمال ملکی براے شہ دکن — مقلوب بعض مین بنی صورت کلام کی

خاک قدم کے رتبۂ والا کو دیکھ کر — گردن خمیدہ چرخ نے بھر سلام کی

کیا کر سکیگا رشتۂ امید کو تھی — ہے طول عمر شاہ کو نسبت دوام کی

گھٹ گھٹ کے رشک عارض پرنور شاہ سے — شکل ہلال کیون نہو ماہ تمام کی

چین بر جبین ہون سامنے ترکان چین اگر
ترک نگہ نے بات مین ترکی تمام کی

باطن ہو کیون نہ پاک ترا صاف اور صفا
ہے اصل نقط آصف ذی احترام کی

ٹھوکر لگا کے چرخ نے زیر زمین کیا
جم نے عدو مین کی جو مساوات یام کی

مشہور خلق ہوتی سخاوت تری اگر
شہرت جہان مین ہوتی نہ حاتم کو نامکی

مخلوق تیرے عہد مین آزاد غم سے ہے
ہے میر گنجفہ مین تھی بازی غلام کی

روشن دلی کی تیری چمک کیسی چھپ سکے
تیغ ہلال کو نہین حاجت نیام کی

طبع رسا کی مجھکو روانی پہ ناز ہو
تعریف گر لکھون فرس خوش خرام کی

رفتار راہ وار سے باد صبا کو بھی
پھر دوڑ مین نہ مل سکے نسبت قیام کی

تیرے سمند تیز سے گر ہمسری کرے
طاقت ہے نہ وہم مین بھی ایک گام کی

پہونچے غبار توسن **شاہ دکن** اگر
چھپ جائے چھت بھی اس فلک سبز فام کی

خارج حد بیان زبان قلم سے ہے
توصیف فیل خاصہ شاہ نظام کی

جب اوسکے وصف کا کوئی ہوتا نہین کفیل
اک شعر پڑھی دل نے ثنا اختتام کی

دلہن **شاہ** کو کعبہ مقصود جان کر
لے راہ بھولکر بھی نہ بیت الحرام کی

سب ملکے ایک زبان سے مداح ہین ترے
خلقت فرانس و روس و حلب روم شام کی

مخلوق غیر ملک و ارباب اہل ملک
اے شاہ مدح خوان ہین ترے فیض عام کی

ہوتا کبھی نہ اشرفی مہر کا چلن
ہوتی نہ مہر سکہ مین گر تیرے نام کی

حاسد ترا نہ ارکسے سر دمہریان
پہونچے نہ مغز غوک مین بوئے زکام کی

خواہش صلہ مین کیا ہو زر و مال کی مجھی
محتاج جنس وصف نہین کھوٹے دام کی

مطلع ثالث

خدمت مین التجا ہے یہہ ہر خاص و عام کی
مانگین سلامتی شہ عالی مقام کی

تمسے دعاے شہ کے سوا مجھکو اور کچھ
خواہش نہین ہے مال و زر و آب و طعام کی

دل سے کرین دعا بھی باخلاص اٹھاکے ہات
درج اوس دعا مین بات ہو سب کام کی

گر دیر ہے دعا مین تو آمین ہی کہو
تائید بھی کرو مرے خالص کلام کی

باقی جہان کا تار ہے یارب یہہ سلسلہ
جبتک لگی ہے دہر کو نسبت قیام کی

آصف کو جاہ ملک سلیمان حصول ہو
ملجائے عمر خضر علیہ السلام کی

ہمپر رہے یہہ سایۂ فگن سایۂ خدا
سکہ مین بھی چلین ہو اوسیکے ہی نام کی

یارب یہہ **شاہ** ملک دکن فضل سے ترے
دایم رہے پناہ مین خیر الانام کی

ہیبت سے تیغ شاہ کے دشمن کا دل کٹے
نوبت نہ آنے پائے خروج نیام کی

افزون شہ دکن کی **معلّیٰ** ہو عز و جاہ
شہرت رہے جہان مین دولت نظام کی

نظم جناب ترک علی شاہ صاحب میر الشعراے ہند خطاب یافتہ از گورنر جنرل ہند لارڈ میو صاحب بہادر منصبدار ریاست حیدرآباد علاقہ دیوانی

حور کلک من چو قصد چہرہ آرائی کند
بر زمین شعر من رضوان جبین سائی کند

فکر مخمورم شراب از ساغر جامی زند
طبع مست من سخن با روح صہبائی کند

خفتگان خاک برخیزند از کنج لحد
خامۂ معجز بیانم گر مسیحائی کند

غازۂ فکرم رخ تاریک را بخشد ضیا
سرمۂ شعرم بچشم کور بینائی کند

روئے دستی میخورد از پنجۂ پہلوی نظم
گر سخن سنجی بمن دعوائے ہمتائی کند

میکنم در پارسی کاری کہ اندر ریختہ
حضرت داغ و جلال و میر مینائی کند

چیست گر بشیم فلانی دم زند از ہمسری
طفل میدانم کہ با استاد ملائی کند
برمضامینم بنوعی میزند دستی حریف
گوئیا در تخت خود جا گیر آبائی کند
شعر ناموزون کجا مقبول دلہا میشود
یاوہ گو ناحق خیال شہرت افزائی کند
میکشم گلگون کنون روئے معانی از غزل
چشم مستان را کہ رنگین بادہ پیمائی کند

غزل

گر چنین زلف چلیپایش خود آرائی کند
صد دل فرزانہ در یکتاب سودائی کند
اے مسلمان با گمان دارم کہ کافر میشوم
گر چنین سوی نظر آن شوخ ترسائی کند
یا مرا بگذار یا سوئے رقیبان رو مکن
زانکہ خون عاشقان معشوق ہرجائی کند
آہوی دلہائے مردم را بنا شد جائے امن
گر چنین ہر تار گیسوے تو گیرائی کند
از فشار گور کے با مردہ می باشد عذاب
انچہ با این زندہ جانم درد تنہائی کند
گر چنین گردم بگیرد زلف کافر کیش یار
پارہ ام داماں تو ہی دست رسوائی کند
دشنۂ قصاب میسازد کجا با گوسپند
انچہ شمشیر نگاہش با تماشائی کند
تابکی جان حزین بیتو بود دمساز صبر
تابکی بیتو دل شیدا شکیبائی کند
تابکی حرف ملایم گوییت اے سنگدل
تابکی در پاسخم لعل تو خارائی کند
مطلع ثانی بوصفش کن کنون ترکی رقم
در دکن آن رشک اسکندر کہ دارائی کند

مطلع ثانی

ای اگر جم با تو عزم مجلس آرائی کند
ہمسری با شقایق خار صحرائی کند
کاش بنید طوبی قد ترا وقت خرام
تا نہ سرو بوستان دعوائے عنائی کند

بنماید غنچہ را لعل تو مشتاق سخن — عندلیبان را گل روئے تو شیدائی کند

باچنین پوشاک رنگین گر گلشن بگذرے — چشم گلہا را خجل این جامہ زیبائی کند

نیست گر بیت المقدس آستان پاک تو — سجدہ بر سنگ درت چون ہر کلیسائی کند

طالعش بنگر کہ گردد کور چشم از گرد باد — با حسود تو اگر گردون شناسائی کند

اے مسیحا دم ز اعجاز کلامت دور نیست — گرچہ طوطی بلبل تصویر گویائی کند

میشود از دست تو ظاہر بیکدم کارہا — آنچہ در صد سال افلاطون بدانائی کند

چیست حاجت بر زنی تیرش کہ از تیغ حسد — خود بخود ہر دشمن جاہت جگر خائی کند

خار ہم نخلیدہ در دور تو اندر پائے کس — تا نہ صحرا گرد فکر برہنہ پائی کند

اے زہے عہدت کہ بت تلقین اسلامش کند — برہمن در پیش او گر جبہ فرسائی کند

خوش نباید **ترکیا** با سامعین طول سخن — خامۂ شیرین بیانت گو شکر خائی کند

بعد زین باید کہ از درگاہ او خواہی بعجز — از ازل بر ہر دو عالم آنکہ دارائی کند

کای خدا این **میر محبوب علیخان** شہریار — تا جہان باشد جہان را کار فرمائی کند

ہر یکے از بندگان در گھر والائے او — بر رئیسان بلا و ہند آیت آرائی کند

زائر - جناب حاجی احمد حسینؒ صاحب سابق تحصیلدار ضلع ورنگل حال وظیفہ یاب ساکن چنچل گوڑہ

آن سیمبر کہ ہست دماغش بر آسمان — شد جلوہ گر بزینت و زیب فروغ و شان

یعنی سعادت و شرف و فر و فرخی — آمد جہان جہان ز ظہورش مکان مکان

ملک دکن ز فیض ظہور مبارکش — گردیدہ است رشک ارم غیرت جنان

ہر ماہ جلوہ اش بود و لیک بعد سال — با صد ہزار زیب کند جلوہ در جہان

گویم صریح با تو کہ آمنہ کدام ہست — ماہ ربیع ثانی فرخندہ فرنشان
شان بلند و رتبہ عالیش دادہ اند — زین رو کہ رسم سالگرہ ہست اندران
رسمیکہ ہست جشن بھر جاز مقدمش — جشنیکہ ہست سور بدامی ازو عیان
این رسم و جشن باد ہمایون و سازگار — بر حضرت شہنشہ عالم بھر زمان
جم پایگاہ **آصف** اعظم کہ دست او — مور ضعیف را چو سلیمان دہد توان
سلطان دین و شاہ شریعت نظام ملک — کلکش بملک و شرع بود سر زمان ضمان
شاہ دکن کہ پایۂ قصر شکوہ او — از روئے رفعت آمدہ بر فرق فرقدان
شاہ بلند پایہ کہ با عظمت و شکوہ — افتادہ آسمان بدرش ہمچو آستان
شاہی کہ ہست خلق جہان را ازو پناہ — از وے پناہ خلق جہان ہست جاودان

مطلع

در شور ریحج آمد و دلخستہ گشت کان — از جود و ہمت دل و دست خدایگان
نوریکہ دادہ اند بخورشید در جبین — ہست این فروغ رایت و رائے شہ شہان
از بھر نام آوری خویشتن فلک — آرد ہمیشہ نام در شاہ بر زبان
نسبت اگر دہند زمین را بحلم **شاہ** — گاو زمین شکست بہ بنید در استخوان
عزمش اگر بجانب کوہ گران رود — کوہ گران بر دہمہ چون کاہ ناگہان
چون ذرہ بفروغ ہمیگردد آفتاب — یکذرہ گر ز سایۂ او گشت بر کران
ہر گہ شود سوار بر خش سپہر سیر — برجلیس در رکاب مبارک شود دوان
بے پایہ پیش رتبت او پایۂ فلک — بے مایہ پیش بخشش او مایۂ عمان
شان و شکوہ ملک جہان را بذات اوست — از ذات اوست ملک جہان را شکوہ شان

تابی ز رائے روشن او مهر نیمروز
آبی ز دست بخشش او بحر بیکران

اے شاه هست قصر ترا آسمان زمین
یعنی زمین قصر تو بالائے آسمان

مطلع

خورشید و ماه بر در قصر تو پاسبان
دریاے و کان بسفرۂ جود تو میهمان

از بهر دشمن تو قلم در میان تو
گویا که تیر راست شد از خانۂ کمان

از پشتی بنان تو کلک نحیف و زار
کارے کند چنانکه نمیآید از ستان

هست آفتاب پرتو رائے منیر تو
زین روز آفتاب منور شود جهان

تا داد شمع را بتو پروانگئے نور
پروانه وار مهر زند چرخ گرد آن

هر کو خلاف رائے رزین تو دم زند
در دم مثال صبح نخستش رسد زیان

نتوان کشاد طایر اندیشه بال و پر
جائیکه مرغ همت تو بست آشیان

هر سر صفات نیک در روزگار هست
از خلق و سیرت تو همه میدهد نشان

صدگونه نوبهار بعالم شود پدید
یک حرف گر ز خلق تو گویند با خزان

کشتی عزم و حزم تو در بحر و در کنار
دارد ز باد لنگر و از کوه بادبان

چون پیش شمع بزم تو رونق ندید مهر
هر شام زرد گشت رخش همچو زعفران

شرح لطیفهای هنر را بلفظ نغز
کلکت بیان کند چو بگیرشش در میان

حفظت چنان محیط بگرد جهان شدست
مهتاب را کنون نرسد دست بر کتان

از فرط خرمی بلب غنچه خنده هاست
بوئے مگر رسید ز خلقت به بوستان

یکشمه بوئے خلق تو گر در ختن رود
مشک ختن شود همه بر باد و رایگان

بر آسمان شرع بود رایت آفتاب
هست آفتاب شرع ز رایت بر آسمان

ای بحر جود و ابر سخا پیش دست تو — دریا لئیم باشد و باشد لئیم کان

مطلع

آبادی جهان بود از جود تو عیان — جود تو شد عیان پی آبادی جهان

پیش از سوال جود تو چندان همی دهد — خواهنده را سوال شود بر زبانش گران

با غنچه‌ها نسیم سحر آنچه کرده است — لطف تو کرد با دل پژمرده همچنان

تر هست بحر خاک بسر هست کان مگر — حرفی شنیده است ز جود تو بحر و کان

پهلوش زخم تا نخورد از نمی دهد — کان با عطای دست تو پهلو زند چسان

همواره گل بخندد و گرید همیشه ابر — این چون گفت نگشت چو خلق تو گشت آن

بیشش عطیهٔ تو نیز زر به بیم جو — دریای و کان ذخیره که دارند در دکان

بر آستان بذل تو بسیار هست امید — از داستان عدل تو در خواب پاسبان

گوهر به پیش جود تو آرد چگونه تاب — هر گاه بحر هست ز دست تو در فغان

هر گه طمع بد در تو آید بسر کشی — جودت همی کشد بسرش لشکر گران

بر در گه تو جذبهٔ جودت امید را — بندد رسن بگردن و آرد کشاکشان

بر سبزه سخای تو امید عالمی — از همت بلند تو گردید میهمان

شخص طمع به پیش تو هر گه زبان کند — جود تو میکند ز قفایش برون زبان

روشن نمود لمعه رای تو چشم مهر — خالی نمود دست عطای تو جیب کان

کلک تو بوده است برزق جهان کفیل — رای تو گشته است بنظم جهان ضمان

مطلع

ای شهر زمان زمانه ترا هست پاسبان — زین رو که پاس شرع ترا هست هر زمان

ہم ملک رابرائے ازین تو زیب و زین — ہم شرع راگہر ذات تو عز و شان
خلق تو بودہ است بشرع متین امین — رائے تو دادہ است بملک جہان امان
نازد جہان بذات تو نیابت نازد او — پیدا انگشت چون تو شہنشاہ در جہان
بر فیل ہر کہ دید عماری زر تو — گوید کہ آفتاب بر آمد بر آسمان
کردند پایدار ہمہ ملک دولتت — منشور آن نوشتہ شد از دست کن فکان
اقبال را نشیمن اصلی بود درت — زین روجبین اوست برین فرخ آستان

مطلع

پیرم مگر بسینہ بود مہر تو جوان — از نوجوان بہ پیر مدد میرسد ہر آن
رویم ببین و حال دل زار من مپرس — رنگ شکستہ ہست بہ پیش تو ترجمان
کس را مجال زائر مسکین خبر نشد — باآنکہ کردہ ام ہمہ احوال او عیان
اکنون بہ پیش کلک تو حاجت ہمی برم — باشد زبان او پی رزق جہان ضمان
از بہر طرح پایۂ وصف جلال تو — گستردہ ام زمین سخن را بر آسمان
نتوان ثنایت از سر صد یک بیان شود — سوسن اگر مرا بدہد وام صد زبان
جاہت بلند ہست ثنایش زمن نشد — نتوان رسید بر فلک از راہ نردبان
عالم دعائے ذات تو گوید بصبح و شام — زین رو کہ عالم است بذات تو کامران
ہموارہ ابر تا کہ بہنگام نو بہار — گوہر کند نثار بہ گلزار و بوستان
بادہ نثار جشن تو از دست مشتری — گوہر کہ در حساب نیاید شمار آن
تو سایہ خدائی و فرخندہ سایہ ایت — پایندہ باد بر سر عالم چو سائبان
از عقل و بخت پیر و جوان بہرہ تا برند — عقلت ہمیشہ پیر بود بخت تو جوان

در حفظ و یاری تو جهان از خدا چه داد — یارب همیشه حفظ خدا باد در جهان
خرم جهان بود ز سحاب عطای تو — تا نوبهار میدهد از خرمی نشان
فتح و ظفر که هر دو غلام تو بوده اند — آن هست همرکاب تو این هست همعنان
اقبال بنده تو و دولت غلام تو — هست این غلام و بنده بحکم تو جاودان

واجد - جناب محمد عبد الواحد صاحب مدرس اول فارسی درسٹی ہائی اسکول بیتھر گھٹی فرزند و شاگرد مولوی محمد عبد العلی صاحب واله

حسنت که دل ربود بیکدم جهان جهان — گویی که بود بر سر من برق بی امان
کردی تو یک نگاه و دلم ریز ریز شد — تیر تو راست پیک قضا بود بیگمان
بوده قوی دلم چو هژبران جنگجو — لیکن شده ز جور تو بی طاقت و توان
آن دل که بود جنبش او حسب عقل و وضع — دیوانه وش فتاده بدنبال تو دوان
اکنون بکوه و دشت و بیابان سفر کند — آن دل که بود مسکن او باغ و بوستان
جا داشت دل براحت و عشرت بسینه ام — آواره اش تو کرده از خانه و مکان
آرام داشت در بر من چون دل خوشت — در دست اضطراب تو اش داده عنان
از درد دوری تو شده پیر سالخورد — هر چند بوده است دل بنده نوجوان
بوده است بیخبر ز غم و غصه پیش ازین — اکنون برفت تا به ثریا ز دل فغان
زین جمله جورهای و جفاها که کرده — دانم هلاک بود سر تو نه امتحان
تدبیر کار رفت ز دست ستم بدان روش — گویی بلای صعب دل ریخت آسمان
در عشق خویش حال دلم کرده سیاه — کردی نه هیچ خوف ز عدل شه شهان
آن شاه نامدار که مشهور گیتی است — والاتبار فیض رسان حاتم زمان

فرخندہ چہر و نیک نہاد و ہنر شناس
عالی خیال و تازہ کلام و نکو بیان

ہیجا نورد و عدل شعار و ستودہ کار
خورشید دستگاہ و سخن فہم و تر زبان

جان حکومت و دل عقل و امان ملک
ایمان عدل و راحت خلق و پناہ جہان

گاہ نبرد جلوہ دہ تخت کامیاب
وقت نشاط غیرت جمشید کامران

تاثیر عدل اوست کہ در گلشن دکن
شہباز و کبک راست بیک شاخ آشیان

امن از برائے اہل دکن عام گشتہ است
تخصیص نیست تا ہمہ باشند در امان

تہذیب در زمانۂ او در ترقی است
دوران او ز دولت جم سید بدر نشان

ق

اے مدعی کہ دعوی باطل ہمی کنی
کین انتظام شاہ چنین است و آن چنان

بکشائی چشم را و نظر کن کہ ہر طرف
فیض عمیم شاہ روان است چشمہ سان

آوازۂ شجاعت او شد چنان بلند
دشمن فرار میکند از خوف چون زنان

از تیغ خونچکان وی و از سنان او
ہم سینہ ہم گلوئے عدو میخورد زیان

صناعی و تجارت و کسب فنون خوب
آمد ز چار سو بدیارش جہان جہان

در کشورش تجارت ہر شہر و ہر دیار
دارد ترقی ز فیوضش دکان دکان

اہل دکن بدور عدالت شعار او
ایدل جدا شوند چگونہ ز خان و مان

در دور او بملک دکن جمع گشتہ اند
ارباب علم و فضل و گرامی سخنوران

بحر سخن ز در معانی است موجزن
تا ابر کلک شاہ دکن شد گہر فشان

ملک دکن ز کوشش او رنگ نو گرفت
آرے از این مکین بود آرایش مکان

شاہی بسان حضرت آصف ندیدہ اند
سنجیدہ و حلیم و جوان بخت و کاردان

گشتہ دکن خلاص ز تدبیر او بلے
ملک است ہمچو کشتی و تدبیر بادبان

ق

یابد وجود از پئے درگاہ شاہ ما
بود ر یمن عقیق بمعدن گہر بکان

دُر در عدن نسیم بگلشن روان بتن
بود رچمن شراب بدان گل بناردان

در عہدش انتظام صفائی چنان بود
یک قطرہ آب چرک نریزد زنا دوان

نظم و نسق چنان بدکن گشتہ آشکار
گوئی نماندہ است ضرورت بہ پاسبان

حفظ رعیتش کند این شاہ کامگار
ز انسان کہ حفظ گلہ خود میکند شبان

این آب گشت و آن شدہ خون از برائے چہ
بنود ز جود شاہ چو شرمندہ بحر و کان

روز ازل بحکم قضا و قدر بود
خوش قدر بندگان ہوا خواہ شہ گران

ہر کس بسر برد بنہالش بامن عیش
بالجملہ شد دکن ز وجودش یکی جنان

واجل چو مدح شاہ نوشتن نمی شود
باری برآر دست و دعا را کشا زبان

بیہنج برّ اعظم و بر پنج بحر شور
یارب بواد حکم وی از فضل تو روان

این دولت این حکومت و این حسن انتظام
مستحکم از عنایت حق باد جاودان

ہم از میامن کرمت رب جان نواز
افزون بواد قدر ہوا خواہ بندگان

در این چکامہ ہرچہ نوشتم حقیقت است
اے شاعران نیک مدانید داستان

رباعیات

کوکب جناب میر اکبر حسین صاحب میر منشی عالیجناب نواب فخر الملک بہادر دوام اقبالہ

شیرین ہے زبس زبان اعلحضرت
مسرور ہین تابعان اعلحضرت

کیا حد ثنا پہ پا سکے طائر فکر　　ارفع ہے جہان مین شان اعلحضرت
ہے فضل خدا سے کام جاری ان کا　　ایضاً　　سکہ ہین ہے چھا نکے نام جاری ان کا
ہوتے ہین سدا ہم ایسے لاکھون سیراب　　دریائے کرم ہے عام جاری ان کا
چرچا ہر سو دکن کے والی کا ہے　　ایضاً　　چہرونپہ عیان اثر بحالی کا ہے
ہے دن کی طرح رات جو روشن کوکب　　سب فیض یہہ بندگان عالی کا ہے
ہین تابع احکام سدا فخر الملک　　ایضاً　　رکھتی ہین دل شاہ مین جا فخر الملک
ہے یون تو خوشی سالگرہ کی سبکو　　ہین شاد مگر سب سے سوا فخر الملک
ہین برج شرافت کے ستارے سرکار　　ایضاً　　سرکار نظام کے ہین پیارے سرکار
آقا کی جو ادنے آج ہے سالگرہ　　کیا شاد ہین اللہ ہمارے سرکار
ہے سالگرہ جدا جدا جلسے ہین　　ایضاً　　ہر قصر مین ہر گھر مین بپا جلسے ہین
ہے مسکن عیش حیدر آباد دکن　　کیا ناچ ہین کیا رنگ ہین کیا جلسے ہین
ہر سمت نمود شان اللہ کی ہے　　ایضاً　　روشن ہے جو حالت دل آگاہ کی ہے
ہے جملہ رعایا و برایا شادان　　چونتیسوین یہہ سالگرہ شاہ کی ہے
آصف کو یا الٰہی جشن طرب مبارک　　ایضاً　　یہہ خرمی مبارک جلسے یہہ سب مبارک
کوکب پڑہو خوشی سے تاریخ کا یہہ مصرع　　چونتیسوین گرہ اے عالی نسب مبارک
۱۳۱۷ھ

جناب کوکب صاحب

ہو سالگرہ آپ کو سرکار مبارک　　ہر سال یہہ جشن طرب آثار مبارک
اک سال سے تھے منتظری دید کی جسکے　　اوس شاہد مقصود کا دیدار مبارک

ق

باصحت و باعزت و باصولت و شوکت — تا حشر ہو یہ خلعت زرتار مبارک

زرین وہ کرن اور وہ سرپیچ مرصع — جیغہ کا وہ جلوہ سر دستار مبارک

مسعود ہو کنگنے کا کلائی مین چمکنا — انگشت مین انگشتر ضوبار مبارک

بہج بند کی وہ شان وہ ثمرن کا قرینہ — گجرونکی فرحناک وہ مہکار مبارک

وہ ہاتھ زبردست وہ اوس ہاتھ کی قوت — قبضہ مین جہانگیر وہ تلوار مبارک

بدہی کا وہ جوبن وہ جواہر کا سراپا — پھولونکے مہکتے ہوئے وہ ہار مبارک

ماتھے پہ نزاکت سے پسینہ کے وہ قطرے — بالائے قمر ثابت و سیار مبارک

ہونٹونکی وہ سرخی وہ غضب پانکی رنگت — دندانپہ وہ حسن در شہوار مبارک

اظہار مسرت کا تبسم وہ لبون پہ — چہرے پہ بشاشت کے وہ آثار مبارک

وہ مسند زربفت وہ اجلاس گرامی — وہ رسم مین رنگینئے گفتار مبارک

بکھرے ہوئے وہ پھول بچھائے کے طلائی — وہ فرش مکان دامن گلزار مبارک

کافور کی وہ بتیان الماس کے اگنے — سارا وہ محل مطلع انوار مبارک

اک رشتۂ خوش رنگ مین پڑنا وہ گرہ کا — وہ ساعت و ہنگام سزاوار مبارک

وہ رقص طرب خیز سریلی وہ صدائین — وہ تہنیت مجمع حضار مبارک

چھٹی ہین ہر اک سمت کو آپس کی وہ چہلین — وہ پھولونکی وہ میوونکی بوچھار مبارک

درباریون کا نذر کو آنا وہ خوشی سے — وہ جشن وہ دربار گہربار مبارک

دربار مین پڑھنا وہ قصیدے شعرا کا — تعریف کی وہ گرمی بازار مبارک

ہر مصرع دلچسپ پہ تحسین کا وہ غوغا — خوشنودئے باطن کا وہ اظہار مبارک

ہر ایک کو ملنا وہ صلہ حسب لیاقت — وہ سب کے دعائین سر دربار مبارک

وہ روشنی کی تیثیان سہ سو وہ نمائین / پر نور وہ ہر کوچہ و بازار مبارک

وہ تہیا سہ محلونکے وہ ہر قصر کے جلسے / ہر سمت وہ حسن در و دیوار مبارک

یہ عیش یہ عشرت یہ مسرت یہ حکومت / آصف کو ہو یا ایزد غفار مبارک

سب جاؤن ملازم ہین حضوری کا شعر ائین / کوکب تجھے ایسے ہون یہ اشعار مبارک

ایضاً

جشن نشاط شاہ جو ہے شہریار جشن / پھیلا ہے آسمان پہ مرا اعتبار جشن

شاداب کس طرح سے ہون برگ و بار جشن / آئی ہے پھر ریاض دکن مین بہار جشن

چوتیسوین جو سالگرہ ہے نظام کی / مصروف کار و بار ہین سب اہل کار جشن

حسرت یہ ہے کہ ہین بھی کہین جشن کے ستون / برج قمر جو دیکھ رہا ہے وقار جشن

مانند حکم محکم سرکار آصفی / ہے ہر طرف دیار دکن مین قرار جشن

گنتے ہین انگلیوں پہ مہینے فراق مین / رہتا ہے سال بھر یہ ہمین انتظار جشن

زہرہ وہ مشتری اٹھی چھریکو آئین یہان / پہونچی جو آسمان پہ ہے آئے بہار جشن

خالق رکھے حضور کرامت ظہور کو / یہ اعتبار جشن ہین یہ افتخار جشن

دل اپنے تھام تھام کے مشتاق لوٹ جائین / رخ سے اگر نقاب الٹ دے نگار جشن

کھولون دہن جو مدحت دندان شاہ مین / افلاک سے ہون گوہر انجم نثار جشن

ہر گلبدن کے جسم مین پوشاک سرخ ہے / دیکھو کھلا ہے چار طرف لالہ زار جشن

آئی بہار سالگرہ دہوم دہام سے / مصروف نغمہ سنجیو نمین ہین ہزار جشن

تیری سحاب لطف نے سیراب کر دیا / کشت امید خشک تھی اے آبیار جشن

ہر سو ہے جشن عیش کی کثرت جو ملک مین
مشکل ہوا ہے ہندسہ دان کو شمار جشن

فوج غنیم غم کا گذر ہے بہت محال
عشرت سے ہے بھری ہوی راہ دیار جشن

ساقی پلا وہ جام کہ مین جھومتا پھرون
آنکھون سے سال بھر بھی نہ اوترے خمار جشن

جلسونکے گل کھلے ہوئے باغ دکن مین ہین
ایسی چلی ہوا ہے مسرت شعار جشن

خوشبو مین ہین قصور کے گوشے محراب بام و در
مہکا ہوا ہے نافۂ مشک تتار جشن

قایم ہزارون سال رہین خسرو دکن
ان کی سلامتی پہ ہے دار و مدار جشن

ہر شب شب برات ہو ہر روز روز عید
آصف کو سازگار رہین لیل و نہار جشن

کوکب ہزار روپیہ کا قرضدار ہون
حاجت روا کرین مری حاجت برار جشن

رباعیات

ضیاء جناب مرزا امیر الدین صاحب شہزادہ دہلی ساکن حیدرآباد دکن فرخندہ بنیاد

یہ شاہ نظام و ظل اللہ
قایم رہے پھر پنجتن یا اللہ
جبتک ہو جہان سالگرہ ہو اسکی
باصحت و خرمی و افزونیٔ جاہ

ایضاً

اے آصف ذیجاہ حشم خوش اقبال
سلطان دکن ظل خدائے متعال
ہو سالگرہ تجکو مبارک مسعود
جبتک ہو زمانے مین قیام مہ و سال

ایضاً

اے حامیٔ دین سالگرہ ہو تیری
ہون خضر معین سالگرہ ہو تیری
جبتک ہو زمانے کا تسلسل جاری
ہر سال یونہین سالگرہ ہو تیری

ایضاً

اس سال اپنی چال فلک نے تمام کی
صورت نکالی ایک جگہ کے قیام کی
اب رونقین سحر سے زیادہ ہین شام کی
ڈالی ہے طرح دہر نے جشن مدام کی

عقدہ کشائیان ہین خواص و عوام کی
چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

یہ وہ گرہ ہے گوہر اعلے ہے فیضیاب
یہ وہ گرہ ہے عقد ثریا ہے فیضیاب
یہ وہ گرہ ہے گنبد خضرا ہے فیضیاب
یہ وہ گرہ ہے چشم تمنا ہے فیضیاب

عقدہ کشائیان ہین خواص و عوام کی
چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

زیبا کلاہ پر گرہین بھی ہین خوش نما
وہ زلف مہ جبین کہ شکن جس ہین جابجا
وہ کہکشان ستارے ہین جسمین ہزارہا
وہ بیل سکا جسکے پھلون مین ہے مدعا

عقدہ کشائیان ہین خواص و عوام کی
چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

ملنسا ہے یہ کہین ہم اسے غنچۂ مراد
پھبتا ہے یہ کہین ہم اسے غنچۂ مراد
اچھا ہے یہ کہین ہم اسے غنچۂ مراد
زیبا ہے یہ کہین ہم اسے غنچۂ مراد

عقدہ کشائیان ہین خواص و عوام کی
چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

ہر دانے سے ہے نشو و نما زیر آسمان
ہر غنچہ بھی شگفتہ ہے گلشن کے درمیان
مثل انار کہل گئے ہین پہل جہان تہان
ہے کامیاب اون سے ہر اک شخص کی زبان

عقدہ کشائیان ہین خواص و عوام کی

چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

قفلِ درِ چمن بھی ہے وا آتی ہے بہار
غنچون سے گل نہین گے گندھے گا ہمارا ہار
غنچے چٹک کے کہتے ہین ہم سب ہین ہوشیار
آئیگی پھر مراد کہ پہنے گا شہریار

عقدہ کشائیان ہین خواص و عوام کی
چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

دل بستگی کسی سے کسیکو ذرا نہین
زلفونکی بھی کشادہ گرہ رکھتے ہین حسین
جوڑا بھی باندھتے نہین دنیا کے مہ جبین
باہم دلونمین بھی گرہین اب نہین رہین

عقدہ کشائیان ہین خواص و عوام کی
چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

مولود کوئی ہوتا ہے جب زیر آسمان
ہر سال کھولتا ہے پھر وہ بے زبان
ہوتی ہین بند وقت ولادت کے مٹھیان
تا پرورش کرے اوسے فیض شہ زمان

عقدہ کشائیان ہین خواص و عوام کی
چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

ابرو یہ ڈالے کوئی گرہ یہ نہین ہے تاب
ژالہ بھی گر کے ابر سے ہوتا ہے گھل کے آب
فوراً کشادگی جبین اوس سے لے جواب
جو کام بند ہوتا ہے کھلتا ہے وہ شتاب

عقدہ کشائیان ہین خواص و عوام کی
چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

ہوتے ہین جشن عیش کی برپا ہین محفلین
آتے ہین لوگ دور سے طے کر کے منزلین
دیتا ہے شاہ سونے کی ہر ایک کو سلین
حل ہوتی ہین تمام زمانیکی مشکلین

عقدہ کشائیان ہین خواص و عوام کی
چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

کچھ شئے گرہ مین کوئی نہین باندہتا ہے اب
دل ہین شگفتہ دیکھکے ہنگامہ طرب
سونا اوچھالتی ہوی جاتی ہے خلق سب
معشوقو نکے بھی ہوگئے وا غنچہاے لب

عقدہ کشائیان ہین خواص و عوام کی
چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

توڑو نہین نقد بند ہو موقوف ہے یہ آج
بھر مٹھیون سے بانٹین اوسے یہ نہین رواج
اسطرح ڈالدیتے ہین جیسے ہو ڈھیر اناج
دلواتا ہے لیون سے شہنشاہ خوش مزاج

عقدہ کشائیان ہین خواص و عوام کی
چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

باران جو ابر ہو تو برستے ہین اب گہر
حاصل شرف ہو تاج کو جب ہوکے زیب سر
تا زیب تاج اونکو کرے شاہ بحر و بر
خورشید یہ کہے کہ ضیا مانگ اے سحر

عقدہ کشائیان ہین خواص و عوام کی
چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

نثارہ جناب نثار احمد خان صاحب ولد محمد احمد خان صاحب تعلقدار و آنریری مجسٹریٹ و منصف خلف الصدق فقیر محمد خان حسام الدولہ مرحوم متخلص بہ گویا از ملیح آباد

مین شبکو بستر غم پر پڑا ہوا تھا نڈھال
ستارہا تھا کوئی چھیڑ چھیڑ کر دل کو
ہجوم چار طرف سے کئے تھے رنج و ملال
جگر کے خونکو سمجھتا تھا کوئی وقف ملال

کسی ملال نے بڑھکر جگر مین چٹکی لی
کسینے قلب کو تڑپا کے کردیا بے حال

لبونپر آہ جگر مین تھا درد دلمین تپش
تعب تڑپ خفقان اضطراب اضمحلال

بڑھا ہوا تھا جو غم حوصلے کمی پہ تھے
گداز روح سے تھا ساری قوتونکو زوال

چھپی ہوی تہین کچھ امیدین خوف سے دلمین
کہ اونکو لشکر غم نے تھا کردیا پامال

جو آرزوئین تہین منھ ڈھانپ روتی تہین
ہرے ملال سے وہ بھی تہین مبتلائے ملال

نہ آس پاس بجز بیکسی و یاس کوئی
بھی رفیق و معاون بھی شریک حال

غمون نے جان سے بیزار یون کیا تہا مجھے
کہ جیسے ہجر مین عاشق کو زندگی ہو وبال

مین جاگتا تھا مگر سو رہا تھا بخت مرا
اثر نہ مردم دیدہ مین خواب کا نہ خیال

خدا کے فضل پہ تکیہ کئے مین لیٹا تھا
کہ سامنے سے نظر آئی ایک حور جمال

پلک جو حور کھون تو بھی ہے ضرور قصور
ادائین اسمین کہان تھیہ ہے کچھ نہین ہے مثال

اگر پری کھون یہہ بھی ہے ایک بے پر کی
نہین نظیر مین ہی تشبیہ نامنہ فی الحال

نہین نظیر تھا اوسکا مگر وہ اپنی نظیر
نہ مثل اوسکے تھا کوئی بھی ہے اوسکی مثال

صفت مین اوسکی ہے کوتاہ میری فکر رسا
وگرنہ یون تو بہت دور تک ساہے خیال

قلم اولجھتا ہے زلفونکے جال مین دم نظم
خیال چوٹی کے بالونکا ہوگیا ہے وبال

کچھ ایسی یہہ بھی چمکتی ہوی مثال نہین
کھون جبین کو مہ چاردہ تو کیا ہے کمال

ہلال عید سے اون ابرونکو کیا نسبت
وہ گوسفند کو عاشق کو کرتے ہین یہہ حلال

وہ اوسکی چشم سیہ مست دیکھ پائے اگر
کہانکی چوکڑی وحشت کو بھولجائے غزال

نہ کوئی مفت گرا اوس آنکھ سے اڑا سکے آنکھ
نظر کے تیر کلیجہ کو کرتے تھے غربال

وہ بینی حسن مین تھی فرد جسطرح سے الف
عدد مین فرد حروف ہجا مین ہے بے قال

غذا جو بھی اسے نہ خوش نما ہونگے
لبونکو خواب مین دیکھین جو حضرت یوسف
خیال بوسونکا آئے تو نیلگون ہوجائین
ہین دانت گوہر خوش آب ریزۂ الماس
ذقن کہو نمین اوسے یا کہ سیب عرض ارزی
بلا مبالغہ گردن صراحئے بلور
چمک مکھ مین تھا وہ آفتاب سا چہرہ
صفت صریح کہانتک کرے کوئی اوسکی
زفرق تا بقدم ایک نور کا پتلہ
کرشمہ شوخی ادا عشوہ غمزہ ناز آفت
پڑی ہوئی ہے قیامت ہماری ٹھکرائے
اگر ہنسی سے بھی واعظ سے مانگ بیٹھے دل
رخ اوسکا دیکھکے غم ہر طرف ہوئے سارے
اداسے ہنسکے وہ بولی تجھے نہین معلوم
عروس سالگرہ ہو نمین شاہ آصف کی
جو فتح جنگ ملقب اور نظام الملک
طلب کیا ہے تجھے اوسنے جلد حاضر ہو
بنین گے بگڑے ہوئے کام رحم سے اوسکے
یہ سنکے مژدۂ فرحت عجب سرور ہوا

وہ ہلکی ہلکی سی سرخی وہ گورے گورے گال
تو اونکو خواب عدم مین رہے انہین کا خیال
ہے نازکی یہ بھی مصرعۂ مقدم دال
صفا مین آب ہین ضو مین چمک مین برق مثال
جو پختہ مغز کبھی دیکھ لین ٹپک پڑے رال
ہے طوق اوسکا اوتارا ہوا فلک پہ ہلال
نگاہ اوس سے ملائے کسے ہے تاب مجال
بس اب یہی ہے مناسب کچھ ہو بالاجمال
عطا کیا تھا خدا نے اوسے وہ حسن وجمال
حیا غضب تھی نزاکت ستم قیامت چال
دم خرام جو لیتے تھے پاؤنکے خلخال
حوالہ اوسکے وہ کر دے لرے نہ قیل و قال
کہا یہ مینے کہ تم کون ہو مبارک فال
تو گوش ہوش سے سن مجھسے اب حقیقت حال
ایجس کا رخ یہ تابان ہے اختر اقبال
ملک خصال فلک بارگاہ مہر جلال
گدا ہو کوتر اب زمانہ امال
وہی تو عقدۂ لاحل کا ہے ترے حلال
خوشی کی آمین نظر جا بسمت سے اشکال

امیدین جی اوٹہین سب تو تون مے عود کیا
نکالے بلبل فکر سخن نے بھی پر و بال

خیال مدحت حاضرین کچہہ ہوا جو سکوت
زبان پر آیا یہہ مطلع چمک کے برق مثال

مطلع

بر سنان سے چمکتا ہے کوکب اقبال
نشان فوج سے تیری ظفر کو استظلال

شہا رفاہ رعایا کا یون تجہے ہے خیال
گدا کو جیسے خیال معاش بھر آل

یہہ رعب شحنۂ انصاف ہے کہ سہوا بھی
محال کیا جو تعدی کا دلمین آئے خیال

نگاہ گرم سے دیکھے جو شیر آہو کو
بغور فیل عدالت اوسے کرے پامال

حواس طائر دزد حنا کے پران ہین
ہے چور شمع کا کافور بزم سے فی الحال

بجبر لے نہین سکتے ہین عاشقون سے مگر
خوشی سے انکے دل لے این جبر و خیال

رکہا ہے مارسیہ نے بھی راستی پہ قدم
یہہ کجروی کا جہان سے ہوا ہے استیصال

زمانہ تیرا ہے انصاف و امن سے موصوف
نہ خوف دزد کسیکو نہ ظلم کا ہے خیال

نگاہ لطف سے تیری صد ابہار چمن
خزانکو خواب مین آنا بھی ہو گیا ہے محال

نہ فکر باد خزان ہے نہ خوف گلچین ہے
نہال گل بھی ہین شاداب بلبلین ہین نہال

ہے فیض عام شب و روز بارش زر سے
سحاب لطف مگر ہو گیا ہے دست نوال

خم کرم سے ملے جسکو ایک دو قطرے
ہوا نہ تشنۂ دولت کو پھر خمار و زوال

ہلال ناخن پا جسکو دیکہنا ہو نصیب
وہ سال اوسکو خوشی کا ہو غرۂ شوال

خوشا وہ آنکہہ جسے شوق دید پردۂ در
خوشا وہ دل جسے چوکہٹ کے چومنے کا خیال

ترے وجود سے جاری ہین چشمہ ہائے جود
بحار فیض کے دریا دلی سے ہین سیال

فقیر تیرے ہی بدولت ہین صاحب دولت — ترے ہی مال سے بے مایہ سب ہین مالا مال
تری سخا و عطا سے کبھی ہین ہیچ ہنیات — گہر صدف مین نہ باقی نہ سنگ مین ہین لعل
تری زمانہ کی رفتار دستون کے لئے — خرام ناز حسینان عدو کو تیغ کی چال
ہین سرنگون ترے خوف غضب سے سب سرکش — حرامیان بد تیغ معدلت سے حلال
بلند سے در دولت کو دیکھکر تیری — حیا سے گردنین نیچی کئے ہوئے ہین جبال
قصور عالیہ ہمشکل قصر جنت ہین — کہ خادمان محل ہین یہان کے حور جمال
ہر ایک اسپ سواری کا تیرے دیو نژاد — حسد مین کوہ مین گردون شکوہ ہین افیال
چمکتا ہے جبین پر تری جو داغ سجود — فلک پہ ماہ کو ہے داغ منفعل ہے کمال
عجیب رحم و کرم ہے عجب مروت ہے — قصوردار سے بھی چشم پوشی و اہمال
بھے تیری عہد طرب عہد کی نبی ہے ہوا — کہ بھر شیر بھی روتے نہین صغیر اطفال
سنا جو غلغلۂ جود و ہمت عالی — مرا بھی بول اوٹھا طوطی فصیح مقال
امیدوار ہون الطاف خسروانی کا — اس آئینہ مین نظر آئین مجکو سب اشکال
بھروان مین گوہر مقصد سے امن مید — سلے مین اسکے کیا جاؤ نمین بھی مالا مال
تمہاری مدح سے خادم ہین اوسکے مستغنی — **نثار** ختم قصیدہ کرو کہان ہے خیال
اوٹھاو ہاتھ دعا کا بھی تو موقع ہے — وہ دیکھو آیا اثر بھی برائے استقبال
الٰہی حسن کا جبتک چراغ جلتا ہے — فلک پہ تارہے ہر ماہ مین نمود ہلال
ہے حسن و عشق مین جبتک کہ رابطہ باہم — ادائین کرتے ہین جبتک حسین شوخ جمال
جہانکے باغ مین جبتک بہار کا ہے گذر — گلونکے وصل سے جبتک کہ بلبلین ہین نہال
خوشی سے ہو دل ممدوح شاد و بالیدہ — برنگ سبزۂ خوابیدہ ہون عدو پامال

شراب عیش کا محفل مین دور دورا ہو
رہے دور دولت و عشرت نہ کبھی ہو زوال

الٰہی وہ ہو سکندر کیطرح شاہ جہان
ہمیشہ چمکے یہی ہے تا ماہ کوکب اقبال

دکھائے چہرہ پر نور شاہ مقصود
فزون ہو مرتبہ و جاہ و ملک و دولت و مال

رباعیات

سخی - جناب نواب میر خیرات علیخانصاحب بہادر حیدرآبادی

تعریف ہو کیا شاہ دکن کی مجھ سے
توصیف ہو کیا اوسکے سخن کی مجھ سے

ہر لفظ ہے رنگینی مین رشک گل تر
بو پوچھے کوئی اوسکے چمن کی مجھ سے

ایضاً

سلطان دکن گوہر دریائے سخا
اس قطرۂ ناچیز سے کیونکہ ہو ثنا

کسطرح مین نام سے سخی دون نسبت
ہمت مین یہ بڑھکر ہے مروت مین سوا

فرخ - نواب فرخندہ حسین خانصاحب خلف نواب جعفر حسین خان مرحوم نواب تاڑبن

یارب بڑھے جہان مین شوکت نظام کی
امت قوی اسی سے ہے خیر الانام کی

کیون دیدنی ہوئے نہ خوشی خاص و عام کی
چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

اکدم مین شہ نے سیکڑون عقدے کئے ہین حل
کچھ اصل ہی نہین ہے امور عظام کی

شاہون مین اسطرح ہے نظام دکن کا فخر
جیون اہل اقتدا مین فضیلت امام کی

مانند بید کانپتا ہے سن کے خوف سے
دہشت عدا کے دل مین ہے اونکے نام کی

دیکھو تو شہ کے عارض تابان کے روبرو
کچھ بھی نہین ہے روشنی ماہ تمام کی

یارب جبین کرو رہیں نظام ملک
اتنی ہی دعا ہے مری صبح و شام کی

جشن طرب ہے سالگرہ کی خوشی ہے آج — کیون دیدنی نہ روشنی ہو ہر مقام کی
فرخ بھی ہوئے ذرّے سے خورشید خاوری — گر اک نگاہ مہر ہو شاہ نظام کی

خلیل - جناب حاجی محمد ابراہیم صاحب خانساماں میز مبارک سرکار حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہٗ

تیاریاں ہین چار طرف دہوم دہام کی — چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی
اسدرجہ محو عیش ہر اک ہے کہ آج کل — پوچھو جو صبح کی تو بتاتا ہے شام کی
بیخود کیا ہے نشۂ عشرت نے اسقدر — میکش ہر ایک خیر مناتا ہے جام کی
رندون کے جھمگھٹون سے چلی آتی ہے صدا — تھوڑی زمین یہ بہنکد و قاضی کے نام کی
صوفی کو حال ہے کہین قاضی کو وجد ہے — کیفیتین عجیب ہین کچھ صبح و شام کی
ہر اک فی کی ہے جھاڑ کنول کی ہو روشنی — اب وہ چمک تک نہین ماہ تمام کی
آباد کیون نہ ملک ہو آصف ہے منتظم — شکلین سبھی ہین پیش نظر انتظام کی
گردون نثار شوق سے ہوتا ہے رات دن — مرغوب ہے جو شان ترے قصر و بام کی
محروم کون ہے ترے اس ست جود سے — شہرت ہے دور دور ترے نیک نام کی
آصف کی ذات سے ہے کروڑونکو فائدہ — یارب دے عمر خضر علیہ السلام کی
آصف سا قدردان ہو تو پھر فکر کیا خلیل — آقا سے کب چھپی ہے اطاعت غلام کی

حشمت - جناب میر حشمت علی صاحب میر منشی صدر کچہری ٹپہ خانہ سرکار عالی

پر فضا ہے آجکل گلزار عالم کی ہوا — سرکشیدہ ناز سے ہے ہر شجر پھولا پھلا
دلکو فرحت دے رہی ہے کیا گلونکی تازگی — کیا بہار نو دکھاتی ہے ہر اک نشو نما

مخمل سبزہ سے ہے آراستہ صحن چمن
ایسی کھیلی پھر رہی ہے ناز سے باد صبا

غنچۂ آگین نکہت شبو کی عطر افشانیان
جس کی خوشبو سے مشام جان معطر ہو گیا

نرگس شہلا کی وہ چھب کر نظر اندازیان
جانب روئے گل گلزار حیرت انتما

بلبلوں کا شاخ گل پہ بیٹھنا وہ پھول پھول
قمریوں کا ایک طرف حق سرہٗ وہ بولنا

دیکھیے دلبرانہ ٹھاٹ صحن باغ مین
وجد کی حالت مین طاوس چمن کا جھومنا

کوہساروں پر ہے آمد آمد ابر سیاہ
چھا رہی ہے آسمان پر خوب ساون کی گھٹا

کیفیت دکھلا رہی ہے ہر طرف فصل بہار
دھیمی دھیمی چل رہی ہے باغ مین ٹھنڈی ہوا

بلبل و گل مین محبت اخلاص کی ہین صحبتین
رنگ الفت ہے گل و گلچین کے عارض پر چھا

سیر کی خاطر جو میرا بھی ہوا اسجا گذر
ہر بن مو دیدۂ چشم تحیر ہو گیا

دیکھکر یہ ساز و سامان جب ہوئی خاطر کو فکر
ناگہان کانون مین میرے اسقدر پہونچی صدا

شاہ آصف کا ہے یہ چھتیسوان سال گرہ
میر محبوب علیخان نام ہے جس شاہ کا

ہے یہی باعث خوشی کا کوچہ و بازار مین
انتظام روشنی جو ہو رہا ہے جا بجا

ہے کہیں جا پہ تجلی آتش گلریز کی
جلوہ گر جلوہ کسی جانب مین ہے مہتاب کا

ہے کہیں جا پہ عیان جوش محبت کا خروش
ہے کہیں جا شہرت اخلاص با صدق و صفا

اٹھ رہے سوز الفت خلقت کی آتشبازیان
ہو گئے ہین پر ضیا پر نور سب ارض و سما

شان مین اسکی کرون گر مطلع رنگین رقم
کیا عجب ہے غیب سے پیدا ہو شور مرحبا

مطلع

ہے مجھے ساقی کوئی جام جم عشرت فزا
دور ہو جاوے دل و جان سے مرے غم کی گھٹا

بیخ و بنیاد غم و رنج و الم مقطوع ہو | تہنیت کا رنگ کہلاتے مری فکر رسا

چہچہے بلبل کی پیدا ہون زبان وصف مین | دل سے ہے مصروف مدح شاہ ذی مجد و علا

وہ شہ ذی شان فلک رفعت کہ جسکے عہد مین | عدل سے پائی ہے رونق ملک نے بے انتہا

ظلم سے ظالم کے انسان ہی نہین مامون فقط | شیر اور بکری کا مسکن ہو گیا ہے ایک جا

خوش بیانی اسکی عالم کے لیے تسخیر ہے | کام لیتا ہے زبان سے برش اس شمشیر کا

تیر سے چشم غضب سے ہو جو اعدا پر نظر | ایکدم مین ہو جدا سر سے ہو سر دم سے جدا

کیا کرون وصف سخاوت ہے سخی ابن سخی | مثل حاتم سیکڑون ہین اسکے کوچے کے گدا

کیا عجب ہے دامن حشمت جو مالامال ہو | بخشش و داد و دہش مین ہے وہ یک بحر عطا

جو تری قسمت سے ملتا ہے از وقر آج کل | وہ بھی ہے اس شاہ کا صدقہ نکر بیجا گلا

تو کہان ہے اور وہ دربار شاہی ہے کہان | پاؤن کیون پہیلا رہی ہے یہہ تری حرص و ہوا

ہے حد توصیف مین اوسکی جو یہہ قاصر زبان | صدق دل سے درگہ خالق مین کر یہہ التجا

یا الٰہی ہے یہہ جبتک جلوۂ خورشید و ماہ | اور قایم ہے بساط سطحۂ ارض و سما

باغ عالم مین ہے جبتک گلشن مین رنگ و بو | جبتک اس گلزار ہستی مین رہے باد صبا

یہہ نظام الملک آصفجاہ محبوب علی | رونق افزا تخت شاہی پر رہے خوش و ادا

اسکے ظل عاطفت مین آل اور اولاد سب | عیش و عشرت مین ہین مصروف صبح و مسا

حشر تک روشن ہو شمع خاندان آصفی | ہے تری درگاہ مین یارب یہہ حشمت کی دعا

رمز جناب سدانند جوگی عرف بھاری لعل صاحب تلمیذ حضرت فیض مرحوم

قاصر زبان ثنا مین ہے جس فیض عام کی | وہ کون خاص ذات ہے شاہ نظام کی

یارب بڑے عمر خضر علیہ السلام کی
سر پر ہم پناہ پشت رہین پاک پنجتن
جھنڈا دکن مین شاہ دکن کا بلند ہو
نیلا ہے اسپ جسکے سواریکا آسمان
ہے شکل پیل جسکے سواریمین سطح ارض
رہتی ہے آسیر ہمین لیے اب کی سپر
ثانیٔ رخش جسکے سواری کا ہے ہر اسپ
جب چشم خشمگین کی کسی پہ نظر پڑے
دیکھے کسیکو رحم سے ہو جائے وہ نہال
کب کو ئی اور ایسی ریاست ہے ہند مین
جاری مدام چشمہ فیض نظام ہے
نام خدا نظام بھی کیا نام ہے نفیس
ہے علم شاعری مین سخن سنج لاجواب
ہے دھوم جشن سالگرہ کی بصد سرور
رشک سہ و نجوم کنول روشنی کے ہین
وہ ہے سنی ہوئی یہ ہے آنکھونکے سامنے
انصاف سے جو دیکھو ہے برتر قیاس سے
شکر خدا ہے یہ برکت ساری شاہ کی
بس اپنے پادشاہ کے دعاگو ہین ہم تو رعؔ

چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی
تائید دو جہان مین ہو خیر الانام کی
ہو فتح جا بجا کھوٹ مین فوج نظام کی
اور کہکشان بعینہٖ صورت زمام کی
اور آفتاب زر دعماری نظام کی
ہیبت یہ برق کو بھی ہے شر کی حسام کی
کھگی ہو جسے بند نریمان و سام کی
پیوند خاک کر دیا تر کی تمام کی
ہو عمر بھر ہوس درم اور دام کی
اس عز و احترام کی اس احتشام کی
خلق خدا ہے جمع کدہر روم شام کی
ثابت ہے نظم نام سے شکل انتظام کی
شہرت ہے آج ہند مین جسکے کلام کی
زینت ہے باغ عام مین دار السلام کی
برتر ہے آسمان سے رونق خیام کی
اندر کی بھی سبھا نہین اس دھوم دھام کی
جتنی کرین ثنا وہ ہے تھوڑی نظام کی
گھر بیٹھے روزی پہونچتی ہے صبح و شام کی
پروا نہین ہے اور کے جب سے سلام کی

نتیجہ جناب میر برکت علی صاحب حیدرآبادی

پھر بہار آئی ہے گلشن مین بصد ناز و ادا
نظر آتی ہے جدہر دیکھئے اک تازہ فزا

کہین چلتی ہے دبی پاؤن نسیم سحری
لڑکھڑاتی ہوئی پھرتی ہے کہین باد صبا

کیا ہی دلکش ہے کہ بے چین کئے دیتی ہے
کہین حق حق کہین کوکو کہین پاہو کی صدا

ہے دل آویز و خوش آیند کہین مور کا شور
فرط عشرت سے عنادل ہین کہین نغمہ سرا

بیٹھے ہین کان لگائے ہوئے سننے کیلئے
گل کو اللہ نے بخشی ہین جو گوش شنوا

باغ ایجاد کا ہے آج عجب کچھ عالم
مہ برستا ہے ہوا چلتی ہے چھائی ہے گھٹا

کہین بنتے ہین کباب اور کہین اوڑتی ہے شراب
جگمگاتا صحن گلستان مین ہے میخوارون کا

گل و بلبل نے جمائی ہے کہین بزم طرب
اور حسینون مین کہین محفل عشرت ہے بپا

کوئی گلرو ہے جو ان مین تو کوئی غالیہ مو
مہر طلعت ہے کوئی اور کوئی ہے ماہ لقا

یہ سمان دیکھ کے تشویش جو کچھ دلکو ہوئی
یکبیک آ کے مسرت نے دیا یہ مژدا

شاہ جمجاہ کی چونتیسوین ہے سالگرہ
اسلئے ہے یہ زمانہ مین خوشی کا جلسہ

تو بھی لکھ مدح مین اُس شہ کے قصیدہ جلدی
اوٹھ پئے نظم سخن سوچ مین بیٹھا ہے کیا

اسکے سنتے ہی مسرت جو ہوئی دلکو مرے
فرط عشرت سے قصیدیکا یہ مطلع لکھا

مطلع دوم

ساقیا ہان مئے گلرنگ مجھے جلد پلا
کہ لکھون جوش مسرت مین لب شہ کی ثنا

پر وہ ہو نشہ نہ تہذیب مین فرق آئے ذرا
لطف جب ہے کہ لطیفون مین بھی ہو طرفہ مزا

کون وہ شاہ جو ہے مالک تخت و دیہیم
عدل و انصاف مین کوئی نہین ثانی جس کا

میر محبوب علی شاہ دکن آصفجاہ
جسکو اللہ نے بخشا ہے شرف سب سے سوا

ہے یہ وہ شاہ کہ جس کا نہین کوئی ہمسر
فضل خالق سے زمانہ مین وہ رتبہ پایا

کیون نہ روباہ صفت اس سے گریزان ہو عدو
رزم مین شیر ہے اور زور مین رستم سے سوا

تیغ زن آئین ہزارون بھی اگر بھر نبرد
اسکے اک حملۂ مردانہ مین سب ہون لپیا

عدل وہ عدل کہ شاہد ہے زمانہ جس کا
نام حاتم کا نہ لے کوئی وہ ہے جود و سخا

طول اس محفل عشرت مین نہین خوب نجیب
بیٹھ خاموش بس اب ہاتھ اوٹھا بھر دعا

کر دعا حق سے کہ اس شاہ کے عدو ہون پامال
دمبدم دہر مین اقبال فزون ہو اس کا

نسل قایم ہے اس شاہ کی تا روز قیام
وسعت ملک بڑہے اور حکومت ہو سوا

جلد مقرون باجابت یہ دعا ہو یارب
بھر پیغمبر ذیشان و علیؑ و زہراؑ

فرد - جناب سید فیض حسین صاحب منصبدار

رات کو مین متفکر تھا بروئے بستر
تھی کبھی نفع کی امید کبھی خوف ضرر

نظر آئین مجھے ناگاہ عجب دو شکلین
اک حسین مثل قمر ایک کریہ المنظر

اسکے دیدار سے تن مین مرے دلکو آرام
اسکے نظارے سے قالب مین مری جان مضطر

اسکا وہ روئے دلارام کہ ماہ پر نور
اسکی بھی شکل سیہ فام کہ سلہٹ کی سپر

ایک کی زلف پریشان کہ گیاہ صحرا
ایک کی کاکل پیچان کہ دل سنبل تر

وہ نہین چین جبین جسم ہے اسکا پر چین
بے شکن اسکی جبین کی بھی اسکے تن پر

اسکے وہ ابروے خمدار ہلال مہ عید
اسکے یہ ابروے خونخوار ستم کے خنجر

ایک کے دیدۂ باقہر کہ خالق کا غضب
ایک کی چشم پر از مہر کہ لطف داور

اسکی آنکہون مین نہان جور و ستم کے انداز
اسکی نظرون سے عیان عشق و محبت کا اثر

لب جان بخش سے وہ دم مین جلائے مردے
چشم فتان سے کوئی اسکی بچے جان بر

اسکی گفتار سے آجائے ابھی جسم مین جان
اسکی رفتار سے کرجائے ابھی روح سفر

اسکے وہ ہاتھ کہ دین جام مئے روح فزا
اسکے یہ دست کہ پہونچائین لحد کے اندر

ایک کا لطف وکرم سنکے دلونکو تفریح
ایک کا قہر وغضب دیکھہ کے جانین مضطر

وہ عطا پاش خطا پوش وفا کا عادی
یہ بد اندیش ستم کوش جفا کا خوگر

وہ اگر حور خصائل تو یہ عفریت صفت
یہ اگر دیو شمائل تو وہ زہرہ پیکر

یہ دل آزار وجفا کار وشریر ومغرور
وہ دل آرام دل آرا ورحیم ودلبر

وہ وفادار مداواکن بیماری دل
یہ ستمگار نمک پاش جراحات جگر

قتل کرنیکے یہ درپے وہ کرم پہ مائل
قلب کو اس سے حذر جان تصدق اسپر

اسکے وہ رحم کے آثار کہ بے خوف ہو دل
اسکے یہ ظلم کے اطوار کہ چھٹجائے جگر

اسکے فقرونمین وہ تلخی کہ تصدق حنظل
اسکی باتون مین وہ لذت کہ فدا قند وشکر

ایک کا قول کہ آنے دے مجھے اپنے قرین
ایک کی عرض کہ اب جلد مجھے رخصت کر

شوق اسکا کہ لپٹ جائے گلے سے میرے
دہیان اسکا کہ ابھی بھاگ کے نکلون باہر

اسطرح مختلف الحال جو انکو دیکھا
مین نے دونون سے یہ پوچھا متحیّر ہوکر

کون ہین آپ مجھے نام بتا دین اپنا
ایک بے فکر ہے کیون ایک کو کس کا ہے خطر

صورت خوب نے ہنسکر یہ کہا عیش ہون مین
اور یہ ہے الم کج روش و بد اختر

آج اسکا نہین کچھ کام دکن مین اصلا
آئی ہون مین کہ اسے یان سے نکالون باہر

آج ہے روز فرح آج نہین کار الم
آج ہے جوش طرب آج نہین شام خطر

عشرت سالگرہ شاہ جوان بخت کی ہے
کیون نہ تازہ ہو مری شکل بسنگ گل تر

مری تاثیر یہہ پہلی کہ نہین عالم مین | درد کی شکل بجز درد شراب احمر
یہہ نہین رنگ شفق ہان پئے اظہار سرور | فلک پیر نے پہنی ہے قبائے احمر
کہکے یہہ اسنے بھرا مے سے فرح کی اک جام | پھر مرے منہ سے لگایا وہ چھلکتا ساغر
جوش مین آکے وہین مین نے پڑھا اک مطلع | مطلع مہر جہان تاب سے جو ہے انور

مطلع

جوش بحر کرم شاہ دکہائی یہہ اثر | بحر کیطرح جہان مین ہو روان آب گہر
شاہ جمجاہ عدو کاہ حقائق آگاہ | آسمان قصر قمر قدر ملائک منظر
ذی ہمم نجم کرم مہر علم عرش حشم | خوش سیر پاک نظر رشک قمر نیک اختر
دلکش و مہر وش ماہ رخ و زہرہ جبین | مشتری حلم و عطارد خطر و کیوان خنجر
نام سے صاف یہہ ظاہر ہے کہ دوران ہمت سے | کسطرح شاہ دکن ہے ہو فریدون ہمسر
میر محبوب علی بادشہ ملک دکن | حکم سے جسکے موافق ہے قضا اور قدر
قلب عالی ہو جو اعزاز دنی پر مائل | جلتے ذرّے سے ہین زمین کے وہ نہین سب اختر
ابر رحمت سے جو سرسبزی عالم چاہے | کوئلین آگ سے پیدا ہون بجائے اخگر
دین اسلام کی جسوقت کرامت دکہلائے | صرف ہون بندگی حق مین بتان آزر
مال پر فرط غنا سے جو نہین اسکی نگاہ | غم سے رنگ رخ دینار ہوا ہے اصفر
فہم انور جو دلائل کے بیان پر آئے | نظری شئے کو بدیہی سے بہی کردے اظہر
اسکی افراط سخا سے یہہ جواہر کی ہے قدر | ذرہ ہین مثل خذف الماس ہین ہمسنگ حجر
جنگ مین مرگ عدو کا جو اشارہ فرمائے | قتل کے واسطے خنجر ہو خود اسکا خنجر

اسکے دشمن کو اگر دعوئے سر سبزی ہو | ہوئے مانند حنا دہر مین خون اسکا ہدر
حسن اسکا ہے وہ دلکش کہ مثال الحمد | مصحف رخ کی ثنا سبکی زبان کو ازبر
اسکے ایوان کی بلندی سے مقابل ہے وہ | اسلیئے چرخ کی قسمت مین لکھا ہے چکر
جو لقب خوب ہین ان سبکے سزاوار ہین آپ | قطعہ آصف اقبال و ہما بخت و سکندر افسر
بوعلی فطرت و کے ہمت و کسرے نصفت | سام نیرد و تہمتن دل و بہرام جگر
فلک رفعت و اقبال و کرامات کا ماہ | بحر جود و کرم و فضل و عطا کا گوہر
پھر کوئی مطلع بے مثل سنادے اے فرد | کہ نہین آج ترا شعر و سخن مین ہمسر

مطلع

نور خورشید رخ شاہ جو دیکھے شبپر | رات کو بھی وہ کھڑا اپنے مکان سے باہر
ختم کرتا ہون دعا پر یہ قصیدہ اسدم | کہ نہین طول پسند دل ارباب ہنر
ہم دعا کرتے ہین آمین کہین سب احباب | کہ خداوند زمین و فلک و جن و بشر
اسکو فرمائے عطا عمر بنی طول حیات | ہوئے اقبال و وبالا تو حشم ہو بہتر
جتنے احباب ہین اس شاہ کے مسرور رہین | جسقدر اسکے عدو ہین وہ فنا ہون یکسر
خوش رہے شاہ دکن اور ہمیشہ اس کا | حق تعالے ہو مددگار پیمبر یاور
خلد اللہ تعالے و تقدس ملکہ | بطفیل شہ لولاک و جناب حیدر

صنیعہ جناب محمد عبد اللہ خان صاحب داماد آنربل نواب سر شرف الامراء مرحوم مرتب گلدستہ جشن آصفیہ و بانی مشاعرہ جشن سالگرہ مبارک اعلی حضرت خلد اللہ ملکہ

للہ الحمد چلی باد مسرت افزا
شرق اور غرب جنوب اور شمال ایک ہے رنگ
فصل گل آئی ہے کس دہوم سے اللہ اللہ
کس غضب کا ہے جوانان چمن پر جوبن
بلبلین خوش ہوئین رنگین ترانے گاتین
کیا ہی دلکش ہے نوا سنجی مرغان چمن
نخل سرسبز ہین شاخین ہین لدی پھولون سے
چار سو پھرتے ہین تن تن کے تدرو طاوس
بارش ابر بہاری کا ہے رنگ کرم
ٹہنڈی ٹہنڈی وہ ہوائین یہ گہٹائین اودی
دیکھکر گلشن عالم کا یہ رنگ اور یہ روپ
دہجیان جامے کے یان ہنگین پر وحشت کے
دیکھکر لالہ کہسار کہلے داغ جگر
شکل مجنون کے بہٹکتا پہرا کہسار و دمن
دست وحشت نے مرے دست درازی سیکہی
گلشن دہر پہ دیکہا جو پری کا عالم
یکبیک اک گل خوبی پہ نظر میری پڑی
وہ بہار گل رخسار تھی اوس گلرو کی
اوس سہی قد کی دل آویزی یہ رعنائی پر

واہ کیا چار طرف ابر فلک پر چھایا
منہ جس سمت نظر کیجئے ہے تار بندہا
دیدنی باغ جہان کی ہے بہار ادر فزا
دیکھئے جسکو وہ ہمصورت قد رعنا
سرخ پہنا ہے ہر اک شاہد گل نے جوڑا
ہائے بیچین کئے دیتی ہے کویل کی صدا
جھوم جاتی ہین جب آتا ہے ہوا کا جھونکا
کبک کی چال سے اک طرز نیا ہے پیدا
کہ زمین لوح زمرد ہے اوگا ہے سبزا
آمد فصل بہاری کا عجب ہے نقشا
اور ہے جوش جنونکا مرے نقشہ بدلا
نگہت گل کیطرح دوش ہوا پر مین اوڑا
ہمہ تن تختہ گلزار بنا سینہ مرا
لیلئے زلف کا زور ونپہ ہوا جب سودا
دہجیان دامن صحرا کی اوڑائین کیا کیا
مثل دیوانونکے اک اک کا تھا مین منہ تکتا
واہ کیا حسن تھا کیا چہرہ زیبا اوسکا
جس سے ہر گل پہ تہا اک عالم حیرت چھایا
پا بگل سرو تہا شمشاد کو تہا اک سکتا

دیکھکر سر بگریبان تھے جوانان چمن | عرق شرم مین ہر اک تھا سراپا ڈوبا
چوکڑی بھول گئے آہوئے صحرا اپنی | گردش دیدۂ فتان نے کیا محو ایسا
جملہ مرغان چمن نغمہ سرائی بھولے | دفعتاً اڑ گیا گلزار مین اک سناٹا
گل کو بلبل کی نہ بلبل کو خبر تھی گل کی | دیکھکر اوسکو کسیکے نہ رہے ہوش بجا
گلشن دہر مین بے مثل ہے وہ رشک بہار | قدرت حق کا نمونہ تھا سراپا اوسکا
سرخ جوڑا تھی پہنے کہ گل خندان پہنے | صاف ہوتا تھا نگاہونکو شفق کا دہوکا
اس ادا سے وہ مرے پاس گل تر آئی | متحیر ہوا آئینۂ حیرت مین بنا
صورت غنچہ وہ گلرو متبسم ہوکر | یہ غزل گائی بصد غمزہ بصد ناز و ادا

غزل

اے صنم طالب دیدار سے چھپنا کیسا | آمرے سامنے للہ یہ پردا کیسا
اوسنے آکر مجھے ٹھوکر سے جلایا کیسا | بھولے سب آج سے اعجاز مسیحا کیسا
طلب بوسہ پہ وہ شوخ بگڑ کر بولا | دلمین آئیگا تو دینگے تقاضا کیسا
جانتے ہی نہین اے شیخ و برہمن ہم تو | کعبہ کہتے ہین کسے اور کلیسا کیسا
کیا تماشہ ہے وہ دل لیکے مرا کہتے ہین | واہ یہ مال ہمارا ہے تمہارا کیسا
ایسے پھیرے اوسی کوچہ کے کیا کرتا ہے | دل نادان کو مین سمجھاتا ہون کیسا کیسا
کیون کہا تھا ارنی دیکھکے کیون غش آیا | شوق دیدار تھا اے حضرت موسیٰ کیسا
اب وہ خوبی ہے کہان اوسکا کہان ہے وہ شباب | آپکو حسن دو روزہ پہ تھا دعوا کیسا
اچھا ہوگا نہ دوا سے یہ مریض فرقت | واہ کرتے ہین علاج آپ مسیحا کیسا
اونگلیان اوٹھتے ہین اب مجھ پہ بھی مانند ہلال | تو نے اے ماہ کیا ہے مجھے رسوا کیسا

فرقت یار مین اوٹھتا ہے دہواں دل سے مدام
آتش غم نے جلا یا ہے کلیجا کیسا

مہندی مل کر گیا اغیار کے گھر وہ ضیغم
ہوگیا ہائے مرا خون تمنا کیسا

بڑہ گئی اور بھی وحشت جو سنے یہ اشعار
پھر تو اوس رشک گلستان سے مخاطب ہو کر
کس ریاض تر و تازہ کی ہو نگہت ایجان
ہنس کے فرمایا مجھے تو نہین پہچانتا ہے
جشن ہر سال کیا کرتا ہے کس بات کا تو
شہ آصف کی ہین ہون سالگرہ کی شادی
صورت غنچہ نہ منہ بند رکھ اپنا ضیغم
ہے یقین خار الم دور ہو دل سے تیرے
تازہ دم ہوگیا سنتے ہی مین اس مژدہ کو

دل مضطر مرے پہلو مین بدقت سنبھلا
منتین کرکے بصد عجز یہ مین نے پوچھا
ہمسے پژمردہ دلون تک ہوا کیونکر آنا
غور کر دلمین ذرا سوچ سمجھ ہوش مین آ
ایک ہی سال مین اے شخص مجھے بھول گیا
چھٹی تاریخ بڑی دہوم سے جلسہ ہوگا
چمن فکر کے گلہائے مضامین تو کہلا
ہو شگفتہ او سیہ دم غنچہ خاطر تیرا
وہین خوش ہو کے یہ بیساختہ مطلع لکھا

مطلع

کیا دہوان دہار اوٹھی جانب میخانہ گہٹا
ساقیا بادۂ عشرت کا مجھے جام پلا

عید کے دن سے زیادہ یہ خوشی کا دن ہے
بادۂ عیش سے سرمست ہین ادنی اعلا

دیکھ کیا روز مسرت ہے یہ ہے روز سعید
تو بھی دریا دلی اے ساقی گلرو دکھلا

خم کے خم بھر کے مرے سامنے رکھدے لاکر
خوب چھک کر مین پیون اور بنون متوالا

گلشن طبع کو سینچونگا مئے ناب سے آج
تا ہون گلہائے مضامین تر و تازہ پیدا

چمن فکر سے رنگین گل مضمون ایسے
جسکی نکہت مئے احمر کی ہو خوشبو بھی سوا

بہر نثار بر سر دانلتے شاہ ما — دارد فلک حمایل سیارہ و کہکشان
عاجز شدہ ہمہ فصحا از کلام او — شیرین بیان و زود رس و افصح اللسان
اوصاف شاہ جملہ گر املا کند کسے — حجمی نوید و نہ شود ختم داستان

قطعہ و تمہید تاریخ

یارب بجاہ احمد و آلِ مطہرش — وز بہر اہل بیت نبی ختم مرسلان
بہر شہ بخجف سر اعدا فگندہ دہ — عمر طویل حشمت و اقبال جاودان
یارب بحافظان کلام مجید تو — در حفظ و صون خویش بدارش مع الامان
الفت بدل دعا دہد اے رب ذو الجلال — حاصل کنش تمام مرادات دو جہان
در ہر مرام و کار بہر جاے و ہر زمان — منصور شاہ باشد و مخذول دشمنان
بر دشمنان مظفر و فیروز و فتحمند — مسرور ساز با ہمہ اولاد و شادمان
گردم پسند چند قوافی ز جوش دل — معیوب داشتہ شعرا اگرچہ شایگان
تکرار قافیہ قدما را پسند نیست — ورنہ توانم آنکہ نویسم دو چند ازان
زین وجہ کردہ ام بہمین قدر اکتفا — زان رو فزون ازین نتوان گفت شایگان

ایضاً

ہے زیب گوش لذت جان خاص و عام کی — تعریف شاہ و والی اعلیٰ مقام کی
ہے ہم پہ مدح شاہ دکن لازم و اہم — والی تاج و صاحب تخت و حسام کی
یارو خوشی کرو دل و جان سے دعا کرو — یعنی کہ آج سالگرہ ہے نظام کی

ق

جب سے سنا ہون مژدہ جان بخش دلکشا
دیتا ہون یہہ دعا کہ ثمرین چار سی گرہ
عمر دراز و دولت وافر ہو و مدام
شیرین بیان فصیح زبان و لطیفہ گو
خوش خلق و خوش خرام ہین اسد رحیم بردبار
ہو ناصر و معین و مددگار رب کریم
محبوب ہون علی کے پیارے ہون غوث کے
دشمن جو ہو تمہارا ہو مقہور کبریا
مخذول و خوار دونون جہان مین ہو دشمنی
ہم پر دعا ترقی اقبال و جاہ کی
طالع ہون یاور ایسے ارادے کے ساتھ ہی
دولت فزون و صحت و اولاد ہو کثیر

چونتیس وین یہہ سالگرہ ہے نظام کی
ہو فرحت و مسرت و عشرت دوام کی
اولاد و آل کو بھی خوشی ہو مدام کی
خجلت ہے بلبلونکو بھی اونکے کلام کی
شرمندگی ہے کبک کو اونکی خرام کی
ہو تم پہ مہر حضرت خیر الانام کی
تاثیر تم پہ ہو شہ جیلان کے نام کی
تم پر نگاہ لطف ہو رب الانام کی
رکھے جو دل مین شاہ قوی احتشام کی
ہے واجب اہم شہ ذی احترام کی
بے سعی و جہد ہوئے بر آمد مرام کی
الفت کی دل سے ہے یہہ دعا صبح و شام کی

مرزا مرزا عبد الرحمن بیگ صاحب شاگرد عالیجناب نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی

ہان آج کچھہ تو فکر رسا تیرا نام ہو
ہر لفظ تیرا لفظ فصاحت نظام ہو
محفل مین شاعرون کی تری دہوم دہام ہو
ہر شعر تیرا شعر بلاغت مقام ہو
کچھہ اسطرح سے نظم دعای نظام ہو
تحسین کو تری والبہ ہر خاص و عام ہو

جبتک چمن مین پھول ہون پھولون مین مہک
جبتک روش پہ سبزہ ہو سبزہ مین لہک

رنگ وہ لائی مری باغ طبیعت کی بہار
رند ہوں مست ہوا کہا میں اگر اوسکی ذرا

فکر عالی سے مری غنچہ مضمون وہ کہلیں
مست رنگ کر جسکو نہ زاہد کے رہیں ہوش بجا

ہاں اُسکے دور نہ لے ساقی گلگون زنہار
وہ چڑھا نشہ وہ پھر رنگ طبیعت بدلا

تر و تازہ ہے مرا خوب ریاض افکار
سبز روش پہ ہے مگر دختر رز کا جلوا

جام کی شکل جو گلہائے مضامین نکلے
بلبل طبع مرا باغ سخن میں چہکا

مست ہو کر گل مضمونکی مہک سے جھوم
مدح میں شاہ کے کیا مطلع رنگین لکھا

مطلع

گل کو بلبل کا نہ بلبل کو ہے گل کا شکوا
گلشن عدل ہے کیا خوب شگفتہ تیرا

چشم انصاف میں اعجاز مسیحائی ہے
دیکھ لے نرگس بیمار اگر پائے شفا

اسقدر تیرا برستا ہے سحاب اشفاق
کشت امید رعایا کی ہے سرسبز ہرا

اپنی خوشبو سے بساتی ہے دماغ عالم
شاہ کے عہد میں خلق سے آتی ہے ہوا

بنگیا ہے یہ قصیدہ مرا اک عطر گلاب
عطر اخلاق کی تیرے جو لکھی مدح و ثنا

ابر فیضان کرم تیرا برستا ہے مدام
در مقصد سے ہر اک بھرتا ہے دامن اپنا

بارش ابر سخاوت کا یہ ظرفہ ہے فیض
زر بکف گل بھی نکلتا ہے زمیں سے بخدا

چرخ ہے قلزم رفعت کا تری ایک حباب
باغ شوکت کا تری سارا جہاں ہے غنچا

قطعہ

تشنہ لب کوئی بھی آیا جو در دولت پر
چشمہ فیض نے ایسا اوسے سیراب کیا

تشنگی اوسکو ہوئی پھر نہ کبھی عالم میں
کسکو کہتے ہیں پیاس اوسکا نہ لب خشک ہوا

یہ ترے سایۂ قدم نے ہے سعادت پائی
سر عصفور پہ پڑ جائے تو ہو جائے ہما

چرخ تو پست ہے تا عرش مگر پہونچا ہے
قصر رفعت کا یہ ہے بام مراتب اونچا

فکر رنگین نے تری وہ گل مضمون باندہے
نظم کی شاخ نے جس سے عجب گلدستا

قابل دید ہے گلزار طبیعت کی بہار
دیکھکر بلبل شیراز بھی وارفتہ ہوا

طبع اقدس پہ تری لوٹ ہے جان معنی
دل سخن کا تری اندیشۂ عالی پہ فدا

کیا شگفتہ ہیں گلستان فصاحت کے پہول
گلشن نظم کی ہے خوب ہوا روح فزا

ہے کلام ایسا مرے شہ کا بلیغ اور فصیح
جسکے مداح ہیں اکثر بلغا ہم فصحا

طول اچھا نہیں کر ختم قصیدہ ضیغم
یہی بہتر ہے کہ اب بہر دعا ہاتھ اوٹھا

باغبان چمن دہر سے کر عرض یہی
عشق کا بلبل و گل کے ہے جبتک چرچا

اور جبتک ہے گلزار جہان کی یہ بہار
باغ عالم میں یہ جبتک کہ رہے نشو و نما

غنچۂ دل مرے آصف کا شگفتہ ہی رہے
گل مقصود سے دامن ہے ہر وقت بھرا

مع اولاد سلامت رہے باعز و وقار
بار آور رہے سر نخل تمنا اوس کا

دوست احباب سدا پہولیں پہلیں عالم میں
خار حسرت سے دل افگار رہیں سب اعدا

الفت جناب مولوی محمد جمال الدین صاحب ساکن بیگم بازار

عالیجناب مہر حسن ارفع المکان
جمجاہ نیک طالع و اسکندر زمان

ہم نام آمدی تو بسلطان اولیا
زیبا نہ چون بود بتو گویم شہ شہان

بیند بہار چہرۂ رنگین تو اگر
بلبل بروی گل نسراید بہ گلستان

غالب چو گشتہ تو بر اعدا بذات خویش
دانند خلق چون نہ ترا رستم زمان

خنگ فلک شود زندہ دیدن فگندہ سم
چون شاہ با شہب خود در دہد عنان

جبتک فلک پہ تارے ہوں تاروں میں ہو چمک
جبتک صدف میں موتی ہوں موتی میں ہو دمک

فرمانروا ہمیشہ یہ شاہ نظام ہو
عالم میں دھوم دھام سے اسکا ہی نام ہو

جبتک کہ حسن میں ہو کشش اور بانکپن
جبتک ہرا بھرا رہے یہ حسن کا چمن
عاشق کے دل میں ہجر کی جبتک رہے جلن
مانند عندلیب ہوں عشاق نغمہ زن

اے شاہ ذیحشم تری تسخیر عام ہو
تو تخت سلطنت پہ الٰہی مدام ہو

جبتک دغا ہوں اور دغا میں ہوں ذلتیں
حاصل ہوں کار خیر سے جبتک سعادتیں
جبتک وفا ہو اور وفا میں ہوں عزتیں
جبتک کہ کار بد کے نتیجے ہوں آفتیں

بدخواہ کا گلا ہو تیری حسام ہو
ہر خیر خواہ کو ترے عشرت مدام ہو

جبتک کہ مشتری میں سعادت کا ہو نشان
جبتک قلم بدست ہے منشئ آسمان
مریخ اور زحل ہوں عدو کیلئے سنان
رقاصہ فلک سے ہو رقصاں ہر اک زمان

سورج کا تیرے آئینہ داروں میں نام ہو
بزم سرور کا تری مہتاب جام ہو

جبتک ہو مہر مہر سے جبتک کہ سیم و زر
جبتک ہوا ابر سے دریا ہوں پر گہر
جبتک کہ نکلیں کوہ سے یاقوت سرخ تر
جبتک کہ موتیوں پہ رکھیں جوہری نظر

جرات کے جوہروں سے مرصع حسام ہو
حاصل تجھے جہان کی دولت تمام ہو

جبتک جہان ہو اور جہان میں ہو مرد و زن
جبتک کہ اتفاق سے دولہا اور دلہن
جبتک کہ مرد و زن میں محبت کی ہو چلن
دولہا دلہن پہ روپ سے جبتک رہے پھبن
دنیا جو ہو عروس تو نوشہ نظام ہو
اس عقد کی زمانہ میں اک دھوم دھام ہو

جبتک عدو ہو نظروں میں ہر آدمی کے خوار
جبتک حسد سے حاسد بدین رہے نزار
جبتک عدو کے دل کو نہ ایذا سے ہو قرار
جبتک کہ دشمنوں پہ رہیگی خدا کی مار
جنت دکن رفیقوں کا تیرے مدام ہو
سارے مخالفوں کا جہنم مقام ہو

جبتک ہے مسلموں کو شریعت کی احتیاج
ارکان پنجگانہ رہیں جبتک لسکے تاج
اسلام میں حدود کا جبتک ہے رواج
جبتک کہ کافروں سے مسلمان لیں خراج
حامی ترا خدا ہو رسول انام ہو
اقلیم ہفت گانہ میں تیرا ہی نام ہو

جبتک زبان سے نطق و فصاحت کا ہو بیان
جبتک اشارہ ہو معنی باریک میں نہان
جبتک بیان سے معنی باریک ہو عیان
اہل سخن کے ہوں جبتک کہ قدردان
مرزا کو تیری مدح سرائی سے کام ہو
اور تجھکو اوسکے شعر سے رغبت تمام ہو

محفوظ۔ جناب ابو المکارم حافظ شیخ محی الدین صاحب قریشی صیغہ دار
دفتر صدر محاسبی و منصبدار علاقہ صرف خاص سرکار عالی
شاگرد عالیجناب نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی

عجیب رنگ سے آئی ہے ابکے فصل بہار
کہ رشک خلد ہین جتنے جہان کے ہین گلزار

نسیم گل مین ہے اعجاز عیسوی پیدا
ہزار اچھون سے اچھی ہے نرگس بیمار

خوشی سے غنچے چٹک کر بہار گاتے ہین
گلون کے وصل سے ہے شاد شاد بلبل زار

نہین ہے باد خزان نام کو کہین باقی
کھلاتی پھرتی ہے گل باغ مین نسیم بہار

کوئی ترانہ کسی کی زبان پہ جاری ہے
کسی روش پہ خرامان ہے کوئی گل رخسار

خوشی سے چہچے کرتی ہے بلبل تصویر
خیالی باغ ہین سرسبز ہے یہ جوش بہار

زمین باغ مصفا ہے آئینہ سے کہین
ہے رشک طور تجلی مین ایک اک گلزار

کوئی کسیکی جو فرقت مین آہ کرتا ہے
زبان تک آکے وہ رہ جاتی ہے نسیم بہار

یہ کہتی پھرتی ہے ہر سو نسیم گلشن مین
ادب سے بیٹھو کہ آئی بہار فیض آثار

ہر ایک شاخ خمیدہ ہوئی نزاکت سے
یہ رنگ ہے کہ گلونکو ہے ننگ اپنا بار

گلونکا فرش بچھا ہے نہ میلا ہو جائے
ذرا سنبھل کے چلے باغ مین نسیم بہار

قلم بنا کے اگر کوئی شاخ سنبل کا
خط غبار بھی لکھے تو ہو خط گلزار

یہ خوف ہے کہ گلونکو نظر نہ ہو جائے
نگاہ بھر کے نہین دیکھتی ہے بلبل زار

ہر ایک نخل چمن مثل شمع ہے روشن
ہر ایک حجر منور ہے باغ کی دیوار

جمایا باد بہاری نے رنگ یہ اپنا
کہ سوکھے دشت بھی ہین آج غیرت گلزار

نہال باغ خیالی بھی سب ثمر لائین
یہ کہتی پھرتی ہے گلزار مین نسیم بہار

چمن کی سیر مین ہین محو سارے گل اندام
بنے ہین رشک پرستان دکن کے سب گلزار

چمن مین پھرتی ہے مستی سے لڑکھڑاتی ہوئی
کسی روش پہ صبا اور کہین نسیم بہار

بہار نے یہ کیا گلشن جہان مین اثر
کہ سارے نخل خیالی مین بھی لگے ہین بار

خزاں کے غم سے ہر اک مثل سرو ہے آزاد نہیں ہے کوئی بھی مجبور سارے ہیں مختار
خوشی سے پھول تو پھولے نہیں سماتے ہیں نہال ہو گئے باغ جہاں کے سب اشجار
زمیں پہ گر کے نزاکت سے ہو گیا ہے کبود وگرنہ سایۂ گل تھا بہ رنگ لالہ زار
صفا روش کی نہیں کچھ بیاں ہو سکتی قدم قدم پہ پھسل پڑتی ہے نسیم بہار
بغیر لطف گریبان گل ہو چاک اگر برائے بخیہ گری ہوگا سوزن ہر اک خار
گلوں کے قہقہے سن سن کے شاد ہو ہو کر خوشی سے چہچہے کرتی ہے بلبل گلزار
شگفتہ غنچۂ منقار عندلیباں ہے کھلا رہی ہے عجب گل چمن میں باد بہار
شہ نظام کے لطف و کرم ہیں عالم گیر شراب خوب اڑائیں چمن میں بادہ خوار
شراب عیش میں مصروف سب ہیں پیر و جوان نہیں ہے فکر جہاں سے کسیکو کچھ سروکار
کوئی نظام کو دل سے دعائیں دیتا ہے غزل سرائی میں مصروف ہے کوئی میخوار
خوشی سے حضرت زاہد کا ہے نیا ہی رنگ پیالہ ہاتھ میں ہے اور گا رہے ہیں بہار
یہ کھد و حضرت واعظ سے خوب پیکر آج بجائے وعظ کے کہتے ہیں بہاریہ اشعار
یہ باغ دہر میں عشرت کا حکم جاری ہے شراب سے نہ کرے آج شیخ بھی انکار
لپٹ لپٹ کے مزے لیرہے ہیں سب عشاق بغل میں یار ہے اور مئے ہے اور ہے گلزار
ہر ایک بزم میں ہے بادۂ سرور کا دور ہر ایک پیر و جوان مست اور ہے سرشار
یہ جشن سالگرہ کی خوشی ہے عالم میں نہیں ہے دخل غم و رنج کا کہیں زنہار
کباب سیخ سے اڑتے ہیں مثل مرغ ہوا دم مسیح سے بڑھکر ہے حکم باد بہار
وہ فکر پائی ہے الطاف داغ سے میں نے سکوت میں ہے مرے آگے بلبل گلزار
ہر ایک شعر مرا لاجواب و یکتا ہے بھرے ہیں بندش مضموں میں در شہوار

تمام اہل زبان ہیں زبان کے قائل — فصیح ایسے بلیغ ایسے ہیں مرے اشعار
جہان میں میرے ہی دم سے سخن کی ہے رونق — مجھی پہ شعر بھی نازان ہے نظم بھی ہے نثار
زمانہ بھر میں ہوں جدت پسند میں مشہور — مجھے ہمیشہ ہے مضمون غیر سے انکار
وہ آب و تاب ہے ہر ایک شعر میں میرے — کہ جسکے آگے ہے اک ذرہ مہر پر انوار
میں بادشاہ ہوں ملک سخن کا عالم میں — مرے کلام میں اک حرف بھی نہیں بیکار
نہ کوئی بھٹکے کبھی۔ گر کرے مری تقلید — ہیں گمرہوں کے لیے رہنما مرے اشعار
ترقی ہے مری فکر بلند کو ایسی — کہ جسکے اوج پہ حیران ہے گنبد دوار
میں جسکو چاہوں کر دوں آفتاب اک دم میں — میں ملک شعر کا فرمانروا ہوں اور مختار
کنیز ہے مرے گھر کی زبان اک ادنا — غلام میرے ہیں مضمون سارے بے تکرار
مرے ہی نام سے زندہ ہے شاعری کا نام — مرے ہی دم سے ہے بس گلشن سخن کی بہار
ارسطو رہتا اگر مانتا مجھے استاد — فلاطون رہتا مری عقل کل پہ دل سے نثار
کلام سنکے مرا میر قبر میں ہیں شاد — نصیر و ذوق کو خوش کرتے ہیں مرے اشعار
اگر عدو ہے مخالف تو کچھ نہیں ہے غم — مقابلہ کے لیے اوس سے میں بھی ہوں تیار
مرا کلام محبوں کو باغ جنت ہے — مرا کلام عدو کے لیے ہے آتشبار
پلا شراب مجھے ساقیا مسرت بخش — کہ ایک جام میں ہو جاؤں مست اور سرشار
پڑھونگا مدح میں اب میں وہ مطلع روشن — کہ جس پہ شمس و قمر دل سے جان سے ہوں نثار

مطلع

وہ مرتبہ ہے ترا وہ ترا ہے عز و وقار — کہ ظل چتر ہے سر پہ بھی گنبد دوار
وہ آب و تاب ہے تیرے رخ منور میں — کہ جسکے آگے ہے شرمندہ مہر پر انوار

ترے غلام ہین رتبہ مین بڑھکے دارا سے
یہ تیرے جود و سخا کا ہے فیض عالم مین
کیا ہے سرو کو آزاد تو نے گلشن مین
اثر ہے یہ تری بخشش کا اے **شہ آصف**
وہ تیرا عدل ہے ظالم بھی بنگئے راحم
جو چشم مہر سے دیکھے تو ذرہ ہو خورشید
ہے تیرے دست کو تیری صفت کریم و رحیم
ہر ایک فیض سے تیرے ہے زندہ جاوید
عطا ہے نام اسیکا سخا ہے اس کا نام
ذرا ہو رنج کسیکو تو ہو زیادہ خوشی
ہر ایک نخل گلستان کو آگ لگ جائے
ترے ہی فیض سے سرسبز سارا عالم ہے
مثال قیصر و خاقان ہے تیرا ہر خادم
شہ **نظام** سے نسبت ہی کیا ہے دارا کو
ترے ہی زیر حکومت تمام عالم ہے
ہے تو ہی ظل خدا - اور خلیفہ رحمان
ترے قدم مین بھی وہ فیض ہے **شہ آصف**
یہ تیرا عدل ہے بنتا ہے سر قدم پر پھول
نگاہبان ہے سر گرگ گوسفندون کا

زمانہ مانتا ہے اس سخن کو بے تکرار
کہ تیرے دور مین مفلس بھی بنگئے زردار
ہے تیری بندہ نوازی نظام فیض آثار
نہال باغ خیالی مین بھی لگے ہین بار
نہین ہے ظلم و ستم تیرے دور مین زنہار
نگاہ قہر سے جل جائے مہر پر انوار
ترے عدو کیلئے ذات ہے تری قہار
نہین یتیم کوئی عہد مین ترے زنہار
گدا گیا ترے در پہ تو بن گیا زردار
نکل کے آنکھ سے آنسو بنے در شہوار
سموم قہر کا تیری جو باغ مین ہو گزار
ہے تیرا دست سخاوت جہان مین ابر بہار
ہین بڑھکے حاتم طائی سے تیرے خدمتگار
ہزارون ایسے ہین دربار مین یمین و یسار
فلک کو تو نے ہی دی آفتاب کی دستار
بجا ہے تجکو اگر سب کہین کہ عرش وقار
زمین سے اوٹھتے ہی اکسیر بنگیا ہے غبار
گزند دے نہین سکتا کسیکے پاؤن مین خار
وہ تیرا عدل ہے دشمن بھی بنگیا غمخوار

وہ تیر رعب سے میدان سے بھاگ جائینگے ۔۔ اگر ہزار بھی دشمن ہون بلکہ لاکھ ہزار
پڑے جو تیری نظر سنگ پر تو لعل بنے ۔۔ بجا ہے تجکو اگر کہتے ابر گوہر بار
وہ تیرے اسپ کی ہے شان اے نظام دکن ۔۔ کہ جیسے ابلق ایام روز و شب ہے نثار
زمین کو کر دیا پھر پھر کے اسنے باغ ارم ۔۔ ترے سمند کی رفتار مین عجب ہے بہار
ترے سمند کی تصویر جب کھنچی شاہا ۔۔ ٹھہرنا صفحۂ قرطاس پر ہوا دشوار
قلم تڑپ کے مرے ہاتھ سے نکل جائے ۔۔ ترے سمند کی چالاکی گر کرون اظہار
ہزار بار پھر آئے وہ ربع مسکون مین ۔۔ خیال پست ہے تیزی پہ ایسی ہے رفتار
عجب ہے چال چکا چوند ہے نظر سبکی ۔۔ فلک پہ برق زمین پر شرار ہے رہوار
فلک کے ساتون طبق ایکدم مین طے کر دے ۔۔ ترے سمند کی اللہ رے شوخی رفتار
چمک کو دیکھکے کٹ کٹ کے مرتے ہین حاسد ۔۔ وہ آبدار ہے وہ تابدار ہے تلوار
عدو کے خرمن ہستی کو خاک کرتی ہے ۔۔ عدو کے حق مین ہے شمشیر تیری برق و شرار
یہ خوف اوسکو ہے اے شاہ تیغ بران کا ۔۔ کہ سر اوٹھا کے نہین چلتا گنبد دوار
عدو کے سر نظر آتے ہین گیند کیصورت ۔۔ نکلتی ہے سر میدان جب تری تلوار
ترا نظیر نہین ہے جہان مین محفوظ ۔۔ ہین لاجواب خدا کی قسم ترے اشعار
دعا کو ہاتھ اوٹھا ختم کر قصیدہ کو ۔۔ پسند ہمکو نہین قافیون کی یہہ تکرار

دعائیہ

الہی ہے مہ انجم مین روشنی جبتک ۔۔ الہی چرخ پہ جبتک ہے مہر پر انوار
الہی نشو و نما خلد کی رہے جبتک ۔۔ الہی باغ مین جبتک پھرے نسیم بہار
الہی خلد مین گاو زمین ہے جبتک ۔۔ الہی دور مین جبتک ہے گنبد دوار

جہان مین گل و بلبل کا ذکر ہے جبتک
الٰہی تیری خدائی کو ہے بقا جبتک
الٰہی ملک دکن کو ہمیشہ رکھ قایم
الٰہی سر پہ رہے اوسکے تاج شاہانہ
ہمیشہ دوست رہین اوسکے شاد اور خرّم

الٰہی صفحۂ ہستی پہ تا رہے گلزار
الٰہی تا یہ رہے برق و رعد ابر بہار
رہے بحشمت و شوکت نظام فیض آثار
رہے مدام یہی اوسکا تخت و جاہ و وقار
مدام اوسکے عدو پر رہے خدا کی مار

رباعی

غم دل سے ہے دور آج ہے کیسی فرحت
ہے سبکو خوشی سالگرہ کی محفوظ

بشاش ہے خوشحال ہے ساری خلقت
ہر گھر مین ہے دہوم اور ہے عیش و عشرت

عزیز۔ جناب شیخ یوسف علی صاحب فریدی المحمودی مرشدزادہ منجلی بیگم صاحبہ مغفورہ متولی مسجد اردو

قطعہ تاریخ

مدحت شاہ دکن من چکنم طبع ہمام
فصلی و ہجری دو سنہ نیک عزیز این نوشت

لطف خداداد ہست شوکت شاہ نظام
حشمت ممدوح لبت سالگرہ فیض عام
۱۳۱۷ ف ۱۳۲۵ ھ

حریف۔ جناب سید عبد اللہ صاحب حسینی چشتی وکیل عدالت ساکن گلبل گوڑہ

ساقیا جلد مجھے بادۂ گلرنگ پلا
مین وہ میکش ہون کہ بے نشہ گذرتی ہی نہین
روشنائی کے عوض مئے سے لبالب ہے دوات

عالم نشہ مین سوجھے کوئی مضمون نیا
مین وہ شاعر ہون کہ مستانہ سخن ہے میرا
اور آواز قلم قلقل مینا کی صدا

نشہ مین بیٹھکے کچھ سوچ رہا ہون مضمون
غم امروز رہا مجھکو نہ فکر فردا

ہاتھ مین جام ہے خم سامنے چھلوین ہے یار
اور ہے عیش کا سامان مہیا سارا

کان مین جھکے یہہ ساقی نے سنائی مجہو بات
توبھی شاعر ہے زمانے مین عجب متوالا

آگیا دہوم سے کیا ماہ ربیع الثانی
ہے اسمین گرہ سال حضور والا

ہمکو اب مست مضامین سنا دحت کے
تیری مستانہ کلامی کا بہت ہے چرچا

مین نے خوش ہوکے ہین منہ سے لگائی بوتل
خم کے خم کرتے خالی تو یہہ مطلع سوجھا

مطلع

میر محبوب علی عاشق محبوب خدا
درۃ التاج شہان مظہر الطاف علا

آپکے ذات مبارک مین ہے بخشش کا وجود
آپکی ذات مبارک مین ہے رحمت پیدا

کاسہ خورشید ہر روز لئے پھرتا ہے
اس سے روشن ہے فلک آپکے ہے در کا گدا

شیردل شیر فگن قلعہ شکن کوہ وقار
نام سے جسکے بدن کانپتا ہے رستم کا

آپکے فرق مبارک پہ ہے ظل یزدان
آپکے ساتھ ہے تائید حبیب دوسرا

تیرے انصاف کا دنیا مین مچا ہے وہ شور
نام کسرا کا نہین بہول کے کوئی لیتا

تیرا دربار ہے دربار ترا فیض ہے عام
بیکسونکا تو مددگار رہے ہر صبح و مسا

غم صیاد کہان خوف ہے گلچین کا کدہر
آپ کا عہد مبارک ہے عجب مستثنا

جابجا ہے ترے انصاف کی اک دہوم مچی
تجھسا سلطان زمانہ مین ندیکھا نہ سنا

جشن ہر گھر مین ہے ہر جا ہے خوشی کا سامان
شہ کی چونتیسوین ہے سالگرہ کا جلسا

روشنی چارطرف اہل دکن نے کی ہے
روز روشن کا گمان ہوگیا شب بہر پیدا

جابجا دیکھ کے سامان مسرت کا حریف
قبلہ رو ہوکے یہہ اللہ سے کرتا ہے دعا

یا الٰہی جبتک تاج چرخ پہ روشن ہے مہر
چتر ضیا اوج پہ ہو نیر دولت اوسکا

یا الٰہی جبتک ہے چمنستان میں سبزہ
نخل امید ہے شاہ کا ہر وقت ہرا

روسیاہ ہو اوسکے دشمن دہر میں خوار و ذلیل
اسکے سایہ میں ملے اسکے ہوا خواہوں کو جا

حکمرانی کی چمکتی ہے سدا شمشیر اسکی
گلشن ہمیشہ میں آباد رہے ملک اسکا

مہر جناب محمد وزیر الدین صاحب حیدرآبادی نبیرہ غلام محی الدین صاحب جمعدار مرحوم

سر شاہ دکن پر سایۂ الطاف یزدان ہو
ترقی دیکھ کر تیری خمیدہ فرق گردون ہو

ترے بدخواہ دشمن کا ہمیشہ بخت واژون ہو
شب ہے شوکت زیادہ عمر ہو اقبال افزون ہو

خدا تیرا معاون ہو پیمبر تیرے حامی ہون
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر تیرے حامی ہون

خداوند جہان نخل تمنا بارور رکھے
نہال آرزو تیرا ہمیشہ پر ثمر رکھے

سر تسلیم دشمن بھی تری دہلیز پر رکھے
قدم چومے ظفر پائے مبارک تو جدہر رکھے

جو سختی تجھ پہ آئے دور بنت مصطفیٰ کردین
تری مشکل کو آسان حضرت مشکل کشا کردین

تعالی اللہ کسی میں شان و شوکت ہو تو ایسی ہو
سخی ابن سخی ہو تو سخاوت ہو تو ایسی ہو

نظر پر جی فدا چشم مروت ہو تو ایسی ہو
خلاصہ یہ اگر بیدار قسمت ہو تو ایسی ہو

ترے سر پر حسن کا دامن لطف کرامت ہو
حسین ابن علی کا پشت پر دست عنایت ہو

تو سبکو پرورش کرتا ہے کوئی نیک ہو بد ہو
ہے تیرا صاف باطن پھر کسی سے دل میں کیون کد ہو

خدا کا فضل ہو تجھپر احد کا لطف بیحد ہو
ترے دشمن ہمیشہ زرد ہون تیری بلا رد ہو

نہ دیکھے اپنی آنکھوں سے تو دنیا کی پریشانی
مدد کرتے رہیں تیری محی الدین جیلانی

مدد کو ستہ صدیق ہر اک آن ہو جائے — عمر کے فیض سے اس سے زیادہ شان ہو جائے
معین شاہ ہر اک کام میں عثمان ہو جائے — علی کے نام سے مشکل ہر اک آسان ہو جائے

نہیں ہے نا خدا صبح و مسا ہو تیری کشتی کا
تیرے سر پر ہے سایہ معین الدین چشتی کا

بہی خواہ رعیت قدردان صاحب جوہر — جلال و رعب کا مجمع کمال و علم کا مصدر
عدوئے ظلم ظالم کش حیا پیشہ کرم گستر — عقیدت مند طینت پاک دریا دل جہاں پرور

خجل ہے سچ ہی کسریٰ کی عدل وداد کے آگے
یہ نیکی آئے تیری آل اور اولاد کے آگے

ثنائے شاہ والا کا بھلا یارا ہے کب تجھکو — بس اے خامہ خموش ہو جا یہی واجب ہے ادب تجھکو
حضور بادشاہ لازم نہیں شوخی ہے اب تجھکو — کہیں ایسا نہ ہو جائے کہیں گستاخ سب تجھکو

مزاج شاہ نازک ہے نہ کر اظہار نادانی
چرا عاقل کند کارے کہ باز آید پشیمانی

عجب جناب سید حسین صاحب کرچکار حیدرآبادی

رسید جشن گرہ سال بادشاہ دکن — ہزار شکر بدرگاہ ایزد متعال
چہ بادشاہ دکن ابن افضل الدولہ — کہ مثل او نبود در جہان بنیل نوال
بہ پیش تیر جگردوز او عجب نبود — ز رشک سینۂ رستم شود اگر غربال
بلند تر ز فلک قبۂ عماری او — بہ سم توسن تندش رسد نہ باد شمال

شجر دان شود از جاے خون شود گلشن
ز رعب سنگ شود آب و جلبہ سیمال

دعا کنم کہ بتقسیم ریاست او ہم
خداش باد معین و حفیظ در ہمہ حال

عجب ز سر اسری تاریخ کرد ندر حضور
نظامی سالگرہ باد میمنت ہر سال

۱۳۲۱ھ

جناب عاجز صاحب

اے عہد تو بہار امان بہ بینم
در عہد تو طرب زمان بہ بینم

از روے تو عالمی گلستان
روشن ز رخت جہان بہ بینم

خورشید و سحاب دست جودت
زرریز و گہرفشان بہ بینم

از فیض نسیم عدل و احسان
دل خرم و تازہ جان بہ بینم

کس تذکرۂ دگر نداند
تا ذکر تو درمیان بہ بینم

جاے تو بر آسمان ہفتم
پاے تو بفرقدان بہ بینم

راے تو چو آفتاب روشن
روے تو چو ارغوان بہ بینم

شاہ دکنی کہ نام پاکت
سرنامۂ خسروان بہ بینم

محبوب علی ولی یزدان
حفظ دل و ہم ز جان بہ بینم

شب تا بسحر بر آستانش
بربستہ کمر شہان بہ بینم

در خدمت تو ز صبح تا شام
صد طغرل و صد طغان بہ بینم

طغراے حکومت تو روشن
از جبہۂ تو عیان بہ بینم

اے نقش اطاعت تو کندہ
بر ناصیۂ جہان بہ بینم

یکران فلک مطیع حکمت
چون توسن زیرران بہ بینم

در دست تو تیغ گوہر آمود
طعنہ زن کہکشان بہ بینم

تیغ تو بہ سینہ‌ہاے دشمن | چون آب روان روان بہ بینم
بہ نوک سنان سر عدو را | از نام تو خطبہ خوان بہ بینم
تیر تو بود شہاب ثاقب | قوس قزحش کمان بہ بینم
تسبیح مسبحان افلاک | از بیم تو الامان بہ بینم
اے رحمت تو بزیر دستان | چون مادرِ مہربان بہ بینم
از خلق خوش تو عطر آگین | ہر کوچہ و ہر مکان بہ بینم
مملو ز متاعِ وصفِ خوبت | ہر برزن و ہر دکان بہ بینم
در شش جہت از بہار فیضت | از ہشت جنان نشان بہ بینم
فرتوت و عجائز کہن سال | در عہدِ تو نوجوان بہ بینم
ہر سمت ز نیکنامی تو | صد قافلہا روان بہ بینم
عاجز بوظایف ثنایش | شیرین لب و تر زبان بہ بینم
این طبع بلند کہنہ مشقم | چون پیر فلک جوان بہ بینم
خود را تبلاش گوہر مدح | زیر و زبر آنچنان بہ بینم
بالاے سرم زمین بعشقم | زیر قدم آسمان بہ بینم
یک مطلع خوش دگر بگویم | ممدوح چو قدردان بہ بینم
مطلع: ذکرِ تو بہر زبان بہ بینم | نام تو بہر نشان بہ بینم
آثار سلف نگشت معدوم | از شان تو شانِ شان بہ بینم
از یمن قدوم تو زمین را | ہمسایۂ آسمان بہ بینم
رم کردہ زبیرِ تو جہالت | از باغ جہان خزان بہ بینم

از هیبت ضرب تیغ تیز تست — رستم بزمین نهفتان به بینم
از ظلم و جبر دشمنان را — آوارهٔ خانمان به بینم
در طوق و سلاسل گران بار — اعدای تو چون سگان به بینم
احباب تو با مراد دلها — بس خرم و شادمان به بینم
از همت تو بدست احباب — مفتوح در جنان به بینم
ای شاه جهان چنانکه خواهی — میخواهمت آنچنان به بینم
یعنی که ز غرب تا بشرقت — فرمان ده و کامران به بینم
تا هست جهان جهانیان را — از وصف تو پر دهان به بینم
خواهم ز خدای حی قیوم — اقبال تو همعنان به بینم
عمر تو دراز باد چون خضر — هم عیش تو جاودان به بینم
پر بار نهال آرزویت — سرسبز بهر زمان به بینم
عثمان علی ولی عهدش — با علم و عمل قران به بینم
با شوکت و شان بادشاهی — در ظل خدایگان به بینم

طلعت جناب محمد خانصاحب حیدرآبادی شاگرد جناب ترک علیشاه صاحب ترکی

چون از وطن برای سیاحت شدم روان — در هر طرف چو باد رسیدم دوان دوان
میخواستم همین که به بینم بهر دیار — اوصاف شاه شان که بود چون درین زمان
دیدم جمله را مگر از دست عاملان — گهگه بلند ناله شود در دیار شان
لیکن خدیو ملک دکن را بعدل و داد — کردیم وزن چون بترازوی امتحان

اندر نگاه فرق زمین و فلک رسید / از قول من گواه بود هفت آسمان
گویم مطلع دگر اندر ستایشش / کز تیر رعب او شده قد فلک کمان

مطلع ثانی

ای رتبه بلند تو برتر ز آسمان / وز شوکت تو پست ترین فرق فرقدان
آئینه دار روی تو دست سکندرست / دارا نهاده فرق به پشت چو حاجبان
رستم بر زمگاه گرت روبرو شدی / بردی ز حملهٔ تو سلامت نه جسم و جان
در بارگاه عدل تو آیند بهر داد / از گردش فلک که ندارند خانمان
در عهد تست دوست کنجشک شاه باز / درنده گرگ هم شده بهر غنم شبان
از فیض سال جشن تو ای جم حشم نظام / با عشرت و طرب شده همدم جهانیان
سر زد نشاط طبع بجدی که عاقلی / در کوچه ها ترانه بسحد چو کودکان
تا بوی فیض حضرت تو کی شمیده ام / طبعم شده شگفته چو گلهای بوستان
یابند شمهٔ اگر از فضل او پسند / گم کردگان راه سخن از سخن نشان
تا سمع من ترانه شنیده است شعر شسو / گوشی نمی نهم به نوای اصفهان
طاعت بسلک نظم کشم گوهر غزل / امید دار گشته با نعام بیکران

غزل

ای منفعل ز ابروی تو تیغ کهکشان / وز تعل توسن تو مهٔ نو برآسمان
هر چند گشته ام بغمش زار و ناتوان / لطفی نمیکنند مین پیران جوان
ای بیوفا نظر بتغافل گهی فگن / بر حال بیکسان و دل از دست دادگان
مانند تو ندیده ام ای یار شوخ چشم / دل جوی دلفریب دل آرای دلستان

این ترک ناز چیست که دارا ولین نگاه
بردی ز دست مال و جان رایگان رایگان

...که هست و کوه کن از بهر درس عشق
بنشستم تشنه آمده چو طفلان درس خوان

طلعت خموش گشته بصد عجز کن دراز
دست دعا به پیش خداوند دو جهان

یارب که بادشاه بلاد دکن بواد
تا مهر و مه به تخت حکومت بعز و شان

آب بقا نصیب همه دوستان او
لخت جگر طعام بود بهر دشمنان

معجز جناب محمد عنایت حسین صاحب داماد عباس علی صاحب خانساماں میر مبارک حضور پرنور خلد اللہ ملکہ

یہ جشن سالگرہ کا الٰہی آیا سال
ہجوم ہیں عیش کے سامان خوشی سے چہرہ لال

مچی ہے چار طرف دھوم عیش و عشرت کی
خوشی مناتے ہیں آپس میں ہیں یہ قیل و قال

یہ جشن جسکا ہے سرسبز وہ رہے یارب
اور اوسکا نخل تمنا ہے مدام نہال

پلا رہا ہے وہ بھر بھر کے جام مستوں کو
عجیب رنگ میں ہے آج ساقی خوشحال

میں فرط نشے میں مخمور ایسا بیٹھا تھا
نہ اپنا ہوش تھا مجھکو نہ اور کسیکا خیال

کہ دفعتًا مجھے ایک نازنین نظر آئی
میں اوسکو حور کہوں یا کہوں پری تمثال

ہیں یہ خال سیاہ اوسکے صاف عارض پہ
یہ شکل آئینے میں اپنی دیکھتی ہیں ہلال

وہ مجھسے کہتی ہے کیا جانتا نہیں مجھکو
کدھر خیال ہے تیرا ذرا تو ہوش سنبھال

میں غمکدہ کو بھی عشرت کدہ بناتی ہوں
خوشی کے ساتھ بدلتی ہوں دلوں کے ملال

خوشی مناتے ہیں دنیا میں میرے آنے کی
وہی ہوں سالگرہ آتی ہوں جو سال بسال

یہ سنتے ہی ہوا مجھکو سرور کیف سخن
گیا ہے عرش کے اوس پار میرا ایک خیال

نئے نئے مجھے مضمون ہاتھ آنے لگے
ہزاروں عقدے ہوئے حل جو ہو گئے تھے محال

بھرے ہوئے ہین مضامین میرے سینہ مین — گل مراد سے گلشن ہے میرا مالا مال
سخن شناس ہین دنیا مین حضرت آصف — دکھاوے زور طبیعت تو اپنا آج کمال
کہان ہے ساقی مہوش پلا دہ جام شراب — کہ جسکے نشہ سے کافور ہو یہ دل کا ملال
پڑہون دعائیہ مطلع وہ مدحت شہ مین — کہ جسکے سنتے ہی محظوظ ہون سب اہل کمال

مطلع

شہ دکن کا الٰہی بلند ہو اقبال — گل مراد سے دامن ہو اوسکا مالا مال
ہو سر پہ سایہ فگن اوسکے ایزد متعال — ہمیشہ فضل الٰہی ہو اوسکے شامل حال
ہین آج جود و کرم مین دو اوسکو کس سے مثال — فزون ہے حاتم طائی سے اوسکے بذل و نوال
شہ دکن مرا فطرت مین بھی فلاطون ہے — خدا کی شان ہے اخلاق مین فرشتہ خصال
فزون ہے حشمت و شوکت مین وہ فریدون سے — بڑھے ہوئے ہین سکندر سے اوسکی جاہ و جلال
وہی غریب نواز اور وہی ہے ظل اللہ — وہی غریبون کا ہر حال مین شریک حال
یہہ اوسکے عہد مین کیا علم نے ترقی کی — جو بیکمال تھے وہ بن گئے ہین اہل کمال
ہر ایک طالب علم آج ہو گیا فاضل — چمک رہا ہے بہت آفتاب فضل و کمال
خدا کے فضل سے دشمن پہ فتحیاب رہے — رہے عروج پہ دن رات نیر اقبال
ہمیشہ چلتی رہی تیغ تیرے دشمن پر — عدو کا خون تری تیغ کو ہوا ہے حلال
چمک مین شعلہ فشانی مین اور برش مین — یہہ تیری تیغ نے سیکھی ہے ذوالفقار کی چال
کھٹکتا دلمین ہے حاسدون کے خار حسد — مدام سینہ دشمن ہو صورت غربال
سخن کو میرے سخن فہم ہی سمجھتے ہین — مرے کلام کی کرتے ہین قدر اہل کمال
یہہ فخر مجھکو کہ ملکی ہون جان نثار ہون مین — قسم خدا کی تصدق ہے تجھہ پہ جان و مال

خوشی سے سالگرہ کی منائیں ہم دایم
عزیز رکھتے ہو دنیا میں عجز کو معجز
الٰہی شاہ سلامت رہے ہزاروں سال
پسند آئیگی حق کو بھی تمہاری چال

رنگین جناب محمد اسمعیل خان صاحب نبیسہ مولوی نصر اللہ خان صاحب مرحوم صدر تعلقدار سرکار عالی

واہ واہ کیا کالی کالی آج اوٹھی ہے گھٹا
ہر روش پر جھومتی متانہ پھرتی ہے صبا
ابر نیساں چھا رہا ہے آسمان پر ہر طرف
آج پانی کے عوض برسینگے ڈر ہے بجا
ہیں وفور خرمی سے لالہ و گل خندہ زن
عندلیب خوش نوا ہیں باغ میں نغمہ سرا
جھومتے ہیں جوش مستی میں جوانان چمن
قمریاں حق سرہ کی دیتے ہیں ہم صدا
وہ برستا آرہا ہے ابر رحمت جھوم جھوم
جم گھٹے ہیں بادہ خوار و نکے پھر اہے میکدا
دیتا ہے بھر بھر کے ساقی بادہ گلگو نکے جام
ہر زبان پر میکشو نکے ہے یہی لا اور لا
ڈگ ڈگا کر پی رہے ہیں تشنہ لب جام شراب
ڈگمگاتا ہے کوئی بیہوش ہے کوئی پڑا
فکر عقبیٰ کی نہ دنیا کا کسیکو ہوش کچھ
ہے شراب عیش سے مخمور ہر چھوٹا بڑا
جشن کے باعث مچی ہے میکدہ میں دہوم دہام
سال بھر کے بعد پھر دروازہ مقصد کہلا
آج کیا روکے سے رکتے ہیں کسیکے بادہ خوار
ہوش میں آکوئی سنتا ہے تیری واعظا
مستعد خدمت کو رندان خراباتی ہیں سب
محتسب صاحب یہاں تشریف لائیں تو ذرا
ہو رہے ہیں ہر طرف جلسے سرور و رقص کے
تہنیت خوان ہے کوئی کوئی قصیدہ پڑہا
سنکے اسکو داد سب دینے لگے اہل سخن
تہنیت میں جشن کے میں نے یہ مطلع پڑہا

مطلع

ہاں صریر خامہ کچھ جوہر طبیعت کے دکہا
شاہ آصف جاہ کی کہنی ہے اب مدح و ثنا

مدح سے حاشا نہیں مطلب مرا حسن طلب | بے نوا ہوں گو کہ ہیں لیکن غنی ہے دل مرا
شکر نعمت شاہ کا واجب ہے خاص و عام پر | اور کچھ اسکے سوا اپنا نہیں ہے مدعا
دیں اگر داد سخن خوش ہوکے ارباب کمال | بس یہی کافی ہے مجھکو مدح گوئی کا صلا
کیوں نہ دلکش اور دل آویز ہو میرا کلام | والی ملک دکن کا دل سے ہوں مدحت سرا
کون **محبوب علیخاں** خسرو ملک دکن | منبع لطف و کرم سرچشمۂ جود و سخا
کر دیا سیراب اک عالم کو اوسکے فیض نے | بخشش و داد و دہش میں ہے وہ اک بحر عطا
اوسکی بخشش عام ہے ہر فرد خاص و عام پر | اوسکے آگے سب ہیں یکساں کیا غنی کیا بے نوا
قدرداں دل سے ہیں جو خواہان دولت کا ہے وہ | شکر خالق کا کہ جس نے بادشاہ ایسا دیا
ہے رعایا اسطرح اوسکی مطیع جاں نثار | گل پہ بلبل شمع پر پروانہ ہو جیسے فدا
کیا دکن کیا ہند ہفت اقلیم ہو زیر نگیں | شرق سے تا غرب ہو قبضہ نظام الملک کا
یا خدا جبتک نظام شمسی و قمری سے ہے | یا خدا جبتک زمین و آسمان کو ہو بقا
یا خدا جبتک فلک پر ہو ستارونکی نمود | یا خدا جبتک صدف سے نکلیں دُرّ بے بہا
یا خدا جبتک زباں پر کلمۂ طیب ہے | یا خدا جبتک نمازیں مسجدوں میں ہوں ادا
یا خدا جبتک سما پر حضرت عیسی رہیں | یا خدا جبتک ہے جنت میں گھر ادریس کا
یا خدا الیاس جبتک خلق کو پانی پلائیں | یا خدا جبتک خضر مخلوق کے ہوں رہنما
یا خدا جبتک شجر ہوں اور شجر میں ہوں ثمر | یا خدا جبتک چمن گل اور گل میں بو راحت فزا
یا خدا باغ دکن جبتک پھلا پھولا رہے | شہ کا نخل آرزو پائے سدا نشو و نما
یا خدا صد ہا برس تک جشن یوں ہوتے رہیں | اور گرہ بھی سیکڑوں ہوں بلکہ اس سے بھی سوا
خیر خواہوں کو ہمیشہ ہو خوشی اس جشن کی | اور ہوں بدخواہ دائم رنج و غم میں مبتلا

ہم زبان رنگین کیے ہو کر صبا ہو کیجیے دعا ۔۔۔ یا الٰہی خضر کی سی عمر ہو شہ کو عطا

خاور - جناب احمد سلطان صاحب گورگانی دہلوی ساکن حیدرآباد دکن

ازل ہی مین نخون جسکو عطا اوصاف سلطانی ۔۔۔ وہ ہرگز کر نہین سکتا جہانداری جہانبانی
خدا شاہونکو شاہی ظرف دیکر بھیجتا ہے یان ۔۔۔ وہ رب العالمین اسطرح کرتا ہے نگہبانی
مواد قابلیت کے سبب سے خوب ہوتے ہین ۔۔۔ رذائل تحت مین اونکے فضائل دست جانی
بزرگی و شرف ہر بات مین شاہونکو حاصل ہے ۔۔۔ مجسم خلق اعظم ہین مکمل فضل رحمانی
غلو کے تبنع اغراق کے رشید از بان آور ۔۔۔ ق ۔۔۔ تکلف سے کیا کرتے ہین مدح ظل سبحانی
بہت کرتے ہین اپنی نظم مین حد سے تجاوز وہ ۔۔۔ خدا توفیق دے اونکو کہ چھوڑین ایسی لسانی
یہ اچھا فیصلہ ہے ہو اگر ممدوح ناقابل ۔۔۔ ق ۔۔۔ وہان سچ بولنا مداح کا ہے عین نادانی
مگر ممدوح جب آراستہ ہو حسن سیرت سے ۔۔۔ دلیل جادۂ فرزندہی ہو عقل نورانی
تو اغراق و غلو کی کچھ نہین حاجت ہے شاعر کو ۔۔۔ سلیمان کے لیے کیا کم ہے اعزاز سلیمانی
اسی باعث سے میرا قصد ہے اب راست گوئی کا ۔۔۔ مگر اس ڈھنگ سے قربان ہون عرفی و خاقانی
لعبد آداب اس جشن مبارک بزم عشرت مین ۔۔۔ بہت سچا بنون مداح شاہ آصف ثانی
تکلف اور بناوٹ چھوڑ کر ایسا پڑھون مطلع ۔۔۔ ہویدا جس سے ہون ممدوح کے اوصاف حقانی

بیان جواہر ذاتی

تکبر ہے نہ نخوت ہے نہ فرعونی نہ ہامانی ۔۔۔ خدا کا شکر ایسے ہین ہمارے ظل سبحانی
شرف مخدوم ہونیکا نہین ہے طبع اقدس مین ۔۔۔ نہایت فخر سے کرتے ہین خلقت کی نگہبانی

ہوا دار وہ تیم و آبرو سے بیکس و مسکین
بہت اچھی طرح سمجھے ہین موجودات کو فانی

روش وہ سیدہی سادی ہے ہمارے قدر قدرت کی
سمجھ سکتی ہے جس سے خلق حضرت کی خدادانی

دروغ و مکر دونون دشمنون کو زہر لگتے ہین
تکلف اور بناوٹ کے ہین بیحد دشمن جانی

نہ ایسے سخت ہین جو بار خاطر ہون رعایا کو
نہ ایسے نرم ہین حضرت کو کوئی جان لے پانی

نہ اتنے چپ کہ گویا بات ہی کرنی نہین آتی
نہ اتنا بولتے ہین جس سے حاصل ہو پشیمانی

نہ عاشق ہین تعیش کے نہ شایق ہین لذائذ کے
تعجب ہے ابوالدنیا ہین ہون اخلاق روحانی

حفاظت اسقدر اسرار کی ملحوظ خاطر ہے
کسی سے بھی نہین کہتے اگر ہو دوست جانی

کجا خادم مصاحب کی بھی کچھ ہمت نہین ہتی
کہ گاہے ماہے بجائے دخیل طبع سلطانی

جواہر کی پرکھ ہتیار کی پہچان ایسی ہے
ہویدا جس سے ہوتی ہے ہمہ دان کی ہمہ دانی

بناوٹ لکھنؤ کی ہے نہ دلی کے مشاغل ہین
مگر بندوق بازی نیزہ بازی مین ہین لاثانی

نہایت پیش پا افتادہ مضمون نظم کرتے ہین
مگر ایسی فصاحت سے فدا جسپر ہو خاقانی

ردیفین پایمال اور اوس مین جدت ای تعالی اللہ
نہایت صاف ستھری ہے سخنگوئی سخندانی

فصیح الملک افسر جنگ اکبر جنگ داور جنگ
علاوہ انکے جن جنکو ملا ہے فخر دربانی

بھی ماموریان مردم شناسی کے نتایج ہین
بھی جوہر شناسی ہے دلیل عقل نورانی

بیان صفات اضافی

بڑہی مشق سخاوت رفتہ رفتہ ایسی حضرت کی
کہ کم عمری مین ہین مشہور عالم حاتم ثانی

اونہین باذل نے لاکہون خرچ کرکے سیل جاری کی
تو اب ہر علم و فن کا شخص ملتا ہے بآسانی

دفاتر انتظامی جسقدر ہین اون سے ظاہر ہے
مقدر نے سکہایا ہے اونہین طرز جہانبانی

پرانی اور نئی پیشونکی ایسی قدردانی کی — زر و گوہر سے ہر اہل ہنر کی ہے ہمسانی
رعایا کو ہوی جب فاقہ سی فقر سے کچھ دقت — کئے ارد و وقاتر پھر نہ ہرگز ایک کی ہانی
یہہ ٹیلیفون کار آمد ہے کیا عہد ہمایون مین — کہ میلونکی خبر ملتی ہے گھر بیٹھے بآسانی
اونہین کے بحر جود و ابر لطف و موج بخشش سے — رعایا و برایا کو ملا افراط سے پانی
اونہین کے عہد دولت مہد مین ہم جیسے شادان ہین — کہ خستہ خاطرونکی دل سے فرماتے ہین مہمانی
ق اگرچہ مین نہین ہون تو اور میرے خاندانکے لوگ — ہوئے حاضر شادی اونکی حضرت نے پریشانی
اونہین ظل حمایت مین بٹھایا اشک شوئی کی — کہ اونکے مٹ چکی تھی سنہ تہتر ہی مین سلطانی
پھر اس شفقت پہ منصب اور وظیفے کر دیے اونکے — کہ جس سے بیکسونکے منہ پہ کچھ کچھ پھر گیا پانی
ق حقیقت مین تو ہی شوکت قوی صولت قوی حشمت — مجسم خلق انسانی مجرد روح وجدانی
مروت مین کفالت مین تواضع مین سخاوت مین — وحید الدہر یکتائے زمان بیمثل لاثانی
وہ جب ایسے کریم النفس ہین اونکے لیے شادہا — دعا مانگو خدا سے یون کہ ای خلاق سلطانی

دعا بتضرع و زاری بجناب باری

رکھے ہر نوع کو ممتاز جبتک صورت نوعی — والد کو وقت پیدایش ہے جبتک عریانی
رکہین جبتک کہ اعضا خادم و مخدوم کی نسبت — غذا جبتک ہے جوانمین اخلاط کی بانی
کسوتی ذائقہ جبتک ہے ہر طعم کی جبتک — مدد دے غاذیہ کو ہضم مین جس روز تک پانی
جہان مین ایک جبتک دونون آنکھون سے دکہائی دے — بصارت سے فقط نگین چیزین جائین پہچانی
شرائین مین ہے جبتک فیض و بسط کی حرکت — دلونکو مستقر کرتی رہین ارواح حیوانی
مبارک ہو اونہین ہر سال جشن عقد سالانہ — مبارک ہو اونہین ہر آن اورنگ جہانبانی

قدرت - جناب محمد عبد القادر صاحب محاسب لوکل فنڈ ضلع ورنگل

برائے سیر ہوا مین جو داخل گلزار — عجیب لطف نظر آیا اور عجیب بہار
دکہا رہی ہے مجھے گوہر و در شہوار — ہر ایک غنچۂ نکے منہ کھولکر نسیم بہار
بدل کے بھیس خزان اپنا صحن گلشن مین — گلو نکے حسن مین آئی ہے بنکے فصل بہار
عجیب طرح کا جوبن گلون نے پایا ہے — نہین چبھوتا ہے دامن پہ اونکے پنجۂ خار
غضب کا حسن ہے اور اوسپہ رنگ و بو آفت — نسیم صبح سے پہیلی ہے دور تک مہکار
نہین ہین لالۂ احمر پہ قطرے شبنم کے — جڑے ہین لعل بدخشان پہ گوہر شہوار
یہ بوندین برگ سمن پر نہین ہین شبنم کے — کیا ہے فرش زمرد نے موتیون سے سنگہار
ہر ایک شاخ نشیمن پہ جہومتے ہین طیور — ہے لطف اوسپہ کہ گاتے ہین کھولکر منقار
کہین سے نغمۂ بلبل کی آرہی ہے صدا — خوشی سے آنکہین بھی نرگس کی ہین کہین بیدار
کوئی تو جوشش مسرت سے آج ہے بیخود — کوئی ہے نشۂ الفت مین مست اور سرشار
خوشی ہی کے نظر آتے ہین ہر طرف سامان — تو پوچھا مینے کہ کیا ماجرا ہے کیا اسرار
کہا کسی نے کہ ہے آج جشن سالگرہ — شہ نظام کی مدحت مین کچھ پڑہو اشعار

مطلع ثانی

شہ نظام دکن ابن حیدر کرار — تری ہے شکل پر انوار تو بلند وقار
تمہارے پرتو حسن و جمال سے ہر سو — ہر ایک ذرہ ہے مانند مہر پر انوار
تجہی سے پائی ہے یہ دسترس سخاوت نے — کھلا کرم کا خزانہ ہے تیرے لیل و نہار
لحد سے آتی ہے حاتم کی رشک سے آواز — یہ کیسے داد و دہش کی دکن مین ہے بھرمار
تمہارا عدل ہے ایسا کہ رشک سے ہر دم — اوٹھ اوٹھ کے گرتی ہے نوشیرواں کی خاک مزار

بہادری مین نہین تیرا کوئی اور نظیر
ہے مثل مور ترے آگے رستم جرار

تمہارے رعب سے لرزان ہین سرکشان جہان
ہوا سے کانپتے جیسے ہین بید کے اشجار

ہے انتظام تری مملکت مین مستحسن
کہ فعل بد کا نہو مرتکب کوئی بدکار

غم و الم کا نہ دنیا مین نام ہے باقی
ترے ہی عہد حکومت مین انکو ہے پھٹکار

اجل بھی آکے پلٹ جاتی ہے خجالت سے
فراشکر کا جو پاتے ہین کہا کے سنبل کہار

کرون جو وصف ترا پورا کیا مرا مقدور
نہین یہ امر کچھ آسان ہے بہت دشوار

ہمیشہ کرتے رہو بس دعا یہ تم قدرت
نظام عمر تری ہو برس پچاس ہزار

سمندرون مین ہے آب موجزن جبتک
سلامتی کا رہے سر پہ آپکے دستار

تمہارا عیش شب و روز کا رہے قایم
کہ جب تلک رہے باقی جہان مین لیل و نہار

فلک پہ شمس و قمر جب تلک رہین روشن
تمہارا بخت چمکتا رہے رہے بیدار

ہے جب تلک مرے منہ مین زبان یا بمین نطق
دعائے خیر کرون ہر منٹ مین سو سو بار

جسے ہے تیری محبت رہے وہ خوش ہر وقت
جو کوئی تجہ سے پہرے اوسپہ ہو خدا کی مار

فاخر۔ جناب میر محبوب علی صاحب رضوی طالبعلم سٹی ہائی اسکول خلف جناب سید ابراہیم صاحب رضوی محاسب دفتر خزانہ عامرہ سرکار عالی تلمیذ جناب شہزادہ ضیا صاحب دہلوی

کس لیے آج مرے دل کا ہے گلشن شاداب
چہایا ہے دل پہ یہ کیون عیش و مسرت کا سحاب

ہے کہان آج وہ قسمت سے شکایت میری
ہین کہان آج جو تھے جان پہ آفات و عذاب

ہے اداسی کا کہان آج وہ عالم ہر سو
ہین کہان آج غم و رنج و الم کے اسباب

خفتگی بخت کی جاتی رہی کیا باعث ہے — عیش کے کھل گئے کیون آج مرے سامنے باب

ہین کہان آج وہ نالونکی صدائین پیہم — ہے کہان آہ شرربار ہین میری وہ تاب

آستین دیدۂ تر پر مرے کیون آج نہین — کیون نہین آج روان آنکھون سے میرے تالاب

ہے کدہر آج پریشانی خاطر میری — کیون درستی پہ ہوا آج مرا حال خراب

ہے کہان سوزش تن سوزش دل سوز جگر — آج کیون مجھہ مین زیادہ ہے توانائی و تاب

شکوے چرخ ستم ایجاد کے ہین آج کدہر — کیون نہین آج مری جان پہ ہر دم کے عذاب

میری حالات سراپا متغیر ہین آج — نہ مجھے کوئی ملال اور نہ مرا حال خراب

کسلئے آج ہے چہرے پہ مسرت کا وفور — کسلئے آج مرا دل نہین مطلق بیتاب

کیون نہین آج مرے چہرے پہ حسرت ظاہر — کیون نہین آج مرے دل پہ اداسی کا سحاب

آج یہہ عیش کے آثار نمایان کیون ہین — آج کیون ہین یہہ مسرت کے مہیا اسباب

غور کرتا تہا انہین باتون پہ مین بیٹھا ہوا — دفعتاً مجھکو نظر آگئی بجلی کی تاب

ہوگئی خیرہ نظر اور یہہ دیکھا مین نے — سامنے جلوہ نما ایک ہے رشک مہتاب

کیا بتاون کہ تہین شرمیلی نگاہین کیسی — کچھ بیان ہو نہین سکتا اوسے کیسا تہا حجاب

اوسکی ہر ایک ادا بانکی تھی حد سے بڑہکر — اوسکی ہر ایک ادا کرتی تھی دل کو بیتاب

اوسکی رفتار سے شرمندہ تھے کبک و طاؤس — اوسکی گفتار سے مرغان چمن کو تھا حجاب

چال وہ تھی کہ قیامت بھی فدا ہو جسپر — ناز وہ تھا کہ کیے دیتا تھا دل کو بیتاب

اوسکے گیسوئے معنبر تھے مثال سنبل — اوسکے ابروے خمیدہ تھے مثال محراب

اوسکے رخسار سے گلہائے گلستان کو حیا — اوسکی آنکھون سے غزالان بیابان کو حجاب

بال تھے سر کے سیہ اور تھے گھونگر والے — جن مین عشاق کے دل پہنستے تھے ہو کر بیتاب

حسن مین اوسکے قیامت کی بھری تھی گرمی — اوسکے رخسار سے آتا تھا نظر رنگ شراب

وہ بھی بانکا تھا ادا مین بھی تھین اوسکی بانکی — ناز و انداز وہ تھے اوسکے نہ تھا جنکا جواب

زلف کو دیکھکے سنبل کو حسد ہوتا تھا — قد وہ تھا سرو روان ہوتا تھا جلجل کے کباب

مسی ہونٹونپہ تھی اور آنکھہ مین اوسکی کاجل — تھا اک طرحکی آراستگی کا اسباب

کرتی تھی ایک ستم پان کی سرخی لب پر — لعل و یاقوت کو تھا دیکھنے سے جسکے حجاب

حسن اوس شوخ کا ایسا تھا کہ سبحان اللہ — یہہ گمان ہوتا تھا آیا ہے زمین پر مہتاب

حسن کی اوسکے چمک برق تجلی سے سوا — چاند یہ دیکھتے ہی آتا تھا خجلت کا سحاب

پھولونکا پہنے ہوے تھا یہہ سراپا گہنا — چمن حسن نظر آتا تھا جس سے شاداب

سینہ ادبھرا ہوا تھا او ٹھتا جوبن — کیا کہون نام خدا تھا ابھی آغاز شباب

ہے بہت ٹھیک اگر غیرت خورشید کہون — ہے نہایت ہی بجا گر کہون رشک مہتاب

دیکھکر اوسکو مین بیہوش ہوا صبر گیا — گر پڑا روے زمین پر مین ہوکر بیتاب

دیکھکر حال یہہ اوس شوخ نے میرا اوسوقت — جلد ہشیار کیا اور یہہ کیا مجھ سے خطاب

مطلع

آج وہ دن ہے کہ ہر بزم مین ہے دور شراب — بارساون مین بھی ہے ولولۂ جوش شباب

ہر جگہہ جشن شہانہ ہے مسرت افزا — ہر جگہہ عیش و طرب کے ہین مہیا اسباب

قابل دید ہے میخانے کا عالم بھی آج — کوئی ہے مست شراب اور کوئی مست شباب

جھومتا ایک نکلتا ہے تو آتا ہے ایک — بادہ خوارونکی وہ کثرت ہے نہین جسکا حساب

میکشی آجکی رندون ہی پہ موقوف نہین — شیخ صاحب بھی لیے بیٹھے ہین اکسوئی ناب

عمر بھر جو نہ اونھون نے کبھی پایا تھا مزا — دیر سے ہین وہ مزا آج شراب اور کباب

ٹھنڈی ٹھنڈی ہے ہوا اور گرجتے بادل کی — برق کی بھی ہے چمک اور فلک پر ہے سحاب
رونق باغ جہان آج بڑھی ہے اتنی — دل یہ بول اوٹھتا ہے بیشک ہے یہ جنت کا جواب
آج وہ دن ہے کہ ہر فرد بشر خوشدل ہے — آج وہ دن ہے کہ دونی ہے ضیائے مہتاب
آج وہ دن ہے دوبالا ہے جہان کی رونق — آج وہ دن ہے کہ ہر ایک جگہہ ہے شاداب
آج صحرا بھی ہے سرسبز ہے شادابی — ہے بجا اسکو اگر ہم کہین فرش کمخواب
کہین غنچونکا چٹک کر وہ دکہانا جوبن — جس سے ہو جاتے ہین دلہائے عنادل بیتاب
کہین معشوقون سے عشاق ہین سرگرم سخن — کہین یہ عیش و مسرت کہین دور مئی ناب
آج بجتا ہے ہر اک جا پہ خوشی کا باجا — کہین طبلہ کہین سارنگ کہین چنگ و رباب
ماہرویونکے ہین ہر بزم مین جمگھٹ ایسے — دیکھکر خوشۂ پروین کو بھی آتا ہے حجاب
لڑکھڑاتے ہین قدم اوٹھ نہین سکتے اکدم — اسقدر عیش مین مدہوش ہین سارے احباب
روشنی شہر مین وہ ہے کہ جہان روشن ہے — شش جہت نور سے معمور ہین ایسی ہے تاب
رات وہ رات کہ ہے دن سے زیادہ روشن — دن وہ دن ہے کہ شب قدر نہین جسکا جواب
آج ہر چیز تر و تازہ نظر آتی ہے — آج ہر چیز کی دنیا مین دوبالا ہے آب
آج پھولے نظر آتے ہین دلونکے غنچے — آج بشاش نظر آتے ہین سارے احباب
دامن کوہ مین انداز سے چلتے ہین کبک — چہچہے کرتے ہین دریا کے کنارے سرخاب
اسپہ ہوتا ہے ہمین طبع روان کا دہوکا — ایسے انداز سے بہتا ہے چمن مین سیلاب
شاہ کی مدح مین مصروف ہین شاعر سارے — آج ہین چارون طرف سالگرہ کے اسباب
یہ خبر سنتے ہی بس کہل گئین باچھین میری — یہ خبر سنتے ہی قرطاس و قلم لیکے شتاب
شاہ کے وصف مین اکبار یہ مطلع لکھا — تاب سے جسکی خجل مطلع مہر و مہتاب

مطلع

میر محبوب علی شاہ دکن با رکاب — تیرے دروازے کے ہین قیصر و دارا بواب

منبع لطف و عطا صاحب ہمت جرات — نیر علم کی اقلیم کا تابان مہتاب

تیرے الطاف سے ہے باغ زمانہ سرسبز — تیرے اکرام سے ہے گلشن ہستی سیراب

تیرا ہمسر نہ ہوا اور نہ ہوگا کوئی — حق نے دنیا مین بنایا ہی نہین تیرا جواب

تیری بخشش سے تیرے عدل سے ایشاہ زمن — شرم سے حاتم طائی کو تو کسریٰ کو حجاب

تیرے محکوم ہین اسکندر و کیخسرو و جم — دیکھکر تجھکو بجا لاتے ہین سارے آداب

کرگئی داد و دہش تیری ترقی ایسی — نظر آتا نہین اب کوئی بھی بیجا ل خراب

ایک ہی وقت اگر دیکھ لے جرات تیری — زعم رستم نہ کرے ہو نہ مقابل سہراب

تو ہے وہ شاہ کہ دشوار ہے ثانی تیرا — تو ہے وہ شاہ کہ دنیا مین نہین تیرا جواب

چین سے کٹتی ہے یون عہد مین تیرے ایشاہ — کوئی ایسا نہین کہتا ہو جو فکر خور و خواب

ہے ترے عہد مین ایشاہ زمانہ مسرور — ہین ترے دور مین سب خرد و کلان مقصد یاب

ملک مین تیرے اُداسی کا کہین نام نہین — شاد ایسا ہے ہر اک شخص نہین جسکا جواب

متزلزل ہو زمین اور فلک تھراتے — دیکھ لے یہ جو کسیدن نظر قہر و عتاب

ہے کوئی خان بہادر کوئی دولہ کوئی جنگ — عہد مین تیرے ہے ایشاہ یہ افراط خطاب

تو رعایا پہ خفا ہو تو بس اتنا ہی ہو — باپ کا بیٹو نپہ جسطرح سے ہوتا ہے عتاب

غرب تک شرق سے سب تابع فرمان تیرے — عرش تک فرش سے سب کرتے ہین تجھکو آداب

سامنے جن پری تیرے ادب سے خاموش — اتنی جرات ہے کسے دیسکے جو تجھکو جواب

عقل وہ ہے کہ فلاطون تجھے کرتا ہے سلام — رتبہ وہ ہے کہ فلک چومتا ہے تیری رکاب

علم کی تجھکو ترقی ہے نہایت منظور
ملک مین بدرسے اتنے ہین نہین جنکا حساب

نکلا ہے نہ رکا تھا نہ رکیگا یہہ کبھی
ہے روان صبح و مسا لطف و عطا کا سیلاب

چال جو تیری ہے ایشاہ نہین اوسکی نظیر
بات جو تجھہ مین ہے ایشاہ وہ ہر اکنا یاب

کرسکے مدح زبان کو نہین اتنا مقدور
لکھہ سکے وصف ترا خامیکو اتنی نہین تاب

تعریف فیل

فیل وہ ہے ترا رستم پہ جسے سبقت ہے
فیل وہ ہے ترا کانپ اوٹھتا ہے جس سے سہراب

فیل وہ فیل کہ ہو کوہ کا دہوکا جسپر
فیل وہ فیل کہ قد پہونچے قریب مہتاب

تعریف اسپ

اسپ وہ اسپ کہ دنیا مین نہین جسکا نظیر
اسپ وہ اسپ کہ دنیا مین نہین جسکا جواب

دوڑکر جاتا ہے کوسون یہہ نظر کے مانند
شعلہ خو برق روش تیز قدم برق شتاب

تعریف تیغ

ناز کرتی ہے کسی شوخ کی ابرو کی طرح
کیسی بانکی ہے ترے ہاتھہ مین شمشیر خوشاب

طبع حیران ہے تشبیہ اسے کس سے دے
نہ تو اسطرح کی بجلی مین چمک ہے نہ یہہ آب

وہ کبھی میان سے وہ ہو گئے اعدا غارت
واہ کیا تیغ ہے یہہ فیصلہ کرتی ہے شتاب

وار جب اسکا ہوا بچ نہین سکتا کوئی
دیتی ہے اپنے مخالف کو برابر کا جواب

ہے ترا ہوش کہ ہر ہوش مین آئے فاخر
ترا منہ اور صفت شاہ معلی القاب

اب دعا کر یہہ خداوند سے با عجز و نیاز
رہے تا حشر سلامت یہہ ہمارا نواب

جبتک اس دہر مین ہے صبح و مسا کی آمد
جبتک اس دہر مین انسانکو ہے پیری و شباب

جبتک افلاک و زمین کا ہے زمانہ مین قیام
جبتک اس دہر کا گلزار رہے سبز و شاداب

جبتک اس چرخ سیہ فام کو ہے یہہ گردش
صبح اور شام کا جبتک ہے زمانے مین ظہور
سبزہ زار و غمین ہے جبتک کہ بہار اور خزان
جبتک تی رہین دنیا مین انہیری راتین
کوہ موجود ہین جمان زمین پر جب تک
رنگ اس گنبد دوار کے بدلین جبتک
حکم ان سر پہ رعایا کے رہے رات اور دن
خوار اور زار رہے اوسکے مخالف کو خدا
جان نثارونکو ملے اوسکے حیات ابدی
آل و اولاد سے یہہ شاہ رہے خوش دایم

عاشقونکے دل بیمار رہین جبتک بیتاب
جبتک اس دہر مین ہے جلوہ مہر و مہتاب
اور کوہسار سے جبتک رہے جاری سیلاب
جبتک اس دہر مین ہے عالم بیداری و خواب
اور اس دہر مین بھرتے رہین جبتک تالاب
جبتک اس دہر مین ہین عیش و طرب کے اسباب
میر محبوب علیخان معلی القاب
تشنگی مال کی ہو اور رہے دنیا ہو سراب
زندگی اوسکے مخالف کی ہو مانند حباب
رہین ہر آن مسرت کے مہیا اسباب

رباعی

سب مانتے ہین صولت اعلی حضرت
ہر وقت رہے فضل خدا کا سر پر
سب جانتے ہین شوکت اعلی حضرت
ہو روز فزون دولت اعلی حضرت

ایضاً

ہے صبح و مسا فکر معیشت مجھکو
آتی ہے نظر فضل الہی سے آج
ملتی نہین اک آن بھی راحت مجھکو
ارمان کے بر آنیکی صورت مجھکو

ایضاً

آباد رہین شاد رہین شاہ دکن
فاخر یہہ دعا ورد کیا کرتا ہون
اور ملک ہو شاداب مثال گلشن
اس شہ پہ رہے فضل خدائے ذوالمن

فانی جناب محمد احمد صاحب کتابخانہ دار خاص حضرت شہزادۂ ولیعہد حضور پرنور مد ظلہ العالے

کیون ستانیسے مرے ہاتھ اوٹھایا قاتل
ہائے تقدیر ادہر کا نہ ادہر کا رکہا
توڑدون سدِ عناصر کو بھی وہ عاشق ہون
ہائے کیا عشق مین مجبوری و ناچاری ہے
ٹکٹکی باندہے ہوے دیر سے بیٹھا ہون مگر
راہبر ہے کوئی ہمراہ نہ رستہ معلوم
کونسا فتنہ ہے جو تیری گلی سے نہ اوٹھا
بارے اس عشق سے اتنا تو سمجھہ مین آیا
اف رے بے باک کہ لکہا ہے مجھے نامہ مین
اس جفا پر تو ذرا آنکہہ جھکا اوٹھا
پھر تقاضاے محبت سے جتاتا
ورنہ لیجاونگا فریاد تر
حامی دین مبین ما
مدح مین اوسکے

کیا کسی اور کی جانب ہے طبیعت مائل
نہ ہم الطاف کے لائق نہ ستم کے قابل
درمیان میرے تمہارے ہے اگر ہو حائل
ایک قاتل کے مقابل نہین لاکھون بسمل
کوئی ناقہ نظر آتا ہے نہ کوئی
لئے جاتا ہے مگر کھینچ
کونسی ہے
کر اس

والی ملک دکن
دانش آموز جہا

لطف و اخلاق سے احسان و کرم سے آگاہ
اسلئے کہ نہین سکتا تری بخشش کا بیان
گرچہ اللہ ہے ہر کام کا کرنے والا
عالمی مخلوق ہے سب تیرا دیا کہاتی ہے
کیا عجب ہے کہ ترے عدل کا شہرہ سنکر
تیری توحید کی تقریر اگر سن لیتے
تری رائے منور کا اگر
کوئی قطرہ بھی پیئے
ملے
ہوا

ستم و جور و جفا ظلم و دغا سے غافل
کہ حسد کی کہین تہمت نہ لگائے سائل
لیکن اسمین نہین شک تو ہے مجازی فاعل
ظاہر اگرچہ کسیکو ہو کہین سے حاصل
کرے آزاد گرفتارون کو چاہ بابل
کبھی تثلیث کے ہوتے نہ نصاریٰ قائل
نور خورشید نہ ہوتا بہ قیامت زائل
اوسکو دریا بھی نظر آئے تو سمجھے ساحل
طفل مکتب ہے ترے آگے فصیح وائل
جمع ہین ملک مین تیرے ہی جہانکی فاضل
جسکے سننے سے دہل جائے دل دیو مضل
لمانی کے کیونکر ہو آصف قابل
لنتے ہین شیر ژیان کو کاہل
کیون ہو اللہ کا ظل
مین سمندر داخل
ہے نہایت باطل
و ترقی حاصل
دے حاصل

شید

جناب حبیب صاحب کنتوری یادگار خاندان جناب شیخ ناسخ لکھنوی

واہ کیا نزہت فزا ہے باغ عالم کی ہوا
تخم ہے ہر دانۂ شبنم گیاہِ سبز کا

پھر دکھلانے آئی تاثیر دم عیسی صبا
کھل گئی جان غنچۂ پژمردہ دل کھل گیا

کیا ہے خوف محتسب ساقی مَی گلرنگ لا
دامن ستار بنکر آج آئی ہے گھٹا

شور قلقل چاہیے شیشے ہیں کیون پنبہ دہن
بزم نای و نوش ہیں ہے کہنے سننے کا مزا

ہین امنگین دل میں اور آنکھین ہیں جویائے سرور
کیف کا خواہان ہے سر محتاج لغزش دست و پا

کاک شیشے کی اوڑی ہو شاہد مَی بے نقاب
نیمجان زندہ ہون وے پھر قم باذنی کی صدا

جسم خاکی آتش سیال سے منقل بنے
سرخی عارض ہو دم میں روکش رنگ حنا

نشہ سے دل جو رہو زنگ تکدر دور ہو
آئے قلب صاف ہین خورشید تاباں کی ضیا

سبز ہو کشت تمنا آب آتش رنگ سے
ساغر سرشار پہلو ہین ہو دل کا آبلا

ہو تسلسل دور ہین پیدا یہ ہے شرط کرم
کالعدم ہو جائے فرق ابتدا و انتہا

آج ہے پھر جشن میلاد شہ ملک دکن
عید نوروزی کی صورت دہر ہین عشرت فزا

حامی دین خسرو ذیجاہ محبوب علی
ثانی جمشید خاقان دکن ظل خدا

رافع رایات نصفت قامع بنیان جور
رائض بستان دولت دافع قحط و غلا

نغمہ زن ہے بلبل دستان سرا نالان ہین
صفحۂ گل سے کدورت صاف کرتی ہی صبا

روئے صالح سرخ ہے جوش طرب سے مثل گل
رنگ طالح زرد ہے ہیبت سے مثل کہربا

سجدہ گاہ جبہۂ اقبال شہ کا آستان
قبلۂ آمال دولت باب قصر اعتلا

برق خاطف خرمن جان عدو کو انکا قہر
ابر رحمت جان نثار ونکو کف جود و عطا

مہر عدل داد سے انکے بقائے اعتدال
شاہ راہ امن عالمگیر خط استوا

دل مین ہے جوش نمکخواری سلامی کے خوان
مطلع ثانی سے عجب نظم دکھلائے ضیا

مطلع ثانی

ہے وہ آئینہ تری صبح حکومت کی صفا
جس مین دیکھی صورت آسائش خلق خدا

ہر نفس خضر و مسیحا کو بھی ہے اسکی ہوس
ہے زلال لطف تیرا چشمہ آب بقا

غیر کا محتاج کوئی کب ہے تیرے دور مین
خود دم خیرات جھکتے ہین گدا سے اغنیا

آج پڑتی ہے کلاوہ مین گرہ چونتیسوین
چار باغ دہر بنجائے نہ کیون عشرت کدا

عقد پروین آج کرتا ہے نچھاور آسمان
ہو مبارک سال نو ہے شش جہت مین بھی صدا

ایک ہین جوش طرب مین رود و قلزم باغ و راغ
دشت و دہ شوق و محلات و بلاد خوشنما

چار حد مملکت مین ہین چراغان رات کو
دن مین عشرت عید کی شبرات کی شب مین جلا

چھوڑتے ہین ہر طرف اطفال آتش بازیان
باغ انجم ہے زمین ملک آصف پر کھلا

سیکڑون مہتاب یان ہین چرخ پر مہتاب ایک
چرخیون نے دی ہین جالین چرخ گرد انکی بھلا

تارامنڈل کے ہین پٹاخے کہ شور برق و رعد
آسمان سے تا زمین ہے فرش تارون کا بچھا

ہین مغنی کی صدائین ہر طرف زاہد فریب
وہ مزامیر طرب بجتین جو نغمہ کو جلا

آج پریونکا اکھاڑا ہے یہ ساری مملکت
حور و غلمان ہین وہ مرد و زن ہین جنکا تخدا

یہ دعا سبکی ہے شہ کی عمر و دولت ہو زیاد
یا خدا ہے عالم ایجاد کو جبتک بقا

کون ایسا ہے زمانے مین بھلا ہر دل عزیز
لوگ کل اقوام کے جس پر ہین سو جان سے فدا

بادشاہون مین نہین اس شاہ کا مثل و نظیر
اسطرح کسکا قلوب دہر پر سکہ پڑا

پرورش ہر قوم پاتی ہے اسی سرکار مین
مامن جمہور ہے بیشک یہی دولت سرا

منحصر ملک دکن پر کب ہوی داد و دہش
خوان نعمت انکا ہے ہر شہر مین گھر گھر بچھا

فکر نظم مملکت ہے جوہری فکر نظم
رات دن بازار ہے اجناس معنی کا کھلا

ہے کبھی داد فصاحت گہ بلاغت پر نظر
جسکی خوشگوئی خوش آئی وہ امارت پا گیا

تعریف شمشیر

بزم کا یہ رنگ ہے اب دیکھیے انداز رزم
کرتے ہیں تعظیم نام شہ کی سب جنگ آزما

بادشاہوں میں نہیں ایسا کوئی شمشیر زن
جسکی تیغ تیز میں ہے تابش تیغ قضا

زد پہ جو شے آئے وہ چورنگ ہے ہر ہاتھ میں
کٹ گئے دلمیں عدو جب دھیان اسکا آگیا

گردم ہنگامہ آرائی ہو یہ پر توفگن
دوش پر پائے نہ دشمن اپنے سر کا پھر پتا

تعریف اسپ

لکھ سکے کیونکر کمیت خامہ مدح اسپ شاہ
چال میں رشک پری ہے وہ سعادت میں ہما

قلب لشکر میں در آئے گر تو ہیبت کیطرح
سامنے سے جائے مثل ہوش ہنگام غزا

کر سر تسلیم خم جائے ادب ہے اے سلام
کیا کریگا شاہ آصفجاہ سادس کی ثنا

تو گدائے بینوا وہ بادشاہ جم حشم
ہے زبان جبتک دہن میں چاہیے شغل دعا

عرض کر یارب تجھے اپنے جلالت کی قسم
انبیا و اولیا و اتقیا کا واسطا

انکو عمر خضر دے اور ملک و مال خسروی
جاہ مامون بخشدے کر فتح تیموری عطا

مثل اکبر زینت تخت شہنشاہی ہیں
میر محبوب علی حامی دین ظل خدا

ملک و دولت میں ہیں پیدا آیت وسعتیں
دہر کی ہر سرزمین ہو آپکے زیر لوا

ہر عدوئے خسرو ذیجاہ ہو خسران مآل
اوٹھ سکے خاک مذلت سے نہ مثل نقش پا

تجلی جناب ابو المعنی سید منتجب الدین صاحب نبیرہ نواب سید یار جنگ بہادر مرحوم تلمیذ حضرت داغ و جناب ضیا صاحب

آجکل نام کو دنیا مین نہین رنج کا نام
آجکل دل کو ہر اک کے ہے میسر آرام

اللہ اللہ رے کیا عیش و طرب کا ہے وفور
رنج و غم کا کوئی دشمن بھی نہین جانتا نام

درد دل درد جگر ہو گئے اب خواب و خیال
عیش منہ دنکو دکھاتا ہے تو شبکو آرام

جسکو دیکھو نہین جامے مین سماتا اپنے
شاد ہر ایک ہے ہر اک کو خوشی کا ہے کام

ابتو ابجد سے بھی اک حرف ہوا ہے مفقود
لام الام مین ہے اسلیئے پڑھتے نہین لام

ق

محتسب اب در میخانہ پہ ہے استادہ
دونون ہاتون مین ہین قمقمہائے مئے لالہ فام

خود چھڑاتا بھی ہے لوگونکو پلاتا بھی ہے
آتے جاتے سے یہ کہتا ہے کہ آشام آشام

قابل دید ہے اب حضرت زاہد کا حال
سبحہ اک ہاتھ مین اک ہاتھ مین ہے مئے کا جام

شیخ صاحب کا یہ ہے حال بگڑ جاتے ہین
سامنے اونکے جو کہتا ہے کوئی مئے ہے حرام

قاضی صاحب نے بھی اب مئے کا لیا ہے ٹھیکا
مفتی صاحب نے بھی پینے کا دیا اذن عام

ہر گلی کوچہ مین کرتا ہے منادی ساقی
جسکو پینا ہے پیئے بکتی ہے اب مئے بیدام

چرخ چارم پہ ہے اب پیر مغان کا بھی دماغ
بادہ خوارونکا یہ لیتا ہے اشارے سے سلام

چار مینار کے ہر سمت حسینان جہان
سیر کرنے کے لیئے بیٹھے ہین آکر لب جام

انکے مژگان کو بجا ہے جو کہون مین خنجر
انکے ابرو کو بجا ہے جو کہون مین صمصام

وصل کا کرتا ہے گر کوئی اشارہ ان سے
مسکرا کر یہ دکھا دیتے ہین اونکو ابہام

جسطرف دیکھو نظر آتے ہین اسباب طرب
حیدر آباد کا اب ہو گیا عشرت کدہ نام

اللہ اللہ رے فضائے چمن ملک دکن
رشک گلزار ارم بنگیا ہے خطہ تمام

کیا ہی اٹکھیلیان کرتی ہوئی آئی ہے صبا
ہر گلی کوچہ مین پہنچاتی ہے عشرت کا پیام

اے نسیمے اسکی پھبن واہ رے اسکا جوبن
باغ فردوس سے بھی بڑھ گیا اب باغ عام

کیا ہی خوش رنگ درختون مین ثمر آئے ہین — سارے پختہ ہین نہین نام کو بھی کوئی خام
اللہ اللہ رے وہ پھولونکے تختے ہر سمت — تازگی روح کو ہو جن سے معطر ہو مشام
سیر کرتے ہوے پھرتے ہین امیر اور غریب — شعر پڑھتے ہوئے کرتے ہین تفرج سر شام
پنکھا جھلتی ہے نسیم سحری آ آ کر — ابر افلاک پہ چھایا ہوا رہتا ہے مدام
سرو شمشاد اکڑتے ہین کھڑے چار طرف — اور نرگس کو بھی ہے آنکھ لڑانے سے کام
ٹہلتے پھرتے ہین مرغان چمن بے کھٹکے — اتنو بھولے سے بھی صیاد دکھاتا نہین دام
آشیان ہے کہین کویل کا کہین ہریل کا — کہین بلبل کا ہے مسکن کہین قمری کا قیام
مجھکو بھی فکر کہ یا رب یہہ خوشی ہے کیسی — یک بیک ہاتف غیبی نے کہا اے خود کام
للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست — یعنے چونتیسوین بھی سال گرہ شاہ نظام
آخر آمد ز پس پردۂ امید پدید — اسلئے شاد ہین بشاش ہین سب خاص و عام
یعنے چونتیسوین ہے سالگرہ شاہ کی آج — تو بھی جا جشن مین کر پیشکش اپنا بھی کلام
سنتے ہی مطلع برجستہ یہہ لکھا مینے — کیا عجب ہے جو پسند اسکو کرے شاہ انام

مطلع ثانی

میر محبوب علیخان ہے نظام ابن نظام — جسکے اسکندر و دارا ہین غلامونکے غلام
جسکی سرکار مین جمشید ہے اک حاجب در — جسکے دروازہ کے دربان ہین بہرام و سام
وہ سخی ابن سخی ابن سخی ابن سخی — فیض مین بڑھکے ہین حاتم سے بھی جسکے خدام
جسکی بخشش سے نہین کوئی جہان مین محروم — جسکے در سے نہین پلٹا کوئی ابتک ناکام
جسکو یہہ بخشے کروڑون ہی کی دولت بخشے — جسکو یہہ دے اوسے دے گنج فراوان انعام
یہہ وہ ہے شاہ کہ ہے شرع کو جس سے رونق — یہہ وہ ہے شاہ ترقی پہ ہے جس سے اسلام

کفر کا نام بھی لینے کو سمجھتا ہے کفر
لے رہے ہے دین پہ ثابت قدم و نیک انجام
فقرا و امرا فیض سے اوسکے ممنون
علما و فضلا پر ہے اوسیکا اکرام
جانتی ہی نہین واللہ رعایا اوسکی
رنج کتنے ہین کسے ہوتا ہے کیسا آلام
کہانے پینکی انہین فکر نہ دشمن کا خوف
عیش ہی عیش کیا کرتے ہین سب صبح و شام
نہ تو ظالم ہے کوئی اور نہ کوئی مظلوم
مٹگیا ظلم کا اب صفحہ ہستی سے نام
دولت و جاہ سے آسودہ ہے ساری مخلوق
لاکہون پاتے ہین یہان منصب و جاگیر و انعام

صفت شمشیر

اوسکی تلوار نہین وہ آب ہے اللہ کی پناہ
پیاس دشمن کی بجہا دیتی ہے اوسکی صمصام
برق کیطرح چمکتی ہے صف اعدا مین
دل دشمن کو بنالیتی ہے یہہ اپنا نیام
یہہ گرے جس پہ تو چہو رنگ ہی کرڈے اوسکو
ایک دم مین کرے لاکہون ہی کا بس کام تمام
الامان کی ہو صدا چار طرف سے پیدا
فوج دشمن مین قیامت کا مچادے کہرام
تیغ ہے وقت روانی کہ یہہ ہے آب روان
پیاس بجہاتی ہے دشمن کی جو ہو تشنہ کام
بہاگ جاتے ہین یہہ دیکھ کے ہزارن دشمن
فتح کیونکر نہو ہماری یہہ ہے امید خام
اسکی تلوار تو دم بھی نہین لینے دیتی
ابر نیسان سے برستی ہے سر و نیزہ مدام
اسکی تر شش ہے غضب اور قیامت کا کاٹ
کیون نہو بھر ہے تو یہہ شاہ دکن کی صمصام

صفت تیر

تیر وہ تیر کہ ہے مثل شہاب ثاقب
تیر وہ تیر کہ ہے تیر قضا جس کا نام
سرعت فکر سے دہ چند ہے اسکی سرعت
یہہ وہان پہونچے نظر کا نہ چلے جسکا کام
تیر پرواز کبوتر ہے یہہ اعدا کے لئے
لاتا ہے واسطے ایک ایک کے اجل کا پیغام

جاگزین سینہ اعدا مین ہمیشہ یہ ہے — اور دشمن کے جگر مین ہو مدام اسکا قیام

صفت اسپ

کیا ہی چالاک ہے کیا تیز ہے ماشا اللہ — اک اشارہ پہ روان ہوتا ہے اسپ خوشگام

وہ سبک رو ہے کہ راکب کو نہ جنبش ہو ذرا — اسطرح ناز سے انداز سے رکھتا ہے گام

یہ نہین اسپ فلک سے اتر آیا ہے براق — کہکشان کی اسے زیبا ہے لگائین جو لگام

جست و خیز اسکی تصور مین نہین آسکتی — نہین معلوم کہان پہونچے جو رکے نہ زمام

ایک ہے ایک ہے واللہ نہین شک اس مین — اے نہ ہے اسکی پھبن اور نہ ہے اسکا خرام

صفت فیل

یہ وہ ہے فیل کہ ہے فیل فلک جس سے خجل — کوہ کو پیس دے سرمہ کی طرح وقت خرام

کبک اس فیل کی رفتار سے شرمندہ ہے — مور کہتا ہے کہ اللہ رے تری طرز خرام

دانت وہ دانت کہ تعریف نہین ہو سکتی — شمع کافور کی ہوتی ہے خجل جن سے مدام

خود بدولت کی سواری جو کبھی ہوتی ہے — اپنی خرطوم سے کرتا ہے جنور یہ خوش گام

اسکی رفتار وہ ہے جس سے دہلتی ہے زمین — ڈرتا ہے دیکھ کے اسکو فلک نیلی فام

مدح حاضر مین بھی مطلع ہو تجلی ایسا — جسکو سنتے ہی سب احسنت کہین خاص و عام

مطلع ثالث

فرد ہے فرد ہے دنیا مین تو اے شاہ نظام — ایک ہے ایک ہے تو اس مین نہین کوئی کلام

تو شجاع ابن شجاع ابن شجاع ابن شجاع — تیرے ہی دم سے ہے ایشاہ شجاعت کا نام

تو حضور ابن حضور ابن حضور ابن حضور — تو نظام ابن نظام ابن نظام ابن نظام

وہ سخاوت کا تری شہرہ ہے ملکون ملکون — کوئی بھولے سے بھی لیتا نہین حاتم کا نام

شان و شوکت کا تری وصف نہین ہو سکتا
تیری تعریف کے لایق ہی نہین میرا کلام

اک سکن پر نہین موقوف ہے تیری بخشش
غیر ملکون پہ بھی جاری ہے ترا فیض عام

خلعت و دولت و جاگیر عطا کرتا ہے
دور سے آتی ہے مخلوق ترا سنکر نام

کچھ کم و بیش نہین واہ رے بخشش تیری
دوست دشمن پہ ہے یکسان ترا جود و اکرام

تو ہے مالک مرا اور مین ہون نمکخوار ترا
تو ہے آقا مرا اور مین ہون اک ادنا سا غلام

کام تیرا ہے مجھے دولت حشمت دینا
شکر و توصیف کرون تیری یہ ہے میرا کام

ہے تری ذات سے اے شاہ مجھے یہ امید
جب مجھے دیگا تو لاکھون ہی کا دیگا انعام

وصف مجھ جیسے کا تجھ جیسے کا ہونا ہے محال
تیرے حق مین یہ دعا کرتا ہون مین صبح و شام

یا خدا خضر کی کر عمر مرے شہ کو عطا
ہفت اقلیم پہ ہو شہ کا مرے حکم عام

شاد و خرم رہے اس شاہ کی اولاد و آل
رنج و غم انکو نہ ہو عیش مسرت ہو مدام

دوستون کا ہو عروج اور ہو دشمن کا نزول
شہ کے احباب ہون شاد اور ہون اعدا ناکام

چار یارونکا ہے شہ پہ ہمیشہ سایا
نظر لطف رکھین شہ پہ مرے بارہ امام

ساری دنیا مین ہو اس شہ کی حکومت یارب
اور قایم وہ حکومت رہے تا یوم قیام

تا قیامت ہون یونہی سالگرہ کے جلسے
مین بھی لکھتا رہون ہر سال قصیدہ ہی مدام

تسلی جناب محمد قطب الدین صاحب حیدرآبادی تلمیذ جناب علوی جانوی

مجھے بھی دی تھی خدا نے طبیعت روشن
کبھی کلام مرا بھی تھا جسم و جان سخن

مرا بھی نور سخن تھا جواب شعلہ طور
مرا بھی صفحہ کاغذ تھا وادی ایمن

کبھی تھی تاج بلاغت مری طبیعت کا
مرے سخن کی فصاحت کبھی تھی پیراہن

تھے میری نظم کے نکتے بھی خال معشوقان
شکن تھی یار کے زلفونکی کاغذونکی شکن

کبھی تھا میرے بہت عرش پر زبان کا دماغ
تھا میری فکر پہ نازاں کبھی عروض کا فن

تھا اقتباس طبیعت کا میری بھی گلچین
تھا میرے لطف زبان و بیان بہار چمن

تھا ہمصفیر مری روح القدس پہ ناز کبھی
تھا لامکان کبھی میرے خیال کا دامن

فدا تھا جوش طبیعت پہ ابر نیسانی
نثار تھے در مضمون پہ گوہران عدن

کبھی مصدق الفاظ کہنہ جدت طبع
کبھی مرتب مضمون تازہ مشق کہن

سوا تھی برق سے بھی شوخی زبان بیان
ہوا سے تیز روانی میں فکر کا توسن

تھیں نور چشم جہاں بذلہ سنجیاں میری
تھی شمع محفل عالم طبیعت روشن

تھی سرکشی کے بیان میں بھی میرے یہ تاثیر
کہ سنگ ہوتے تھے زیبا و خشک تو بشکن

قمر میں داغ صفائی زبان بتاتی تھی
ضیائے فلک تھی خورشید پہ بھی قہقہہ زن

تھا معجزے سے نہ کم میرے شعر شیوا بھی
کہ طاق صاف زبانی میں ہوتے تھے الکن

مرے خیال کا پرتو تھا پرتو خورشید
تھا میرے صفحہ کاغذ بیاض صبح وطن

کبھی تھا میں بھی زمانہ میں ناز کے قابل
کبھی تھا اپنی فصاحت سے میں بھی فخر دکن

کبھی تھا شاہد مضمون سے میں بھی ہم صحبت
مری بھی ہمدم و ہمراز تھی عروس سخن

مگر زمانہ کا کچھ ڈھنگ اک بیک بدلا
جہاں سے اٹھ گئی بالکل ہی قدردانی فن

کچھ ایسے رنگ سے آئی چمن میں اب کے بہار
ہے نہ خار کے ہم پلہ بھی گل گلشن

وہ التفات مٹا وسعت خیال گئی
ہوائے تند سے گل ہو گئی ہے شمع لگن

ہوا ہے نام کا طالب تلاشی جوہر
ہوا کا بندہ ہر اک بن گیا ہے یاں ہمہ تن

وہ طبع ہی کہاں جب وہ نہیں ہیں آنکھیں
وہ فکر ہی کہاں جب وہ نہیں ہے قدر سخن

کہاں وہ شوخی ہے وہ چہچہا زبان کا کہاں
کہ اب تو نطق بھی بنتا چلا ہے مہر دہن

جو بات سیدھی کہو وہ نکلتی ہے تیڑھی
بچے ہے الٹے سر دن مین خیال کا ارگن

ہے نور جدت مضمون جان کا جنجال
بنا ہے آبلۂ قلب اختر روشن

بیان کی سادگی اب دور دور رہتی ہے
زبان بھی لیتی ہے کچھ بل کی صورت دشمن

کچھ ایسا جوش جنون ہو گیا طبیعت کو
بنا ہے خانہ ویران خیال کا دامن

زبان کا پیرہن گل ہے خار سے بد تر
بلا ہے جان ہے معشوق فکر کا جوبن

کچھ ایسا زور پہ ہے اشتہار بیقدری
کہ علم اور طبیعت مین رہتی ہے ان بن

یہ اسپہ کرتی ہے طعنے وہ اسپہ کرتا ہے
کچھ اور اسکا چلن ہے کچھ اور اُسکا چلن

یہ کہتی ہے کہ نہین تجھہ کو قدر کچھہ اپنی
ہوا تجھی سے ہے دین مبین حق روشن

بڑا ضرر ہو اگر تجھہ سے مجھہ سے بنجائے
کھو شکل حسن ہو بصورت احسن

وہ کہتا ہے کہ تجھے ہائے کچھہ خبر ہی نہین
جہان کا رنگ ہے کیا اور کیا ہے اسکا چلن

ذرا تو گلشن افکار کا ملین کو دیکھہ
کہ کیسی صرف خزان ہو رہی ہے انکی پھبن

یہ کہتی ہے کہ بھلا کچھہ تو چاہیے کہنا
وہ کہتا ہے کہ نہین آج قدر دانی فن

یہ کہتی ہے کہ نہ آپس مین فیصلہ ہوگا
وہ کہتا ہے کہ کچھہ اس مین نہین ہے جا سخن

ٹھہرتی ہے یہ پھر آخر کہ ہونا چاہیے عدل
چلین وہان کہ جہان دونو نکی جھکے گردن

حکم زبان کو کرتے ہین تا کرے انصاف
خطا بتائے کہ مٹجائے دلکی یہ الجھن

زبان کہتی ہے دونو نکی ہے غلط فہمی
چھٹا ہے دونون سے انصاف و عدل کا دامن

یہ سمجھہ کہ ذوق کمالات ہو گیا کافور
یہ سمجھہ کہ مول نہین گھاس کا گل گلشن

نہین ہے جوہری فن کوئی بھی یونہی سہی
مگر کہو تو نہین قدر دان اہل دکن

جہانکا طفل ہر اک ماہر علوم و فنون
جہانکے پیر و جوان قدر دان اہل سخن

سنا جو یہ تو طبیعت کو جوش اک آیا   پڑھا بہار یہ برجستہ مطلع احسن

مطلع اولی

بہار موسم گل اور یہ بہار دکن   چمن چمن ہے پھبن ذرہ ذرہ پر جوبن
ہوا کا چلنا وہ سن سن وہ کوک کویل کی   وہ رخ سرخ گل اور وہ ہرا بھرا گلشن
فضائے خلد فدا ہے وہ باغ کی رونق   خرام حور تصدق ہے وہ صبا کا چلن
وہ گل کی بو کہ ہے عنبر ہزار جان سے نثار   وہ گل کا رنگ کہ سو بار صدقے لعل یمن
ہے سبزہ رخ دلبر چمن کا ہر پتہ   رخ صبیح حسینون کا ہے زمین چمن
جواب ماہ ہے ہر ایک پھول لالہ کا   برنگ مہر ہے سورج مکھی ہر اک روشن
صبا کا آنا بھی فضل خدا کا آنا تھا   چٹک کے غنچہ و گل نے جگایا بخت چمن
جہان جہان گل و بلبل کے عشق کا شہرا   چمن چمن ہے عروس بہار کا جوبن
ہوا لگو لے کیصورت مین رقص کرتی ہے   جو چہچہاتے ہین فرط خوشی سے مرغ چمن
لدا ہوا ثمرون سے ہے ایک ایک درخت   بھرا ہوا ہے گلون سے بہار کا دامن
چٹک کے بولنے لگتی ہین بند منہ کلیان   جو باغ مین کبھی ہوتی ہے تر زبان سوسن
کھلا ہے گل کیطرح جرم تیغ کا جوہر   ہرا ہے باد بہاری سے سبزۂ آہن
ہر ایک خوشۂ انگور عقد پروین ہے   ہر ایک دانہ ہے ہمرنگ اختر روشن
ہین پھول گوش بر آواز سکتے مین نرگس   وہ چال چلبلی مستانہ وہ صبا کا چلن
نئی بہار ہے جوبن نیا ہے سنبل پر   جواب زلف بتان اسکی ایک اک ہے شکن
درخت باغ کا ایک ایک وجد کرتا ہے   لٹائے ڈالتا ہے بلبلون کا صوت حسن
دماغ موسم گل جو تھے آسمان پہ ہے   ہوا سے کرتی ہے اب باتین نکہت گلشن

ہوی ہے ابتو دوبالا بہار مینخانہ | ترقیون پہ ہے دن دونی دختِ رز کی پھبن

وہ انبساط کہ مدہوش سارے میکش ہین | وہ جوش عیش کہ زاہد کا ہے تر دامن

صدائے قلقل مینا مین ہے عجب تاثیر | ہوے ہین واعظِ گوشہ نشین توبہ شکن

شراب مانگ کے پیتے ہین شیخ صاحب اب | پکارتے ہین کہ اک جام ادہر بھی شوق مین

یہ حکم ساقی ہے جائے نہ بے پیے کوئی | بچے نہ طفل کوئی اور نہ کوئی پیر کہن

کہین ہے شور بپا میکشی و ہو حق کا | کہین ہے نغمہ سرا چنگ و بربط و ارگن

کہین الاپ رہے ہین بتان ماہ لقا | کہ جنکے حسن کی ضو مہر پر ہے قہقہہ زن

وہ انکے گہنگرو کی چہم چہم وہ انکی ناز و ادا | وہ انکا ہاتھ اٹھانا وہ جنبش گردن

وہ انکے ہونٹون کی سرخی وہ زلف کا ہلنا | وہ انکے آنکھ کی گردش تناتنا جوبن

وہ تھاپ طبلے کی سارنگ کی وہ خوش آواز | گلا بہر اکے وہ تان انکی اور وہ صوتِ حسن

وہ انکا حسن کہ عالم ہزار جان سے فدا | وہ انکی شکل کہ صدقے رخ مہ روشن

برنگ گل ہین وفور نشاط سے سب شاد | بنا ہے اب دل عالم سرور کا مسکن

ہر اک کی غنچہ سے گل ہوگئی ہے دل کی گرہ | جو دل مین ہے بھی تو سنبل بنی ہوی الجھن ہے

لب آشنا ہین ہر اک کے خوشی کی باتون سے | بھرا ہوا ہے طرب سے امید کا دامن

ہر ایک جا سے اکہٹا ہوے ہین اہل کمال | ہر ایک جا سے مرتب ہوی ہے بزم سخن

ہر ایک جا سے ہین منبر پہ جلوہ گر مداح | ہر ایک جا ہے بیان صفات شاہ دکن

وہ شاہ سالگرہ کا ہے جسکی جلسہ آج | وہ شاہ ابلق ایام جسکا ہے توسن

وہ شاہ فضل سے سیراب جسکے ہر ذرہ | وہ شاہ نور سے جسکے ہے مہر و مہ روشن

یہ جی مین ہے کہ پڑہون مین بہی مدح مین مطلع | کہ مرحبا کہین سنکر جسے سب اہل دکن

مطلع ثانی

ہوا ہے جب سے عیاں تیرا چہرۂ روشن
بنی ہے مہر کی ہستی چراغ بے روغن

ترے خیال کی وسعت عمل کا جولانگاہ
ترے دماغ کا میدان علم کا مسکن

جہاں کا مقصد راحت ترا در دولت
جہاں کا مزرع امید تیرا خلق حسن

جلال تیرا ہے ہمت وہ خزان جہان
جمال تیرا ہے رونق وہ بہار زمن

ترے غضب کا ہے اک شعبہ شام غربت کی
ترے کرم کا ہے اک ذرہ نور صبح وطن

سخن کا مقصد امید تیری صاف زبان
جہاں کا مرجع اسناد تیرا پاک سخن

ترے ستم کی ادا پردہ پوش عریانی
عدو کے زخم کا دامن جواب پیراہن

ہے تیرے قصد کی تکمیل زیور ہمت
ہے انصرام ترے حکم کا وقار سخن

غضب وہ تیرا عدالت ہے جسم و جان جس کی
وہ رحم تیرا کہ انصاف جس کا جزو بدن

ہے سربلندی اقبال تیرا اک مغفر
ہے سرفرازی اجلال تیرا اک جوشن

ہے ایک مہر عطا پاش تیرا دست نوال
ہے ایک ابر خطا پوش سایۂ دامن

ہے دست قلعہ کشا تیرا رایت اقبال
ہے موج فتح و ظفر تیری فوج قلعہ شکن

بیان عجز ترا نقشۂ عروج غبار
ظہور رعب ترا پیچ کا خم گردن

نتیجہ ہے تری ہمت کا ملک کی تہذیب
مآل ہے تری کوشش کا یہ عروج دکن

ترے وجود سے اقبال قوم کو نازش
ترے قدم سے سریر افتخار کا مسکن

ہے رحم سے ترے معراج پر دماغ نمو
ہے فضل سے ترے ایک ایک دانہ اک خرمن

ہے تیرا فعل حسن اتباع فعل نبیؐ
ہے عین شرع مبین تیرا قول مستحسن

سپہگری کا تری روم و شام تک شہرا
سخنوری کی تری ایک دھوم تا لندن

رخ مصفا ترا معدن جلال و جمال
دل صفا ترا علم و کمال کا مخزن

جو عزم جنگ ہو نصرت ہے ہمرکاب تری
جو قصد سیر ہو عشرت ہے سر پہ سایہ فگن

سخاوت اور صداقت مین تو وحید زمان
شجاعت اور دلیری مین تو وحید زمن

تو عقل و ذہن مین ہے آفتاب عالمتاب
تو علم ظاہر و باطن مین آب در عدن

تو قدر دان سخن ہے تو قدر دان کمال
تو فخر دین تو فخر جہان تو فخر زمن

تو جان عقل کی ہے اور علم کا ایمان
ہر اک کو ناز ہے فن پر ہے تجہہ پہ نازان فن

وہ تیرا دور کہ مسرور ساری خلق اللہ
وہ تیرا دور کہ مفقود نام رنج و محن

وہ حفظ شرع کہ خم سے مے کو قید خانہ ہے
وہ پاس دین کہ ہر ایک شیشہ بلبہ دہن

خدا کا قہر ہے یا تیری تیغ جوہر دار
صبا ہے برق جہندہ ہے یا ترا توسن

ختن مین مشک ختن کو قیام ہے اک بار
گران ہے شوق سے تیرے طلب جیب وطن

ہے ایک ایک ترا حکم بے مثل بے مثل
ہے لاجواب تری ایک ایک شان سخن

کہان ثنا تری اور میری یہہ زبان کہان
کہان صفات ترے اور کہان مرا یہہ دہن

قصیدہ ختم کیا ہے دعا پہ مجبوراً
کہ دور وہم سے ہے تیری مدح کا دامن

الہی آب پہ جبتک زمین قایم ہے
زمین پہ صدقے ہو جبتک یہہ چرخ کہن

سبب وجود و عدم کا ہو جب چرخ کا چکر
ہو مہر و ماہ کے باعث سے روز و شب روشن

الہی خلق مین جبتک بہار آتی ہے
الہی خلق مین جبتک ہے نمود چمن

چمن مین جہاڑ ہون اور جہاڑ مین گل تازہ
ہو گل مین رنگ خوش اور رنگ و بو گلشن

یہہ بادشاہ الہی بہت پہلے پہولے
یہہ بادشاہ الہی ہو بادشاہ زمن

ہزارون سال ہو اسکا یہہ جشن سالگرہ
ہزارون بار منائین خوشی سب اہل دکن

تسلی کی ہو بسر عمر مدح خوانی میں — صفت سے اسکی ہو افزونی وقار سخن
جو خیر خواہ ہیں اسکے وہ شاد شاد رہیں — نہیں وہ ہمیشہ دوزخ جو اسکے ہیں دشمن

رباعیات

بارتیغ جناب ابوالحیات محمد عبدالحی صاحب فرزند مولوی محمد حسین صاحب سابق سرکردہ فوج کوتوالی حال وظیفہ یاب شاگرد جناب صاحب عالم ضیا دہلوی

داد و دہش و بذل و سخا کار نظام — کس منہ سے بیان ہو سکے ایثار نظام
پہیلاون نہ کسو اسطے دامن بارتیغ — دُربار ہے دُربار ہے دربار نظام

ایضاً

آصف کی ہے کیا نام خدا سالگرہ — راحت کی بنا عیش فزا سالگرہ
بر آتی ہیں دنیا کی مرادیں بارتیغ — کیونکر نہو یہ عقدہ کشا سالگرہ

قصیدہ

سویا بستر پہ جو میں شبکو تو دیکھا اک خواب — ایک جنگل میں چلا جاتا ہوں باحال خراب
وہ پریشانی و وحشت تھی کہ اللہ کی پناہ — دل تڑپتا تھا مرے سینے میں مثل سیماب
چلچلاتی ہوئی وہ دہوپ کہ توبہ توبہ — ابر باران بھی اگر آئے تو جل کر ہو کباب
تابش مہر قیامت تھی وہان ۔ تابش مہر — اور سوزش بھی وہ سوزش کہ جہنم کا جواب
ہیبت انگیز پہاڑونکی وہ بہیانک صورت — جسکے نظارے سے رستم کا بھی زہرہ ہو آب
دل لگی کیسی ہنسی کسکی کہانکی راحت — ایک میں اور مصیبت مرے ہمراہ رکاب
تن تنہا تھا فقط روتا تھا آٹھ آٹھ آنسو — یاد رہ رہ کے مجھے آتی تھی بزم احباب

پیاس کے مارے زبان سوکھ گئی تھی بالکل
غیر ممکن تھا کہیں دہوپ کی تیزی سے بچون
نہ تھی پر نہ تھی پیاس کی شدت میری
کسی صورت سے ہو لطے نہ وہ کافر جنگل
گر گئے پاؤن ورم جان لبون پر آئی
اتنے مین ایک دہوان دہار وہ آندہی اوٹھی
وہ اندہیرا کہ خجل سامنے جسکے ظلمات
وہ اندہیرا کہ نہین سوجھتا تھا ہاتھ کو ہاتھ
متحیر تہا کہ اللہ یہ آفت کیا ہے
پھر چلا ایک طرف مین کہ یہان سے نکلون
بجز خار ہے اک جسکا کہین اور نہ چھور
مجھکو وحشت نے جو گھیرا تو نہ سوجہا کچھہ بھی
دس قدم بھی نہین بہاگا تہا کہ ٹھوکر کہائی
بنگیا نقش قدم اوٹھنے کی طاقت نہ رہی
ہوکے مجبور جو دوڑائی نظر چار طرف
کیسا آئینہ نہین نام کو جس مین کچھہ نور
چھائی تھی اوسپہ سیاہی سی توے کے مانند
مین نے چاہا کہ اٹھا کر اسے صیقل مین کرون
مارے ہیبت کے وہان سے جو ہٹا اور آگے

دوڑتا پھرتا تہا ہر سمت مین ہو کر بیتاب
نہ ملا مجھکو وہان کوئی درخت شاداب
نہ ملا پر نہ ملا کوئی مجھے چشمۂ آب
سیکڑون کوس کیا مین نے سفر بے حساب
خاک پر گر گیا مین تھکے نہایت بیتاب
پڑ گئی سارے زمانے پہ اندہیرے کی نقاب
وہ اندہیرا شب دیجور کو بھی جس سے حجاب
خوف طاری تھا جسے دیکھکے دل تہا بیتاب
کیون ہوا جاتا ہون رہ رہکے گرفتار عذاب
آفت اک اور یہ تہی آگے مرے سد باب
کشتی گنبد گردان بھی ہو جس مین غرقاب
دہیری ہمت چلا دوڑ کے مثل سیلاب
گر گیا چوٹ لگی ہوگئین آنکھین پر آب
کہو دیا ایک ہی ٹھوکر نے مرا نشۂ شباب
ایک آئینہ نظر آیا نہایت بے آب
کیسا آئینہ خراب آئینون سے بھی جو خراب
ہیبت آئینے کی تھی نام کو تھی اوسمین تاب
رعشہ ہاتھون مین پڑا دیدیا طاقت نے جواب
تو مری جان کو موجود ہوا اور عذاب

چارون جانب سے درندون نے مجھے گھیر لیا | کر دیا بند مرے واسطے آرام کا باب
حملے کرنے لگے بڑھ بڑھ کے وہ موذی اجسام | نظر آئے نہ مجھے زیست کے اپنے اسباب
بے تحاشا جو وہان سے بھی ہوا مین مفرور | غوطے کہانے لگا اوس بحر مین ہوکر غرقاب
بنکے زنجیر لپٹنے لگین موجین مجھکو | اور پھر بھنچی حلق مین مرے تیغ خوناب
جان گرداب ہلاکت مین پھنسی تھی میری | زیست اوسوقت نظر آتی تھی مانند حباب
بارے صد شکر کہ تقدیر نے پلٹا کہایا | میرے بچنے کے فراہم ہوئے فوراً اسباب
اک حسین نیک جوانمرد بہادر انسان | دامن دشت سے پیدا ہوا با قہر و عتاب
اوسنے آتے ہی درندونکو تہ تیغ کیا | اور اوس آئینے پر ڈالدیا اک تیزاب
یا تو وہ آئینہ بے نور سیہ تھا بالکل | یا اوس آئینے مین خورشید سے افزون ہوئی تاب
یہ چمکنے جو لگا ہوگئی حالت کچھ اور | ہوگیا ایک ہی لمحے مین سمندر کا سراب
مین نے چاہا کہ قدم چوم لون اُس محسن کی | تا دم زیست رہون اُسکے ہی ہمراہ رکاب
دیکھتا کیا ہون کہ وہ شخص نہین ہے پہلا | اور صاحب ہین کوئی ڈالے ہوئے منہ پہ نقاب
بڑھکے پاس آتے مرے غور سے صورت دیکھی | متحیر مجھے پایا تو کیا مجھسے خطاب
متردد نہو اس واقعے سے اے بازع | دیکھتا ہے تو نہایت ہے مبارک یہ خواب
تو نے جنگل مین جو تکلیف اوٹھائی پہلے | وہ وہ تھی جو تری گذری ہوئی حالت تھی خراب
وہ اندھیرا جو نظر آیا مصیبت تھی تری | حادثات فلکی سے تھے وہ سارے اسباب
بحر تھا بحر تفکر وہ درندے دشمن | دیکھکر جنکو ترا دل تھا نہایت بیتاب
وہ جو آئینہ تھا تقدیر تھی گویا تیری | جسکی ظلمت کے سبب تھا تو گرفتار عذاب
وہ جوانمرد جو آیا تھا وہ تھا شاہ کا حکم | جسنے تقدیر کو روشن کیا مثل مہتاب

کون وہ شاہ جسے کہتے ہین شاہ آصف — کون وہ شاہ جو ہے فیض رسان فیض مآب
تجھہ پہ اب کوئی مصیبت نہین آنیکی کبھی — اب رہیگا بس اسی شاہ کے ہمراہ رکاب
خواب سے دیکھہ کے بیدار قلم ہاتھہ مین لے — مدح مین لکھہ کوئی اچھا سا قصیدہ تو شتاب
آنکھہ کھلتے ہی وہ مطلع مرے منہ سے نکلا — آگیا مطلع خورشید کو بھی سنکے حجاب

مطلع دیگر

خسرو ملک دکن شاہ معلی القاب — قدردان قدر فزا فیض رسان فیض مآب
وہ اولو العزم کہ جسوقت کیا عزم کوئی — ساتھہ ہی فتح و ظفر ہولیئے ہمراہ رکاب
وہ بہادر کہ نہین کوئی بہادر ایسا — وہ جری زیب جسے رستم دوران کا خطاب
تو وہ ذیشان کہ شاہان زمانہ سارے — مثل خدام کے تھامے ہوئے چلتے ہین رکاب
شیرن و گیو و فرامرز غلامونکے غلام — رستم و سام و نریمان ترے در کے نواب
تری ہمت تری جرات تری شوکت کا نظیر — کوئی راجہ نہ کوئی شاہ نہ کوئی نواب
عقل و دانائی و ادراک و فراست مین وحید — آپ ہی اپنی مثل آپ ہی اپنا ہی جواب
طے نہین ہوتا ریاست کا کبھی کوئی امر — نہو جبتک کہ تری رائے ترا استصواب
کرم و لطف و عطا وہ کہ نہین جسکا شمار — بخشش و جود و سخا وہ کہ نہین جسکا حساب
روح حاتم ہے خجل داد و دہش سے تیری — ترے باران سخاوت سے ہے شرمندہ سحاب
وقت بخشش کے ترے دست کرم نے بخشا — اوسے منصب اسے انعام اوسے جاگیر و خطاب
آنکھہ اٹھا کر کسی مفلس کو جو دیکھا تو نے — روئے افلاس پہ پڑ ہی گئی ثروت کی نقاب
موجب رفعت احباب ترا لطف و کرم — باعث ذلت بدخواہ ترا قہر و عتاب
جمنے پاتے نہین یون دلمین ترے بغض و عناد — آگ پہ ٹھہر نہین سکتا ہے جیسے سیماب

نور اسلام سے یون چہرہ ہے روشن تیرا
چودھوین شب کو ہو جسطرح منور مہتاب

ہے ہر اک دلمین ترا رعب تسلط ایسا
لڑکھڑاتے بھی نہین پاتا کوئی مست شراب

وہ ترا عدل ستم سوز کہ اللہ اللہ
چھوٹنے پاتے نہین موجونکی ٹکر سے حباب

امنیت کا ترے عہد مین یہ عالم ہے
نیند مین بھی تو موحش نظر آتا نہین خواب

ماحی ظلم و ستم دافع اشرار جہان
کیون نہ ہو داد گر و دادرسان تیری جناب

صدق مین عدل و شجاعت مین حیا مین بیشک
تو ہے ایشاد نظر کردہ ہر چار اصحاب

تونے جو بات کہی بنگئی پتھر کی لکیر
تونے جو حکم دیا ہو گئی تعمیل شتاب

وہ تری صاف دلی ہے وہ تری طینت نیک
کسی دشمن کو بھی اپنے نکیا تونے خراب

نیکیان کیون نہون مشہور زمانہ تیری
اوسکی خوشبو کہین چھپتی ہے جو گل ہو شاداب

اسقدر جلد ترا غصہ فرو ہوتا ہے
جیسے دم بھر مین ہون نابود سمندر کے حباب

بارش ابر کرم سے ہے ہوا خواہ کو فیض
آتش قہر و غضب سے ہے عدو جلکے کباب

کاٹ کر سینکڑے لاکھون نکے سر دم بھر مین
صف اعدا پہ کبھی جب تری شمشیر خوشآب

قصد سے حملے کے جب تونے بڑہایا توسن
مارے ہیبت کے ہوئے فوج عدو پا برکاب

ہون اگر لاکھ زبانین بھی کسیکے منہ مین
نہ بیان ہوگا تری خوبیون کا لب لباب

شاہ کے حق مین بصد دل سے دعا کر مانع
فضل رب سے ابھی کہل جائیگا تاثیر کا باب

رکھے اللہ تجھے تابہ قیامت قایم
حشمت و دولت و اقبال ہون ہمراہ رکاب

جبتک اس صحن زمین پر ہے قیام آدم
جبتک اس سطح فلک پر ہے نمود مہتاب

جبتک اس بحر جہان مین ہے سمندر کا وجود
اور جبتک ہین سمندر مین یہ موجین بیتاب

حکمران سارے زمانے مین تری ذات سے ہے
روز افزون ہو ترا دبدبہ و رعب و داب

جشن تا حشر رہین سالگرہ کے قایم — سے ہے جاوید ترا نخل تمنا شاداب
سب تبہ حال رہین قہر و غضب سے دشمن — فارغ البال رہین داد و دہش سے احباب

زادہ جناب سید مہدی ضامن حسین صاحب بن سید غلام عباس صاحب نبیرہ سید فدوی احمد خان صاحب استاد نواب ناصر جنگ شہید

ہے آج نسیم طرب افزا کی یہ تاثیر — بلبل ہے بصد عیش ہر اک گل سے بغلگیر
آئی ہے بہار آج لئے فوج ہوا کو — کرتی ہے نشاط و طرب و عیش کی تسخیر
حیرت سے اوسی سمت کو نرگس نگران ہے — ہے بلبل و گل مین جو نہان وصل کی تدبیر
ہے خلعت نزہت سے جو گلزار ہر زمین — ہے جامہ بہجت سے ہر اک پھول کو توقیر
ہر برگ کی چتون سے نمایان ہے مسرت — ہر گل کے ہے جوبن سے عیان عیش کی تاثیر
ہر پھول کی پتی سے سراسر ہے نمایان — رنگ طرب و بوئے فرح عیش کی تحریر
بوئے گل نورس کے تماشے سے جوان ہو — اس گلشن سرسبز مین آجائے اگر پیر
ہے کان مین پھولون کے کہین ذکر خوشی کا — بلبل کی زبان پہ ہے کہین عیش کی تقریر
کلیان کے عوض شاخ سے ہوتے ہین عیان پھول — غنچہ بھی چمن مین نہین ملتا کوئی دلگیر
ہر خار کا جوبن بھی کھٹکتا ہے نظر مین — کیا باد بہاری کی جہان مین ہوئی تاثیر
مین صرف تماشائے ریا عین چمن تھا — طالع مرے چمکے مری یاور ہوئی تقدیر
اک عیش کا معشوق مجسم نظر آیا — باشوکت و باحشمت و بازینت و توقیر
صورت کا لکھون وصف کہ انداز کی تعریف — ترقیم ہو رفتار کہ گلفتار ہو تحریر
وہ شرمگین آنکھین وہ ادا اور وہ کرشمہ — گردن کو جھکائے ہوئے وہ ناز کی تصویر

بے مہری سے جس ماہ کی ہے زرد رخ زرد
ہے خاک کف پائے حسین زینت اکسیر

دیکھا چمنستان ہین جو اوس زینت گل کو
بیساختہ یہہ مطلع روشن ہوا تحریر

مطلع دوم

یہہ زلف سیہ دوش پہ عارض کی یہ تنویر
اللہ نے خود آپ بنائی تری تصویر

ہے ترچھی نظر سینۂ غم کے لئے پیکان
ہے زلف دوتا پائے الم کے لئے زنجیر

ہے چشم حسین مردم آلام کی قاتل
ابروئے خمیدہ ہین تن رنج کو شمشیر

اسطرح ہے غازہ رخ انور سے ضیا بار
جسطرح شعاعون کو ہو خورشید سے تنویر

خوش حال و خوش افعال و خوش اطوار و خوش انداز
خوش سیرت و خوش صورت و خوش طالع و تقدیر

ہے جسکے سبب سے غم و اندوہ کی تذلیل
ہے جسکے سبب سے طرب و عیش کی تشہیر

دیکھا متحیر جو مجھے صحن چمن مین
اوس زینت گلزار نے کی مجھسے یہہ تقریر

اے بلبل خوش لہجۂ گلزار معانی
اے طوطی شکر شکن گلشن تقدیر

کس سوچ مین ہے کونسا غم ہے تجھے لاحق
کس فکر و تردد مین ہے کیون آج ہے دلگیر

ہے شاخ پہ طوطی کی عجب زمزمہ سنجی
ہے بلبل و گل مین عجب انداز کی تقریر

آسیر کرین فصل بہار آئی ہوئی ہے
گلزار ہے یہہ رشک دہ گلشن کشمیر

ہے تہنیت سالگرہ اوسکی جہان مین
جو صاحب اعزاز ہے اور مصدر تنویر

ذیجاہ اولوالعزم سخی اہل جلالت
محبوب علی شاہ دکن صاحب توقیر

اوس شوخ نے دی جب یہہ نوید طرب افزا
فرحت کی مری قلب پہ بیحد ہوئی تاثیر

لکھا وہین بیساختہ مدحت مین یہ مطلع
ہے جس مین فزون مطلع خورشید سے تنویر

مطلع سوم

گردون پہ اگر انکے متانت کی ہو تاثیر — ہر اختر سیار ثوابت کی ہو تصویر
ہے قصر مبارک سے فلک کو جو خجالت — ہے چہرۂ پر نور سے مہتاب کو تشویر
ہو غیر ہیولیٰ کے عیان صورت جسمی — اشیا پہ اگر حکم ہو انکا پئے تغییر
مانوس غزالون سے ہے شیر نیستان — ہو معدلت شاہ کی عالم پہ جو تاثیر
پاس ادب شہ سے زبان بند ہے گویا — خاموش تحیر مین جو ہے بلبل تصویر
ہو عام ضعیفون کے لئے گر کرم شاہ — ہو خاص بدالت کے لئے صیغۂ تصغیر
جو فیض رسا معدلت شاہ ہوی ہے — آرام مین مخلوق ہے معدوم ہے ردگیر
وہ لطف کہ عاجز کو بھی ہے جرأت گفتار — وہ رعب کہ ہے سرمہ کش خلق بم و زیر
ہے رشک دہ صبح مبین روئے منور — محسوس شب تار جو ہے زلف گرہ گیر
ہیبت سے تزلزل ہو عیان گاؤ زمین کو — ہوئے جو کبھی شاہ جہان عازم نخچیر
کرتا ہون بیان حسن گل عارض ممدوح — آمادہ گواہی پہ ہے بلبل تصویر
محبوب علی نام ہے آصف ہے تخلص — ہے ظل الٰہی لقب شاہ جہان گیر
عالم مین جو سب دوست ہون محبوب علی کے — معدوم جنہم کو کرے کاتب تقدیر
لرزان ہو لحد مین دل سہراب نریمان — کھنچ جائے کبھی غیظ مین گر آپکی شمشیر
ہوئے نظر لطف اگر آپ کی یا شاہ — ہو نخل خزان دیدۂ امید سے تثمیر
کس شاہ کے دربار مین ہون آج سرافراز — کیون تیری شکایت بھی کرون اے فلک پیر
اے ناظم اعجاز بیان روک زبان کو — کر ختم دعائے شہ ذیجاہ پہ تقریر
جبتک ہے ثبات و حرکت چرخ و زمین کو — جبتک ہے مہ و مہر کی آفاق مین تنویر
اعدائے شہ عادل و منصف کی ہو تخفیف — عالم مین ہو اس شاہ کے احباب کی تکثیر

جلی - جناب نواب میر مصطفے علی خان صاحب ہمشیرزادۂ نواب حیدر نواز جنگ تلمیذ جناب میر خیرات علیخانصاحب سخی

لگ گئی آنکھہ یکایک جو جلی سر دہرا — خواب مین ایک نظر آئی مجھے حور لقا

صورت اسطرحکی پر نور خجل بدر منیر — قامت ایسا کہ قیامت بھی ہو جسپر شیدا

چال آفت کی نگاہون مین غضب کا جادو — بے طلب چہین لے نقد دل عاشق بخدا

مینے پوچھا کہ لقب کیا ہے ترا کون ہے تو — مسکرا کر کہا واقف نہین مجھہ سے تو کیا

کیا سبب ہے مرے گھر تو ہے جو جلوہ فرما — منہ پھرا کر کہا کیا خوب تجاہل کیسا

مجکو سب جانتے ہین چھوٹے بڑے دنیا کے — نام مشہور زمانے مین ہے عشرت میرا

جشن ہے سالگرہ کا تجھے معلوم نہین — خواب غفلت مین پڑا سوتا ہے کیا چونک ذرا

تو بھی ہو شاد کہ دن فصل بہاری کے ہین — آج گھر گھر ہے خوشی ملک دکن مین برپا

غم کی کوسون نظر آتی نہین ہے شکل کہین — جسطرف دیکھیے فرحت ہے عجب کچھہ جلسا

جب سنی مینے یہ اوس سے سخنان راحت — ہرطرف نیند ہوی وا ہوئے چشم بینا

آگیا دلمین کہ کچھہ شاہ کی ہو مدح رقم — رکھکے قرطاس و قلم سامنے مین بیٹھہ گیا

بیان فراست

فکر کی ہے کہ کچھہ وصف فراست لکھون — عقل گل دنگ ہو اسطرح کا کھینچون نقشا

کون وہ شاہ لقب جسکا ہے محبوب علی — اوسکی فطرت کا زمانے مین ہے ہر سو چرچا

خط قسمت کا عیان ہوتا ہے سارا احوال — طبع روشن پہ ارسطو کلہ ہے کیا ذکر بھلا

وصف سخاوت

ہو سخاوت کی بھی تعریف رقم تھوڑی سی — تاکہ معلوم ہو اسطرح کی ہے اوسکی عطا

دون اسے حاتم طائی سے یہ نسبت کیونکر | تھا وہ ایک قطرہ ناچیز یہ دریائے سخا
سیکڑون اوسکے زمانے مین تھے سائل موجود | عہد مین اسکے نظر آتی نہین شکل گدا

تعریف شجاعت

وہ دلاور ہے کہ ہر سمت ہے شہرا اب تو | وہ بہادر ہے کہ رستم سے بھی ہے دبا کسوا
اسکی تلوار کے لوہیکو ہین سب مانے ہوتے | کون کرتا نہین ہے اُسکی شجاعت کی ثنا
اسکی شمشیر اگر میان سے نکلے دم رزم | سطح خاک پہ ہو خون کا جاری دریا

تعریف اسپ

اوسکے گلگونکی صفت گر ہو ذرا بھی تحریر | ہے یقین ہاتھ سے کاغذ ابھی ہوجائے ہوا
اسکی رفتار کا انداز جدا ہے سب سے | چلتا پھرتا ہے ہر اک جا صفت باد صبا

بیان عدالت

اوسکے اوصاف عدالت ہون بیان کیا مجھ سے | نام کسرا کا نہین لیتا ہے کوئی حاشا
عدل و انصاف سے معمور ہے دنیا ساری | شیر و بز پیتے ہین اک گھاٹ پہ پانی ہر جا
جلد کر ختم دعا پر تو قصیدہ سے کو جلی | شور آئین کا ہر سمت سے تا ہو پیدا
ہو عطا عمر کی اسطرح درازی اس کو | صورت خضر سے ہے دار جہان مین زندا
منہ سیہ اسکے عدو کا ہو زحل کی صورت | دوست کا سرخ رہے لالہ کی صورت چہرا
اسکا فرزند سلامت رہے باشان و شکوہ | اسکے سایہ مین دعا ہے یہ رسول دوسرا

سخائے جناب نواب میر پرورش علیخان صاحب انریری مجسٹریٹ خلف وشاگرد جناب نواب میر خیرات علیخانصاحب بہادر سخی

آکے ضیغم نے یہ دی مجھکو نوید بہجت | منعقد ہین نے بھی اک جشن کی کی ہے صحبت

میر محبوب علی سایۂ رب العزت
اوسکی ہے سالگرہ جو ہے دلیل رحمت

سر پہ ہے نیّر اقبال کا جسکے سایہ
جسکا سب لوگ ادا کرتے ہین شکر نعمت

ذات جسکی کہ زمانہ مین ہے برہان کرم
فیض ہے جسکا اس عالم مین شراب عشرت

کون اوسکے نہین اوصاف رقم کرتا ہے
کون کرتا نہین ہے اوسکی زبان سے مدحت

در بیان سخاوت

کیا بیان اوسکی سخاوت کی ہو مجھسے تعریف
نظر آتا نہین دنیا مین کوئی بد قسمت

نام حاتم کا زبان پر نہین آتا اب تو
اوسکی ہے داد و دہش کی یہ جہان مین شہرت

ہے دکن سارے زمانے مین مقام امید
اوسکا ایوان مروت ہے محل رحمت

رات دن جود و سخا سے ہے سروکار اوسے
جز سخاوت کے نہین ایک نفس کی مہلت

ایک کی جا پہ ہزارون ہی عطا کرتا ہے
کل سلاطینون سے افزود ہے اوسکی ہمت

در تعریف تلوار

اوسکی تلوار کا احوال رقم کرتا ہون
دل اعدا مین یقین ہے کہ پڑیگی وحشت

صفت برق ہوی تیغ درخشان اوسکی
کفر کی ہوگئی معدوم جہان سے ظلمت

جو کہ سرکش تھے زمانے مین ہوے حلقہ بگوش
باقی اب سر مین نہین اونکے ذرا بھی نخوت

فتح لپٹی ہوی رہتی ہے قدم سے اوسکے
اوسکی ہے تیغ کی جھنکار صدائے نصرت

اوسکی تلوار مین ایسی ہے روانی ایدل
حلق دشمن سے گذر جاتی ہے وقت ضربت

دل مین اعدا بھی کٹے جاتے ہین جب تکتے ہین
تیری تلوار کے جواہر ہین خدا کی قدرت

کلمہ پڑھتے ہین دنیا مین بھلا اوسکا
وہ عطا کی ہے مرے شاہ کو حق نے جرأت

در تعریف اسپ

کام لینا ہے دم فلک صبا سے مجھکو
بیان سے گھوڑے کی بیان کرنی ہے مجھکو سرعت

اوسکے گلگون سبک تیز کا پیچھا کر کے
باغ عالم مین صبا نے بھی اوٹھائی خفت

صفت برق رواں ہوتا ہے سوئے افلاک
اوسکے گھوڑے مین ہے اللہ رے کیسی سرعت

کیا ہوا کی ہے حقیقت جو چلے ساتھ اوسکے
کس سے دوں اسپ جہندہ کو مین اوسکے نسبت

شرق کا غرب کا کیا ذکر ہے اوسکے آگے
اوسکے کاوے کیلئے تھوڑی ہے انکی وسعت

اوسکی توصیف رقم کر مین کروں کاغذ پر
ہو سیاہی مین ابھی برق کی پیدا خصلت

در بیان عدل

عدل و انصاف کا مذکور بھی ہو تھوڑا سا
عز باشاد ہوں حاصل ہو انہین تقویت

صورت حرف غلط نام مٹا کسرا کا
عدل کی اوسکے ہے اطراف جوانب شہرت

آج کل عدل سے معمور ہے سارا عالم
ہو گیا ظلم خوشحال جہان سے رخصت

ڈہونڈے بھی تو نہین ملتا ہے اب اسکا پتہ
ستم و جور کی ایسی ہوئی برہم صحبت

اسقدر جوش پہ ہے بحر عدالت اوسکا
آگ کو آب بجھاتا نہین یہ ہے ہیبت

عہد مین اوسکے ہین اک حال پہ ادنی اعلی
مور کو فیل دباتا نہین یہ ہے سطوت

آج اقصائے ممالک مین نہین ظلم کی بو
باغ عالم سے ہوا ہو گئی مثل نکہت

اور ایک دوسرے مطلع کی ہے لازم مجھے فکر
تاکہ مسرور ہوں دل قلب پہ چھائے فرحت

مطلع

ساقیا منہ سے لگادے مرے جام عشرت
دور ہوں درد و الم قلب پہ چھائے فرحت

منہ سے نکلے مرے بہکی ہوئی باتین ساقی
مستئ نشہ سے ہو میری زبان مین لکنت

نام محبوب علی شاہ کا ہو ورد زبان
نشہ سے مین ہے قلب کی یہ کیفیت

رنگ بدلا ہے زمانے نے کچھہ ایسا اب کے
راگ لاتی ہے عجب رنگ کے شیشے مین شراب
زاہد اکرتا ہے کیون یاد خدا مسجد مین
راتدن حال یہ میخوارونکے رہتا ہے کرم
جشن ہے سالگرہ کا تجھے معلوم بھی ہے
رقص مین تو بھی ہو مانند پری اریونکے
تا کجا ذکر کریگا یہ سخنا ترک بھی کر
یہ وہ ہے شاہ کہ اسکا نہین ثانی کوئی
کیا بشر ہے ہو ثنا اوسکی رقم کا غذ پر
اب قصیدہ کو نیسے طول دعا پر کر ختم
باغ عالم مین رہین اوسکے پریشان دشمن
نیر بخت محبونکا ہے۔ تابندہ
اوسکی اولاد سہے تا بقیامت زندہ

خم گردون سے ٹپکتی ہے شراب عشرت
آتی ہے قلقل مینا سے نوید بہجت
دیکھہ رندان خرابات کی چل کر صحبت
بدلے بارش کے برستی ہے خدا کی رحمت
پیلے دو گھونٹ کہ ہو جائے غنا ن تا حالت
لوگ خود تیری تماشائی ہون یہ ہو نوبت
کسلئے شاہ کی لکھہنی ہے تجھے اب مدحت
جسکے باعث سے ہے اس ملک دکن کی زینت
خوبصورت ہے وہ اور نیک ہے اوسکی سیرت
تا قیامت یہ سلامت رہے رب العزت
مارے مارے پھرین ہر سمت مثال نکہت
صفت مہر فلک ہو او نہین حاصل رفعت
فوج اعدا پہ زمانے مین ہو اوسکو نصرت

رباعیات

وفا۔ جناب منشی محمد طفیل علی صاحب ایجنٹ رسالہ معلم العلوم تلمیذ جناب سنجی صاحب

جام مئے گلرنگ پلادے ساقی
گلشن کی مجھے سیر دکھادے ساقی
دن جشن کے ہین دلمین نہ حسرت رہجائے
خم رکھے ہوئے ہین جو لنڈھادے ساقی

دیگر

عشرت نے کیا ہے مجھے حیران ایسا
کچھہ بن نہین پڑتی ہون ہراسان ایسا

فرصت نہین دم بھر کی بھی ایشاہ دکن | گلدستۂ خاطر ہے پریشان ایسا

دیگر

دل فرط طرب سے میرا خندان ہے آج | کس حسن سے یان جشن کا سامان ہے آج
ضیغم کا ہے انتظام ماشا اللہ | ہر شاعر خوش بیان مہمان ہے آج

دیگر

تحریر ہو کیا شاہ دکن کی مدحت | قدرت زبان مین نہ قلم مین طاقت
یارب یہ وفا کی ہے دعا ہو آمین | تا حشر سلامت رہین اعلیحضرت

کوثر جناب سید عبدالعزیز صاحب چشتی صابری

صبح دم باغ مین چلنے لگی جب سرد ہوا | کہل گیا غنچہ دل ہو گئی فرحت پیدا
گل کی خوشبو سے معطر ہوا بلبل کا دماغ | سرو پہ قمریکی آنے لگی کو کو کی صدا
کیا بہار آئی ہے کیا رنگ چمن بدلا ہے | سر پہ چہائی ہوئی گہنگہور ہے رحمت کی گہٹا
نونہالان چمن سبز بنیکر پوشاک | جنبش باد سے کیا جہوم رہے ہین ہر جا
اک طرف جشن کے نشے مین ہے نرگس مخمور | ایک جانب گل لالہ کا کہلا ہے تختا
دلربایانہ ہے گلزار مین طاؤس کا رقص | تالیان پتونکی بجتی ہین جو چلتی ہے ہوا
طائرونکا لب جو رہتا ہے ہر وقت ہجوم | نہر کے لہر سے ہے جوش محبت پیدا
کچھ عجب ابکے بہار آئی ہے رحمت آمیز | اب نہ صیاد کا کچھ دخل نہ گلچین کا پتا
گھر مین بیٹھے ہوئے گہبرائی طبیعت میری | بہی دہیان آیا کہ اب کیا ہے گلشن کی ہوا
یکبیک گھر سے نکل کر جو گیا گلشن مین | دیکھکر سیر فرحناک ہوا دل میرا
بڑھ گئی فرحت دل ہو گئی وحشت کافور | عاشقانہ وہین اشعار نئے پڑہنے لگا

کبھی کہتا تھا غزل اور رباعی گہ گہ — شعر گوئی کا عجب لطف گلستان مین ملا

دیکھکر مجکو غزل خوان یہہ کہا بلبل نے — اے سخنور ترے اشعار و سخن پر ہون فدا

کیا غزل سوجھتا ہے کیا ہے رباعی کی فکر — حیدرآباد مین کیا جشن ہے کچھہ تونے سنا

آج تو سالگرہ آصف ذیشان کی ہے — جابجا شہر مین ہے اوسکے خوشی کا جلسا

شعرا جمع ہین کیا حضرت ضیغم کے یہان — میر محبوب علیشاہ کے ہین یہ سرا

سنکے یہ خوشخبری دلمین ہوا جوش سرور — باغ سے اوٹھکے مین فی الفور وہان جا پہونچا

دلکو میرے ہوی ہے سالگرہ کی یہہ خوشی — مطلع تازہ بھی مین نے سر بزم پڑھا

مطلع

میر محبوب علی شاہ دکن ظل خدا — نیر چرخ کرم گوہر دریائے عطا

مرہم خستہ دلان رشک مسیحائے جہان — دافع درد نہان درد و مصیبت کی دوا

آپکے دست سخاوت نے کیا ہے کیا کام — مانگ کر آپسے حاتم نے زمانے کو دیا

آپکے فیض سے ہر غنچہ کی مٹھی مین ہے زر — اشرفی گل کو ملی واجد ہوی چشم عطا

دیکھتے ہین جسے ہے صاحب مال و دولت — حیدرآباد مین ڈہونڈو تو نہین کوئی گدا

آپکا دبدبہ عدل ہے ایسا مشہور — شیر و بز مین ہوی ہے دوستی خالص پیدا

تیغ کھینچی ہے جو میدان مین شہ نے دم جنگ — اک بیک ہوگیا ہے سر تن اعدا سے جدا

آپکے زور شجاعت مین ہے تائید علی — آپکے خوف سے رستم کا جگر کانپ گیا

آپ ہین ظل خدا آپکے سایہ مین ہے خلق — آپکے واسطے ہر ایک ہے سرگرم دعا

یا الٰہی رہے تا گوہر پہ آب مین آب — یا الٰہی رہے تا گلشن ہستی مین فضا

یا الٰہی رہے تا مہر جہان تاب مین ضو — یا الٰہی رہے جبتک مہ گردون مین ضیا

آفتاب آپ کے اقبال کا تابندہ رہے
حضرت خضر کی سلطان کو ہو عمر عطا
نخل امید پھلے پھولے جہان ہین تاحشر
شاہ پر سایۂ اللہ رہے صبح و مسا
آل و اولاد سے آباد رہین تا محشر
بھی کوثر کی دعا ہے بھی کوثر کی دعا

ایضاً

کیونکر زیادہ ہو نخوشی خاص و عام کی
چھتیسوین یہہ سالگرہ ہے نظام کی
لکھتے ہین مدح شعرون مین شاہ نظام کی
سوجھی ہے شاعرون کو بھی کیا بات کام کی
ٹھانی ہے دلمین مدحت ظل خدا کرون
اولاد خاص ہے جو رسول انام کی
ہوتے ہین فیضیاب امیر و غریب سب
حالت یہہ ہے حضور کے اب فیض عام کی
سودا و میر ہوتے اگر زندہ آج کل
دیتے ضرور داد وہ شہ کے کلام کی
نوشیروان کا عدل زمانے سے مٹ گیا
شہرت ہے ایسی عدل مین شاہ نظام کی
پاتا نہین ہون تیری سخاوت کی انتہا
شہرت مگر نہین رہی حاتم کے نام کی
عینک سے مہر و ماہ کے دیکھا فلک نے بھی
نکلی جلوس سے ہے سواری نظام کی
کیک دری اور ٹانہ سکی عمر بھر ذرا
رفتار شاہ کے فرس خوش خرام کی
قایم رہے یہہ شاہ فلک قدر یا الہ
تاگردشین جہا نمین باقی ہین جام کی
کوثر کی یہہ دعا ہے خداوند پاک سے
قایم رہے مدام ریاست نظام کی

صادق جناب شیخ صادق حسین صاحب خلف اکبر مولوی شیخ صفدر حسین صاحب فیض آبادی حال مقیم حیدر آباد شاگرد جناب شیفتہ صاحب لکنوری

تا ابد اورنگ شاہی پر رہے یا ذوالمنن
میر محبوب علیخان خسرو ملک دکن

ساقیا دن جشن کا ہے بادۂ گلرنگ دے
یہہ نظام الملک ملت آج ہے لاریب فیہ
ہے رخ انور کی ہیجا ماہ گردون سے مثال
سبکے سب بیمار ہین حیرت زدہ ہین دنگ ہین
عنبرین زلفونکی پائی ہے جو عنبر نے شمیم
حورین کہتی ہین کہ خوش آتا نہین باغ جنان
دم بخود ہے قامت موزونکے نظارے سے سرو
کیا عجب ہے گر کلاہ مہر و مہ لائے فلک
بھولکر سحبان اگر سنتا کلام شاہ کو
حال کیا داد و دہش کا شاہ کی تحریر ہو
دیکہکر گھر گھر نشاط و عشرت و عیش و سرور
ہوگیا باغ دکن گلزار جنت آج کل
بادشاہان جہان کہتے ہین میرے شاہ کو
پیکے صہبائے عداوت مست ہین جو کینہ خواہ
دیکہتے گرزور بازو چوم لیتے دست شاہ
اشجع و حاجت روا و قلعہ گیر و شیر دل
آصف جمجاہ کے پھر جائین جب گھر مین قدم
عزت فغفور و اسکندر بنے ہر بینوا
عمر کے دولت کے عز و جاہ کے اولاد کے

جوش پر آئے طبیعت تازہ ہو فکر کہن
پاک باطن عدل گستر صف شکن شمشیر زن
یہہ مبرا عیب سے ہے اوس مین ہوتا ہے گہن
نرگسی آنکہونکو شہ کی دیکہہ کر غنچہ دہن
فیضیاب اس سے ہوا ہے نافۂ مشک ختن
پھر رہی ہے آنکہون مین آصف کی رنگین انجمن
حق نے کیا سانچے مین ڈہالا ہے حضرت شہ کا بدن
پھر فرق اقدس خدام سلطان دکن
بیدہڑک کہتا کہ ہے یہہ نکتہ رس جان سخن
سب خزانہ بانٹ دین آئے نہ چہرے پر شکن
یان گذر اپنا نہین کہتے ہین یہہ رنج و محن
سر روش پٹری پہ جوبن ہے پھلا پھولا چمن
شیر افگن بت شکن شمشیر زن قلعہ شکن
خشمگین جب دیکہین شہ کو نشہ ہوجائے ہرن
بیژن و بہرام و زال و رستم و گیو و پشن
اس صفت کا بھی جوان دیکہا ہے ایچرخ کہن
خانۂ عشرت بنے و التدرہ بیت الحزن
بخشش آصف ذرا بھی جسپہ ہو پرتو فگن
ہین دعاگو سر جھکائے روز و شب ہر مرد و زن

ہے دعا اللہ کی درگاہ میں یہہ صبح و شام
فرق آصف پر ہے ظل لوائے پنجتن

لے خبر میری بھی شاہا بھر شاہ مرسلان
یان چلا آیا ہے صادق چھوڑ کر اپنا وطن

نجم جناب میر علی حسین صاحب صیغہ دار دفتر عالیجناب نواب فخر الملک بہادر دام اقبالہ برادر و شاگرد جناب میر اکبر حسین صاحب کوکب

قطعہ

تا ابد حکومت یہہ شاہ کو مبارک ہو
عیش سے شہ آصف سریر ہے قایم

ہے دعا یہی تجھہ سے نجم کی خداوندا
قبضہ میں مرے شہ کی یہہ دکن ہے دایم

غزل

دکھا رہی ہے دکن میں بہار سالگرہ
مبارک آپکو اے شہریار سالگرہ

میں کیوں کہوں کہ ہو شہ کی ہزار سالگرہ
خدا نصیب کرے بے شمار سالگرہ

چمن میں آتی ہے سالانہ فصل گل جیسے
الٰہی آئے یونہیں بار بار سالگرہ

ہمیشہ شاد رہیں آپ اے شہ آصف
یہہ سازگار ہو فرحت شعار سالگرہ

یہہ دن ہے جشن کا دن شب یہہ عیش کی ہے شب
خوشی کی لاتی ہے لیل و نہار سالگرہ

بجائے سیر زن و مرد گھر سے نکلے ہیں
کئے ہے قلب کو بے اختیار سالگرہ

یہہ لکھے جاتی ہے پھر سال بھر میں آونگی
جو دیکھتی ہے یہہ اپنا وقار سالگرہ

دکن میں شاہ ہوئے اور بھی بہت لیکن
ہوئی کسیکی نہ یوں ذیوقار سالگرہ

خطاب پاتا ہے کوئی کوئی زر و خلعت
ہے سارے شہر کی حاجت برار سالگرہ

وہ روشنی کی ہے کثرت کہ حد نہیں جسکی
لئے ہے نور یمین و یسار سالگرہ

دکن کے سارے امیر و غریب شاد ان ہیں
مدام ہو یونہیں پروردگار سالگرہ

خوشی سے چین سے قایم رہو قیامت تک
ہوا کرے یونہین اے تاجدار سالگرہ

بہار دیکھیے برس روز مین جو اس گل کی
گلے کا کس لیے ہوئے نہ ہار سالگرہ

خوشی سے جامہ مین پھولے نہین سماتی ہے
دکن مین پھرتی ہے باغ و بہار سالگرہ

بہار اسکی نہ بھولون گا نجم تا محشر
حقیقتاً یہ ہوی یادگار سالگرہ

ذاکر جناب میر ذاکر حسین صاحب رضوی خلف و شاگرد جناب میر اکبر حسین صاحب کوکب

قطعۂ تاریخ

تھا ماہ ربیع الثانی کی تاریخ ششم کو جشن بپا
نواب نظام الملک بہادر آصف جاہ والا کا

خوش ہو کے سوا اوس جلسہ کی تاریخ جو ذاکر نے
اسسال مبارک سالگرہ چونتیسوین ہوہ ہاتف نے کہا

۱۳۱۷ھ

ایضاً

اس کو ہین جشن تو اوس سمت کو جلسے
اک شان عیان قدرت اللہ کی ہے یہ

ہے فصل خوشی سال بھی فصلی کہو ذاکر
چونتیسوین کیا سالگرہ شاہ کی ہے یہ

۱۳۰۸ ف

غزل

مبارک ہو اے شہریار دکن
بہارون پہ ہے لالہ زار دکن

بلندی جو دیکھے وقار دکن
الٰہی ہو نثار دیار دکن

انہین سے ہے عز و وقار دکن
سلامت رہین تاجدار دکن

وجود حضور معلے سے ہے
یہ وقر دکن افتخار دکن

عماد ریاست ہے ان کا قدم
انہین سے بڑہا اعتبار دکن

انہین کے ہین ماتحت سب خاص و عام
انہین پر ہے دار و مدار دکن

یہی ہین شہنشاہ بیدار مغز
یہی اب ہین حاجت برار دکن

یہہ مصروف خود ہین بہ نفس نفیس
نہو خوب کیون کار و بار دکن

وہ برسا ہے ابر کرم شاہ کا
کہ سرسبز ہین مرغزار دکن

فلک اپنی آنکھونکا سرمہ کرے
اگر جلتے اوڑ کر غبار دکن

حسینان خوش روئی کونین سے
فزون ہیچ جمال نگار دکن

لگین جیت سے آنکھین شہ چین ہنوگ
اگر دیکھے نقش و نگار دکن

قطعہ

بہلتا نہین دل کسی شہر مین
ہمیشہ سے ہون خواستگار دکن

بھری ہے سرو دل مین مثل ہوس
ہواے مسرت شعار دکن

فدا ہون نہ کیون گل نسیم و صبا
دلون مین کہبی ہے بہار دکن

پرستان کے پریان اگر دیکھہ لین
بسین آکے قرب و جوار دکن

یہہ چونتیسوین ہے گرہ شاہ کی
چھکتی ہے ہر سو ہزار دکن

عجب روشنی آج شب کو ہوی
کہ دن سے ہین روشن دیار دکن

دعا ہے یہہ **ذاکر** کہ قایم رہین
شہنشاہ والا تبار دکن

نظم جناب سید نظام الدین صاحب خلف اکبر سید وزیر الدین صاحب منصبدار رکاب نبیرہ محبوب نواز جنگ عرف حافظ انور صاحب

لکھتا ہون مدح خسرو عالی مقام کی
رفعت زیادہ کیون نہو میرے کلام کی

افزون ہو عمر شاہ مبارک کرے خدا
چونتیسوین یہہ سالگرہ ہے نظام کی

ہوتے ہین ایک وار مین جو زنگ شیر نر — ششتی ہے دست شہ سے جو ضربت حسام کی
قوت سے شاہ کی نہ مقابل ہو کوئی یل — ہمتی کہ تاب لائے نہ رستم قیام کی
شیرون کا دل ہے آب تہور کو دیکھہ کر — آنکھین جو خشمگین ہون حضور نظام کی
پیتے ہین پانی شیر و شغال ایک گھاٹ پر — حالت ہے عصر شاہ مین یہہ انتظام کی
داد و دہش کو شاہ کی حاتم جو دیکھہ لے — بولے کہ پوری کیجئے حاجت غلام کی
دیکھے کبھی جو بارش دست نوال شاہ — غیرت سے پانی پانی ہو صورت غمام کی
واللیل کاکلین ہین تو والفجر ہین عذار — خالق نے رخ مین دی ہے صفت صبح و شام کی
دیکھے جلوس مین جو رخ شاہ غور سے — صورت ہو زرد شرم سے ماہ تمام کی
ہے آسمان سیر کی گردش کا یہہ سبب — رفعت پہ ہے نثار یہہ شہ کے خیام کی
کیا رعب کیا جلال ہے کیا عدل کیا کرم — سب ملک مین پکار ہے آصف کے نام کی
آمین قدسیون نے کہا سنکے یہہ دعا — تا حشر یونہین سالگرہ ہو نظام کی
یارب مزید عمر ہو دولت ہو جاہ ہو — ہے یہہ دعا حضور کو ہر خاص و عام کی
یہہ نظم کی دعا ہے کہ میرے حضور پہ — ہر دم نگاہ لطف ہو خیر الانام کی

سہا جناب میر شبیر حسین صاحب نبیرہ میر اولاد علیخانصاحب شاگرد جناب سخی صاحب

ہر سمت دھوم دھام ہے پھر انتظام کی — پینتیسوین یہہ سالگرہ ہے نظام کی
جاری یہی زبان پہ ہے خاص و عام کی — قایم رہے جہان مین حکومت نظام کی
کیا اونکے رخ سے ماہ دو ہفتہ کی دون مثال — اسکو زوال ہے اوسے صورت قیام کی
بحر کرم ہے جوش پہ شاہ دکن کا آج — حاجت روائی ہو رہی ہے خاص و عام کی

کیا انکے زلف و رخ کی ثنا مجھ سے ہو رقم — صبح حلب کھلے ہے وہ سیاہی ہے شام کی
کیا انکی تیغ تیز کی تشبیہ مجھ سے ہو بیان وصف — دشمن کو قتل کرتی ہے برش حسام کی
سن ہمن کے سامنے شاہ زمن نظام جشن — زاہد بھی کر رہے ہیں ہوس مے کے جام کی
ہر دو نکی شان رفعت سپہر بریں سے ہے فزون — رونق ہے انکی مدح سے نظم کلام کی
بیان کو ہے سوال یہ کہتے ہیں منشی — کس منہ سے میں ثنا کروں شاہ نظام کی
کھینچی رخ حضور کی تصویر دل پہ آج — لکھیے اس ورق پہ گلستان تمام کی
نظروں میں مہر و ماہ سماتے نہیں ہیں اب — پھیلی ہے روشنی رخ شاہ نظام کی
آیا ہے اب ہجوم کے جلسے کا روز ہے — خواہش نہ کس طرح ہو مے لالہ فام کی
اللہ سے دعا ہے سبھا کی یہ رات دن — تابندگی بخت فزون ہو نظام کی

اطہر جناب سید اعظم اللہ حسینی صاحب وکیل و جاگیردار سرن پلی ضلع اندور فرزند سید عبداللہ حسینی صاحب افسر مرحوم

بحمد اللہ کہ اٹھا ابر نیسانی پہ از گوہر — اشارہ ہے یہ بجلی کا کہ ہیں بوتل چلیں ساغر
مری محفل نہیں یہ ایک اندر کا اکھاڑہ ہے — وہ ساقی میر امتو الا پریزاد و پری پیکر
مرا جام سفالی جام جمشیدی پہ چشمک زن — مری بزم مسرت خیز رشک محفل سنجر
وہ ساقی چشم مست اک جادو کا پتلا ہے — نظر اٹھی ادہر اور بجلیاں گرنے لگیں دل پر
وہ ساقی آئینہ سیما کہ جسکے حسن پرتو سے — مرا دل بن گیا آئینہ اقبال اسکندر
کمر جسکی عدم کے رہنما لب غیرت عیسیٰ — دہان تنگ جسکا شہپر عنقا کا ہم بستر
دہریاں ہیں جام و شیشے بانگے سبزے پہ گلچین نے — فلک نے چاندی سونے کے کواکب سے چنے ساغر
عجب انداز و جوبن سے بہار آئی ہے گلشن میں — چمک اٹھتا ہے دل کھلتا ہے ہر آواز پہ سنکر

تنبیہ چل گیا یا باغ میں چٹکا کوئی غنچہ
اڑا ہے کاگ بوتل کا چلی یا کوئی اسنیڈر

ادہر یہہ ہے ادہر اک دل چلے کے شعر برجستہ
مغنی ہیرویں کی دہن میں گاتا ہے لب جو پر

غزل

ادہر حسرت زمانیکی غم ہجراں ادہر دلبر
کوئی کیا کر سکے جب مشکلیں پڑتی ہوں مشکل پر

ہمارا جذبہ دل کہینچ لایا ہم کو مقتل میں
نہ کچہہ تقصیر خنجر کی نہ کچہہ الزام قاتل پر

غریق بحر غم کو ہے نوید وصل شادی مرگ
زیادہ بحر سے ہے خوف اس کشتی کو ساحل پر

دکہا دو دانۂ خال اپنا دام زلف سرکا کر
تڑپ کر کہینچ سینے سے نکالے طائر دل پر

وہ دیکھو آئینہ کو دیکھتے ہیں کن نگاہوں سے
یہہ غصہ ہے کہ کیوں چپ ہیں نہیں آتیں مقابل پر

نہیں ہے تاب سہنے کی نہ طاقت اوسکے کہنے کی
عجب حالت گذرتی ہے بھلے اطہر مرے دل پر

غزل پر یوں سنکر دی ندا یہہ مجکو ہاتف نے
کہ اے عشاق کے سرتاج اے دیوانوں کے افسر

یہہ وقت تو فرحت ہے ذرا سنبہلو ادہر دیکھو
گھٹا چھائی ہے فرحت کی زمانہ شاد ہے یکسر

زمانے میں جدہر دیکہو ادہر شادی کے جلسے ہیں
گلی کوچہ میں چرچا ہے مہیا عیش ہے گھر گھر

نکالو خوشتن دیوانہ ہم ہشیار ہی باید
ببین این جلسۂ شادی ببین این بزم خوش منظر

لگا یوں پوچھنے اوس واقف اسرار غیبی سے
یہہ بزم شادی و عشرت کے جلسے ہیں کس آئین پر

وہ کون ایسا مکرم ہے کہ جسکی بزم عشرت میں
پئے رقص آتے ہیں زہرہ جبینان قمر پیکر

دیا اوسنے جواب ایسا کہ سن اے عقل کے دشمن
ہے جشن سال عمر شاہ آصف جاہ نیک اختر

خبر سنکر ہوا دل میں کشیدہ میں ندامت سے
نمکخوار و نمیں ہوکر اسقدر غفلت تمہیں اطہر

کہا ذہن رسا سے ہاں مدد امداد ہے دیکہوں
بڑی جودت کی طغیانی روانی کے تری چہہ ہم

طبیعت وہ ہوی موزون کہ لحظہ کے لحظہ مین
قصیدہ سن لیا مین نے زبان خامہ سے فرفر

مطلع

سکندر شوکت و دارا حشم شاہ فریدون فر
سلیمان زمانہ آصف دوران نکو داور

وہ جسکا نام نامی میر محبوب علیخان ہے
نظام الملک آصفجاہ نیک آئین و نیک اختر

ارسطوئے زمانہ فتح جنگ رستم دوران
ہمایون نیک خو نواب ذی فطرت سخن پرور

رعایا پرور و انصاف مظہر عادل و باذل
فہیم و عاقل و دانا قوی دل معدلت گستر

خلیق و نیک سیرت نیک طینت شاعر عالم
شجیع و ذی مروت صاحب اخلاق خوش منظر

خردمند و ذکی دانشور و علامۂ دوران
فلاطون فطرت و سحبان فصاحت صاحب جوہر

کریم و معدن جود و سخا بحر عطا کان حیا فاضل
سخاوت مظہر و اخلاق گستر شاہ دین پرور

درِ یکتائے دریائے شرافت گوہر کان حیا و حلم
نہال گلشن اخلاق و شاخ دوحۂ مشجر

برآمد گاہ تیری کعبہ و مقصود عالم ہے
لگائے بیٹھے ہین دہلیز تیری ہزارون سر

اڑے رنگ رخ روشن بسان عرض کٹ کٹ کر
تیری شمشیر خون آشام مین نصرت کا ہے جوہر

ہند و مند و یمن جب سے تیری فیاضی کا شہرہ ہے
تری دہلیز عالی پر لگائے بیٹھے ہین بستر

روانی دیکھکر بحر طبیعت کی تری شاہا
عجب کیا ہے اگر کشتی گردون بھی کرے لنگر

لکھون کیا وصف تیری راہوار طبع موزون کا
ہٹے ہے گردون سے تیزی مین ہوا کا دیکھکر منہ

تری ہیبت ہے وہ شاہا فقط سام و نریمان کیا
لحد مین رستم سکزی بھی گوشہ گیر ہے ڈرکر

تری جشن گرہ سے کہل گیا ہے عقدۂ طاعت
بہم جن و پری دیتے مبارکباد ہین مل کر

ہوی قطع امید دشمنان تیرے اشارہ سے
ہوا ہو روح روئین تن کہیے ابرو کا گر خنجر

کہان خاطر مین قدرت ہے کہ وصف شاہ عالی ہو
قلم کو روک لے اطہر دعائے شاہ عادل پر

الٰہی ہے یہ جبتک مہ و انجم جلوہ گر جگ مین
ہے جبتک شمع شب افروز مہ مین نور کا جوہر

رخ خورشید پر جبتک ضیا کی تاب باقی ہے
فلک کے طاق مین جبتک ہین مہر و ماہ کے نشتر

رہے روشن چراغ خاندان آصف دوران
ہو اوسکے چہرہ پر نور سے روشن جہان یکسر

عدو پامال ہون اوسکے نمکخوارون کو عزت ہو
قصیدہ جشن کا لکھے ہمیشہ خامۂ اطہر

اکرم جناب محمد کریم الدین صاحب برادر زادہ عباس علیصاحب جناب بسامان مینز مبارک اعلحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی خلد اللہ ملکہ و شاگرد حضرت داغ دہلوی

الٰہی کیسی یہہ چھائی ہے آسمان پہ گھٹا
نصیب جاگے ہے کیسا یہہ بادہ خوارون کا

کھلے ہین پھول گلستان مین چل رہی ہے صبا
سنائی دیتا ہے ہر جا پہ شور بلبل کا

ہین شاخین جھومتی آپس مین کس نزاکت سے
جو اونکو دیتی ہے تحریک چل کے باد صبا

زبان حال سے کہتا ہے پھول کر لالہ
کہ داغ کہایا ہوا ہون کسیکی الفت کا

کھڑی ہے کہولے ہوئے آنکھہ نرگس بیمار
جدہر کو دیکھئے گلشن مین ہے یہی نقشا

الٰہی آئی ہے کیسی بہار عالم مین
بنا ہے گلشن ہستی نمونہ جنت کا

جدہر کو دیکھیئے ہے عیش مین ہر اک مشغول
سرور رقص کی محفل ہے دور ہی ہر جا

ہمارے شاہ دکن کی آج سالگرہ
کہ جسکی نور کی پہلی شعاعین ہین کیا کیا

ہین اوسکے مدح مین مشغول سارے خاص و عام
کہ جسکے سالگرہ کا ہے آج یہہ جلسا

ہمیشہ اوسکو رعایا سے اپنے الفت ہے
ہمیشہ اوسپہ رعایا بھی جان و دل سے فدا

بیان جود و کرم شہ کا کس زبان سے ہو
ہے داد اور دہش مین وہ ایک بحر عطا

بیان حسن کا کیا ہے وہ یوسف ثانی
کہین زمانہ مین ملتا نہین جواب اوسکا

خدا نے رتبہ عالی عطا کیا وہ اوسے
ادب سے لیتے ہین سب بادشاہ نام اوسکا

اوسیکے فیض سے لاکھون جہان مین ہین خوشحال
اوسی سے شاد ہین اعلی سے لیکے تا ادنا

الہی مجہہ پہ بھی ہو شہ کی اک نگاہ کرم
کہ حال فکر معیشت مین خستہ ہے میرا

الہی شاہ کو مقصد مین کامیابی ہو
اور اوسکے دست سخا کو ملے ہمیشہ بقا

ہمارا شاہ سلامت رہے ہزارون سال
الہی تجہہ سے ہے ہر وقت یہہ ہماری دعا

الہی حامی دین شہ مین بھی اک ہے
بلندیون پہ ہمیشہ رہے نصیب اوسکا

اوسیکی لطف سے ہر چیز تازہ و تر ہے
اوسی سے باغ دکن ہر طرف ہے پھولا پھلا

الہی اکرم خستہ کی ہے دعا تجہہ سے
بڑہے حیات نظام اور جشن ہون صدہا

ایضاً

حالت ہے شہ کے دور مین یہہ خاص و عام کی
ہے فکر صبح کی نہ اونہین اور شام کی

بلبل ہین نغمہ سنج چمن مین ہر ایک سمت
صیاد کا ہے خوف نہ دہشت ہے دام کی

محفل ہین بادہ خوار سرور و خوشی مین ہین
ہر سمت چاہ ہوتی ہے ساقی سے جام کی

وہ روشنی سے آج منور جہان ہے
گویا شبیہہ کھینچ گئی ماہ تمام کی

کیونکر منائینگے نہ خوشی خاص و عام آج
چونتیسوین یہہ سالگرہ ہے نظام کی

لطف و عطا مین خلق مین ہمت مین جود مین
اک دہوم مچ گئی ہے شہ آصف کے نام کی

گر لطف شاہ کا ہو میرے حال زار پر
فکر معاش دور ہو کل صبح و شام کی

گردش فلک کی چین سے کہتی نہین مجھے
جاؤن کہان نہین کہین صورت قیام کی

اونکے آگے بس یہی صورت سوال ہے
روشن ہے بادشاہ پہ حالت غلام کی

بس اب دعا یہہ ختم ہو یہہ مدحیہ غزل
جز وصف کچھہ نہین ہے ضرورت کلام کی

اکرم کی صبح و شام خدا سے یہی ہے دعا | دائم ہو عیش عمر فزون ہو نظام کی

از جناب حکیم میر غیاث الدین علی صاحب داماد و ہمشیرہ زادہ میر مراد علی صاحب دستار بند خاص ملیشیٔ اعلحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی

سیر کو مین جو گیا ایک چمن مین تنہا | آتی تھی صحن مین اٹکھیلیون سے باد صبا
ہر روش پر تھا کہین فرش زمرد کا بچھا | اور خیابان مین تھا سبزہ نوخواب پیدا
ٹکٹکی نرگس شہلا کی تھی ہر چار طرف | سرو آزاد کہین اور کہین شمشاد کھڑا
کوکو کویل کی تھی حق سرہ قمری کی کہین | شاخ گل پر بھی عنادل تہین کہین نغمہ سرا
تھا کہین مرغ خوش الحان تو کہین کبک دری | کہین دراج کی آواز سے تھا شور مچا
قطرے پانی کے گلون پر تھے برنگ شبنم | خوب ساون کی جھڑی چھائی تھی گھنگھور گھٹا
جھونکا جب باد صبا کا لگا چلنے پیہم | تالیونکی وہین آنے لگی یکبار صدا
سرو کا مصرع موزون جو لبہایا دل کو | لیکے نرگس قلم مین نے یہہ مطلع لکھا

مطلع

پھر بہار آئی وہی اور وہی چھائی ہے گھٹا | منہ برستا ہے وہی اور وہی ٹھنڈی ہے ہوا
میکشو نکا ہے یہہ غل پیر مغان سے ہر سو | تشنہ مدت سے ہین دے جام نہ ترسا ترسا
ایک دو جام سے کیا نشہ ہمین ہوتا ہے | ساقیا رند ہین ہم منہ سے دے بوتل کو لگا
می ہی وہ می کہ جو ہو بادہ احمر سے سوا | جام وہ جام کہ جمشید سا ہو لطف و مزا
عین گلگشت ہین جب ختم ہوی راز غزل | بس اوسی رنگ سے مین سیر کنان آگے بڑھا
نظر آیا مجھے وہان ایک مکان عالیشان | چرخ جازم کی بلندی سے سوا تھا اونچا

اوسکی وسعت کا بیان ہو سکے مجھ سے کیونکر
بہر توصیف نہین میری زبان مین یارا

جب وہان پہونچا تو دکھلائی دیا اور ہی رنگ
ساز و سامان خوشی سے تھا ہر اک گوشہ بھرا

پوچھا باعث جو کسی سے تو کہا اوسنے وہین
آج ہے شاہ کی یہ سالگرہ کا جلسا

والیء شہر دکن شاہ نظام آصفجاہ
جسکی بخشش کا ہے ہر ملک جہان مین شہرا

آج اوس شاہ کی چونتیسوین ہے سالگرہ
ہر طرف جود و سخاوت کا خزانہ ہے کھلا

کیون نہ ہو غم و ہم [illegible] فکر معیشت کی نکل
روز منحوس گئے نیر طالع چمکا

روزگار اک ترا ہونا نہین مشکل کوئی
اب لے عرضی کے یہ خدمت مین قصیدہ پہونچا

جب سنا مژدہ وہین دلکو ہوا جوش طرب
مطلع اک اور بھی توصیف مین مجھکو سوجھا

مطلع

مدح کیا ہو سکے مجھ سے تری عالیجاہا
ترے در کے ہین غلام ادنا سکندر دارا

شیر او بکری کو یکجا تو پلاتے پانی
عدل مین کہتا ہے عالم تجھے فخر کسرا

سطوت ایسی کہ سکندر کو میسر نہوی
فطرت ایسی کہ ارسطو بھی ہو قایل تیرا

نام حاتم کا سنا تھا مگر اوس سے بڑھ کر
سارے عالم مین ہے مشہور ترا دست سخا

ارض سے تا بہ سما تیری شجاعت کا ہے شور
ہے تری تیغ سے بہرام فلک تھراتا

کیا صفائی ہے کہ ہو جائے عدو دو ٹکڑے
گر تری تیغ کا ایک وار پڑے اوچھا سا

ختم کرتا ہے بیان سائل قصیدہ کو اب
طول بیفایدہ بس جانکے دیتا ہے دعا

جلوہ گر شمس و قمر چرخ پہ جبتک ہے رہین
اور قایم سے ہے دنیا مین بھی یہ ارض و سما

اور سیارہ رہین نور سے رخشان جبتک
جشن اس سالگرہ کا ہے عالم مین سدا

نیک توفیق و ہدایت تجھے خالق نے دی
پرورش کا ہے رعایا کیطرف دھیان ترا

جسقدر دوست ہین تیرے رہین شاد اور خوشحال
جسقدر ہین ترے دشمن رہین ناشاد سدا

ہفت اقلیم کا تو شاہ ہو دونی دولت
اور ترقی ترے اقبال مین ہووے شاہا

خیرخواہونکا ترے ہوے فزون عز و وقار
اور بدخواہون کا گھٹتا رہے اعزاز سدا

جیلان - جناب غلام جیلانی صاحب شاگرد جناب مفتون

چہرہ پہ شہ کے مثل الف کے مشام ہے
زلفون کو دیکھ لیجیے تو سمجھیے لام ہے

اقبال شہ کا ہووے سکندر سے بھی زیاد
اکثر دعا یہ ورد مجھے صبح و شام ہے

اسطرح شہ کا حسن ہے اللہ کی قسم
خورشید اگرچہ دیکھ لے ہونا غلام ہے

بلبل نثار ہوتی ہین رخ پر سے رات دن
دیکھو گل گلاب سے وہ لالہ فام ہے

تعریف شہ کی باتونکی کب لکھ سکے قلم
شیر و شکر نبات سے شیرین کلام ہے

یکتا ہے شعرگوئی مین جیلان ترا خیال
سب شاعران ہند سے افزون کلام ہے

قطعہ

یہی جیلان کی مناجات ہے تجھ سے یارب
خضر کی عمر تو دے جو کہ ہین اعلیحضرت

خوش ہین دوست ترے اور جلین سارے عدو
شاہ جم سے بھی بڑھے اور زیادہ رفعت

عزیز - جناب منشی شیخ محمد امتیاز علیصاحب امیٹھوی ضلع لکھنو حال ساکن حیدرآباد شاگرد جناب شیفتہ صاحب کنتوری

اے دل خبر ہے کچھ تجھے اس دھوم دہام کی
چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

ایسا عروج پائی سخاوت نظام کی
مٹی خراب ہوگئی حاتم کے نام کی

ہر شخص آج مست شراب نشاط ہے
رقص و سرود ہے کہین گردش ہے جام کی

چلکر جمال شاہ دکن دیکھ لینگے ہم
سنتے ہین آج روک نہین خاص و عام کی

جو کچھ تکلف انجمن جشن جم مین تھا
صورت وہی ہے شاہ کے دربار عام کی

یکسان ہر ایک شخص پہ ہے جود و فیض شاہ
ہرگز نہین تمیز یہان خاص و عام کی

سلطان کے آستان پہ شب و روز ماہ و مہر
تجویز کرتے رہتے ہین صورت قیام کی

دبتا ہوا ادہر سے گذرتا ہے آسمان
رفعت یہہ ہے حضور معلی کے بام کی

نکسیر پھوٹتی نہین کیا رعب شاہ ہے
حالت یہہ آج ملک مین ہے انتظام کی

کیا رتبہ ہے بلند کہ گردن کشان دہر
خواہش دلون مین رکھتے ہین شہ کے سلام کی

جس معرکے مین جاتی ہے آتی ہے سرخرو
شہ کے عدو کا خون غذا ہے حسام کی

پہلے کہان تھی ایسی سبک رو نسیم صبح
سیکھی ہے طرز اشہب شہ کے خرام کی

دیکھین جو آکے سبزۂ سرسبز باغ عام
چکرائے عقل خضر علیہ السلام کی

یارب ہو جلد شاہ کے دشمن کا خاتمہ
یارب فزون ہو عمر حضور نظام کی

لکھی ہے مدح شاہ دکن کی عزیز نے
تعریف کیون نہ چار طرف ہو کلام کی

قطعہ تاریخ جناب نورحب صاحب حیدرآبادی

ہمارا شاہ سلامت رہے ہزار برس
ہے حیات کی وابستہ و بحال گرہ

شنیدنی بدل جان ہے نزد ما یہہ تاریخ
دکن کے شاہ کی چونتیسوین ہے سالگرہ

۱۳۱۷ھ

ایضاً

شاد و سلامت رہے خسرو ملک دکن
مانگ رہا ہے دعا ہاتھ اٹھا کر ہر ایک

سلک گہر نزدما کا مصرع تاریخ ہے
ہوگئی چونتیسوین سالگرہ شہ کی نیک

۱۳۱۷ھ

غزل

یارب قبول کر تو دعا خاص و عام کی
دے شہ کو عمر خضر علیہ السلام کی

برکت سے پنجتن کی دوازدہ امام کی
چونتیسوین یہہ سالگرہ ہے نظام کی

رشتہ ہے موج قلزم عیش مدام کی
رشک گہر گرہ ہے حیات دوام کی

ہے اوج پر ترقی اقبال و عمر شاہ
اکیے برس ہے سالگرہ دہوم دہام کی

شہ کی سلامتی کا لبون سے لگا ہے جام
جا محتسب ہمین نہین فرصت کلام کی

چڑہ جانا آسمان پہ اترتے ہی حلق سے
یہہ مے کی منزلت یہہ کرامت ہے جام کی

غیبت مین شکوہ کرنا کسیکا حرام ہے
کیون بک رہے ہو واعظو مے کو حرام کی

شب آج کی ہے واہ چراغون سے رشک صبح
ہے روشنی خجل خور و ماہ تمام کی

معراج عابدونکی ہے رندونکی عید ہے
تعریف ہمسے پوچہے کوئی صبح و شام کی

اور روز و شب شراب پیو رتجگہ کرو
اے میکشو دہائی تمہین اپنے جام کی

عادل سخی رحیم و لیق و ذکی شجیع
ہے شش جہت مین دہوم شہ نیکنام کی

محتاج کو امیر بنانا گدا کو شاہ
ادنی صفت ہے اس شہ عالیمقام کی

ہم خسرو دکن کی مناتے رہینگے خیر
اور اپنے شاہزادۂ ذی احتشام کی

پروانہ وار ہوتا رہیگا نثار رساؔ
پروانگی حضور اگر دین سلام کی

رفعت جناب سید مخدوم محمد محمد الحسینی صاحب خدمتگذار درگاہ حضرت سید خواجہ حسین شاہ ولی صاحب قدس سرہ شاگرد حضرت شیفتہ صاحب کنتوری

بس یہہ دعا ہے امت خیر الانام کی
ہو عمر بے حساب جہان مین نظام کی

رقاص رقص مین رہین مطربون نغمہ ساز
چونتیسوین ہے سالگرہ یہہ نظام کی

شاہ دکن کا بخت رسا اوج پر رہے
شام و سحر دعا ہے یہی خاص و عام کی

کرتے ہین خوب دادرسی بیکسونکی شاہ / کونین مین وجہہ ہے یہی احترام کی
کرنے سے عدل و رحم غریبونکے حال پر / خالق کرے گا دور بلا صبح و شام کی
تقدیر نارسا نے کیا ہے عجیب کام / دور وطن ہی مین اپنا تو قصہ تمام کی
مجبور ہون نہین ہے رسائی مری وہان / فریاد شاہ سنتے ہین ہر خاص و عام کی
فریاد اس غریب کی سنتا نہین کوئی / اے شاہ ذیوقار خبر لو غلام کی
ملجاے داد بہر خدا و رسول پاک / اولاد آفتون مین ہے خیر الانام کی
انعام عارضی تو لئے ظالمون نے چہین / شاہا عطا ہو اب مجہے نعمت دوام کی
محبوب پر سایۂ محبوب او رحبیب / رفعت یہی دعا ہے مری صبح و شام کی

قطعہ جناب شاہ محمد ظہور اللہ صاحب ظاہر زنجانی ساکن حیدرآباد

شاہ آن سکندرست کہ کلک دو شاخ او / آب حیات از ظلمات آورد بر دوام
زان زعفران غالیہ خور میکند شکر / زان گندنامے لالہ نشان بشیود سموم
تیغش کہ آفتاب سہمش سپہر گرفت / بحریست پر جواہر و برجیس پر نجوم
این بند و ابست از دو طرف قاطع امور / وان روبیست بار و زبان تا شیر علوم
سالے روز و شب ملائکہ را بہ درت طواف / دی صبح و شام اکاسرہ را بدرت ہجوم
گر از چراغ راے تو پروانہ برد / برخویش شمع مہ نکند ازرہ و گر ہوم
خود راہ تیغ قہر تو سی پارہ کردہ ماہ / زان در سواد شام بر و میکشد رقوم
تا شاہباز چتر تو زرین کشادہ بال / از بوم روز کور ترا مد عشوم شوم
تجار جو ر خواست کہ آید بملک شاہ / وقت قدوم بر قدمش زد دفتا قدوم
ظاہر چرا تو فکر کنی فکر مدح شاہ / خود را بطرف خویش توجہہ کنی ہجوم

احسن جناب میر گوہر علیصاحب ابن میر احمد علیصاحب موسوی شاگرد حضرت داغ دہلوی

رباعی

احسن کی دعا ہے یہی ہر شام پگاہ
قبضے مین ہو اسکے یا خدا ہفت اقلیم
زندہ صد و سی سال رہے آصفجاہ
فی النار ہو جل کے جو ہے اسکا بدخواہ

قصیدہ

واجب ہے پہلے بندگی رب الانام کی
پھر اسکے بعد چاہئے طاعت امام کی

آئینہ دیکھ دیکھ کے زلفین سنوارتے
اُسنے اسمین دن کیا اور دن سے شام کی

کیونکر نہو خوشی مجھے سب سے زیادہ اب
چونتیسوین یہ سالگرہ ہے نظام کی

تمسے تو یہ امید نہ تھی مجھکو جانمن
اغیار سے کروگے شکایت غلام کی

مدمست ہم ہین نشۂ صہبا مین واعظو
تمیز یان کسے ہے حلال و حرام کی

تو ایک جام دیدے اگر غیر ہون تو ہون
پروا نہین ہے اسکے لئے ننگ و نام کی

دیدونگا جان ایک اشارے پہ آپکے
ہمت ذرا تو دیکھئے اپنے غلام کی

ساون برس رہا ہے گھٹا چھا گئی سیاہ
ساقی سے عرض ہے مری بس ایک جام کی

عاشق ہوا ہون جب سے بلا مین ہون مبتلا
اس مرغ دل کو قید ہے گیسو کے دام کی

دل تمسے پھر کبھی نہ لگاونگا دیکھنا
ردوبدل نہوگی کبھی اس کلام کی

مجنون اگر کہین مجھے اُسکے لئے ہے خوب
ذلت ہی چاہتا ہون مین خود اپنے نام کی

سر پہ اجل کھڑی ہے بلانیکے واسطے
کیجے خطا معاف اس اپنے غلام کی

ہرگز مین خستہ حال نہ ہوتا خدا گواہ
ہوتی اگر نظر شہ عالیمقام کی

احسن کی یہہ دعا ہے شب و روز اے خدا　　ہو عمر لاکھ سال سے بڑھ کر نظام کی

فروغ- جناب محمد عبد الولی صاحب ساکن محلہ براق پہنچی

تعریف کیا لکھوں شہ عالیمقام کی　　مدحت فزون گمان سے ہے شاہ نظام کی

قایم رہے الہی یہہ شوکت نظام کی　　جبتک نمود دہر مین ہے صبح و شام کی

نوشیروان کا نام بھی دنیا سے اوٹھ گیا　　شہرت جو عدل مین ہوئی شاہ نظام کی

روشن ہے ستارہ اقبال شاہ کا　　یارب قبول کر تو دعا اس غلام کی

دن تو گذر گیا رخ روشن کی یاد مین　　لائیگی یاد زلف بلا سر پہ شام کی

سوجھے یہ چوچلے اے شہ خوبان ذرا تو دیکھہ　　اب تجھہ سے التجا ہے یہی خاص و عام کی

نکلے ہین سیر باغ کو لیکن خبر نہین　　جانین نکل رہی ہین یہان خاص و عام کی

ہو عمر خضر کی تری اے شاہ نیک نام　　ہے اب دعا خدا سے یہی خاص و عام کی

جبتک فروغ چرخ پہ ہے مہر و ماہ کا　　قایم یہہ سلطنت رہے شاہ نظام کی

قطعہ جناب ابو الرضا سید رضی الدین حسن صاحب حیدر آبادی

ہر کس بدعا گوئی محبوب بماند　　محبوب علیخان توئی محبوب جہانی

پس جملہ جہانست بہ توصیف تو مایل　　با فضل خدا تا ابد الدہر بمانی

رباعی جناب خواجہ محمد درویش صاحب درویش تلمیذ حضرت سلش

اے شاہ گدا دوست محبوب علی　　تا صومعہ دہر مین ہے نام ولی

ہو تہنیت سالگرہ مین تیری　　درویش کا ہر ذکر خفی اور جلی

رقص- جناب محمد سردار بخش جمعدار نقالان علاقہ حضور پرنور
حضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی

طلعت سالگرہ شاہ مبارک ہوئے
جلوۂ قدرت اللہ مبارک ہوئے

جشن نو ہے شہ جم جاہ مبارک ہوئے
دمبدم عشرت دلخواہ مبارک ہوئے

جھک کے دیتا ہے فلک نذر بصد عیش و سرور
آفتاب و قمر اے ماہ مبارک ہوئے

عشرت و عیش کے لاکھ ہون جلسے پر نور
ہر برس شاہ کو یہ ماہ مبارک ہوئے

دیکھ کر سالگرہ کی یہ شگفتہ روئے
گرہ خاطر بدخواہ مبارک ہوئے

روشنی شہر مین ہے اوج یہ ماشا اللہ
کہکشان بنگئی سر راہ مبارک ہوئے

شاہ خرسند جو ہین روح کو حظ حاصل ہے
لطف یہ اے دل آگاہ مبارک ہوئے

ماہ کنعان کے ہمایون ہو زلیخا کو ولا
اپنے یوسف کی ہمین چاہ مبارک ہوئے

سال چونتیسوان ہے شہر ربیع الثانی
سال مسعود ہو یہ ماہ مبارک ہوئے

بارور کرے خدا نخل امانی حضور
یہ تمنائے ہوا خواہ مبارک ہوئے

صد و سی سال سلامت رہین سلطان دکن
روز و شب عشرت دلخواہ مبارک ہوئے

اس مہینے کی چھٹی رات کو ہے سالگرہ
ہے یہ ذی قدر شب ماہ مبارک ہوئے

ہیئ تسلیم خمیدہ ہے ادب سے گردن
اقتدار و حشم و جاہ مبارک ہوئے

شاہ و شہزادہ کا روشن ہے نجم اقبال
ماہ یہ مہر کے ہمراہ مبارک ہوئے

رقص ہو شاد اضافہ ہوا اختر چمکا
نظر مہر فلک جاہ مبارک ہوئے

جناب سید خوند میر صاحب پھلواری

زبان تا در دہان باشد تو باشی
سخن تا بر زبان باشد تو باشی

بلفظ مختصر گویم دعایت
الٰہی تا جہان باشد تو باشی

ایضاً

شہا میر محبوب علی خان
باقبال و بجاہ و شوکت و فر

بعلم و حلم و عقل و دانش و داد | الٰہی بادشاہ ہفت کشور ۱۳۱۷ھ

خیر۔ جناب مرزا خیرات علی بیگ صاحب خادم المحمودیہ

گوہر بحر کرم مصدر فیاض و عطا | میر محبوب علی شاہ دکن آصفیا
عدل و الطاف مین کسر الٰہی خجل ہے جس سے | بخشش و داد و دہش مین ہے وہ یک بحر عطا
ہند و انگلنڈ مین تحت حکومت شہ کے | سارے یوروپ مین قبض و تصرف شہ کا
فہم مین اور فراست مین مقابل شہ کے | مثل و مانند نہین شہ کے کوئی عقل رسا
کل رئیسان جہان تجھکو رہین دیتے باج | فتح و نصرت کا رہے سر ترے شاہا سہرا
ہے وہ شمشیر اجل بار تری شاہ دکن | جرمن و روس و فرانسیس سے اٹھیگی بکا
تمغۂ قیصری پھر تجھکو عطا ہوے شاہ | میر محبوب علیشاہ دکن آصفیا
صد و سی سال کی ہو عمر خدایا شہ کی | خیر کی ہو تری درگاہ مین مقبول دعا
خیر اشعار ترے جسنے سنا اوس نے کہا | آید غیب ہے آوارہ نہین ہے القا

فرحت۔ جناب بالا پرشاد صاحب تلمیذ جناب مولوی محمد سلیمان صاحب مھدی

یہہ ہے دعا خدا سے ہر اک خاص و عام کی | ہو عمر نوح بس مرے شاہ نظام کی
جو دل مین آرزو ہے نکالونگا اب ضرور | چھتیسوین یہہ سالگرہ ہے نظام کی
زاہد کے واسطے نہی ہو تو کیا ہے | باقی کسی نے چھوڑی نہ تلچھٹ بھی جام کی
جو دن خراب تھے وہ ہمارے نکل گئے | چارون طرف ہے دھوم مچی فیض عام کی
دنیا کے کاروبار سے اونکو غرض نہین | تسبیح پھیرتے ہین جو آصف کے نام کی
فضل شہ دکن سے غنی ہو چکا ہون مین | اب فکر کیا ہے مجھکو کسی قرض دام کی

داد۔ جناب غلام حسین صاحب ایڈیٹر رسالہ پیام محبوب و مالک ظفر پریس

کیون نہ اب برسے یہان ابر کرم کا بادل
فیض قدس سے ہے سر سبز گلستان امل

چمن دہر عجب طرح ہوا ہے شاداب
کیا عجب شاخ ہین آہو کی بھی پھوٹے کوپل

لطف ہے بلبل تصویر بھی اب ہو گویا
ہان مگر موئے قلم کرے یہ عقدہ بھی حل

پھول جھڑنے لگین ہنگام تکلم منہ سے
بات ہین شاخ گل آئے تو پھوٹے کوپل

خواب دیوانگی سے ہوش ہین آگئے مجذوب
سونگھ لے پھول تو ہون جمع ہواس مختل

جھومتی پھرتی ہے مستونکی طرح سے جو نسیم
بھڑکے کہدے کوئی اس سے کہ ادہر دیکھ سنبھل

ہر طرف ہے گل احمر سے وفور آتش
پڑ گیا ہو نہ کہین ربط عناصر مین خلل

بھینی بھینی ہے عجب مولسری کی خوشبو
مول سر بیچکے اب لینگے اسے اہل دول

وہ صفائی گل مہتاب کی سبحان اللہ
جب نظر پڑتی ہے بیساختہ جاتی ہے پھسل

جھکے سرگوشیان کرتا نہین سوسن سے گلاب
جان پہ کھیلے ہوئے ہے عشق مین جاتش کے مغل

صبح کیوقت کی سردی تو نہین اتنی سوا
قرقرے اوڑتے ہوئے پھرتے ہین او جلا کمبل

زر گل پاس جو رکھتے ہین جوانان چمن
کہتے ہین فخر سے کیا مال ہین ارباب دول

کہپ گئی تھی وہ نگاہون مین بھار گلشن
دیکھتے جاتے ہین جھک جھک کے زمین کو بادل

راز کی بات کو غنچون نے چٹک کر کھولا
کوئی باقی نہ رہا عقدۂ مالا ینحل

بیل مین پھول ہوا پھول مین رنگ آمیزی
جائے حیرت ہے نہ ہے صنعت نقاش ازل

باندہ لی عقدہ کشائی پہ صبا نے جو کمر
سر سے جاتا رہا سنبل کے بھی تقدیر کا بل

عرش سے فرش تلک رحمت باریکا ظہور
شرق سے غرب تلک بادبہاری کا عمل

کوسون پھیلی ہوی ہے نکہت جان بخش چمن
کہون فردوس اسی کو تو ہو زیبا یہ مثل

مین بھی اک گوشۂ گلشن مین کھڑا تھا خاموش
پھول کو دیکھتا سنتا ہوا بلبل کی غزل

فلک تھی دلمین کہ اس راز کو پوچھون کس سے
کوئی ملجائے تو ہو جائے معما یہہ حل

آجکی صبح نئی وضع نئی طور نیا
دیکھتا ہون جسے وہ حد سے گیا اپنی نکل

دفتر راز و نیاز آج کہلا ہے کیا
سرو قمری مین بڑی دیر سے ہوتی ہے چہل

رنگ اڑ لے کا نہین لال خوشی کے مارے
یہہ کوئی آگ کا شعلہ ہے کہ جلتی مشعل

شجر خشک کو تشبیب ہوا دیتی ہے
آج بھی اب مانگ لے سبزی سے قبائے مخمل

حکم دیتی ہے یہہ اب دختر رز مستون کو
آج میخانہ بنے ٹوٹ کے قاضی کا محل

اتنے مین سامنے سے باد بہاری آئی
جوش مستی مین جہرائے ہو سرمی کی بوتل

دیکھا مجھکو تو ٹھہر کر یہہ بہ حیرت پوچھا
کون سے باغکے تو شاخ و شجر کا ہے پہل

تجھکو پژمردہ کیا ہو جو خزان نے تو بتا
مین ابھی تازہ بنا دیتی ہون جسطرح کنول

ہوش کر بات یہہ کی عرض کہ اے جان جہان
ایک انسان ہون مین عبد خداوند اجل

خارج از قسم نباتات و جمادات و وحوش
نہ کسی کوہ کا پتھر نہ کسی شاخ کا پہل

ہون تعجب مین بتا دے مجھے تو اسکا سبب
آج کیون باغ جہانکا ہے گیا رنگ بدل

بولی ہنسکر کہ کیا تو بہی کوئی انسان ہے
مطلق اسکا جو تجھے علم نہین او اجہل

آج ہے سالگرہ شاہ دکن کی جس سے
خود بخود ہو رہا یان فضل خداوند ازل

چارجانب سے وہ آواز مسرت ہے بلند
ناچتا ہے کہین کوئی کوئی پڑہتا ہے غزل

ان سے سنوا دون مرا قول نہ باور ہو اگر
جیسا مین کہتی ہون کہدینگی ابہی شش جہل

تو بہی شاعر ہو تو لکہ کوئی قصیدہ ایسا
جسکے پڑہنے سے ملے باغ جہان کو بہی پہل

کہکے رخصت وہ ادہر ہو گئی اور مین نے ادہر
ہاتھ مین لیکے قلم نظم کا جیتا دنگل

ہے زیبا جو پڑہون اب مین وہ مطلع اپنا
جسکی رفعت سے خجل ہوتا ہے کسری کا محل

مطلع

اے شہنشاہ جہان واسطے محتاج و دول
ہے تو ہی ظل الہ ظل خداوند ازل

ہے یداللہ سے ملی عقدہ کشائی تجھکو
تیرے ابرو کے اشارہ پہ ہوی مشکل حل

کون ہے نام خدا تجھسا جہامین نایاب
جسکے مداح ہین نواب گورنر جنرل

چشم بد دور جوان بخت جوان سال ہے تو
کوئی حاکم نہین اس دہر مین تجھسے افضل

طائرون کو ترے سایہ سے ہما کا رتبہ
اور ترے دم مین ہے اعجاز مسیحا کا عمل

عہد طفلی ہی سے تھا تیرا وہ کچھ عالی دماغ
ماہ نو کی تو اوڑاتا تھا فلک پر تکّل

جو دیندار مین جرات مین نہ پائے تجھسا
آسمان ڈہونڈہے اگر ماہ کی لیکر مشعل

ترا خدام کا ناہید ہے ادنا سا غلام
ترے فرمان کو حاضر ہے کمربستہ زحل

یدقدرت سے نہین کم یہ ترا دست کرم
ترے ناخن سے ہے حل عقدۂ بالا ینحل

عقل و فرہنگ مین لقمان کا تو ہے اوستاد
ہوش بقراط کے ہین سامنے تیرے مختل

عقل کا تو ہے تری عقل کا یہ رتبہ ہے
طفل مکتب ہے ترے سامنے عقل اول

دست بستہ تری تدبیر کے آگے تقدیر
تری تحریر پہ ہے کاتب قدرت کا عمل

حق نے دنیا مین تجھے بخشا ہے وہ آب زلال
آبجو ابر کرم سے ترے گنگا جینبل

چشم بد کو ترے عارض پہ اتارے ہون سپند
تا کہ دیکھے نہ کوئی تجھکو بچشم احول

درد سر اپنا مثلینے کو شاہان جہان
تری چوکہٹ پہ گھسین ماتھا بجائے صندل

عرش پر پہونچے نہ کیون میرے قصیدے کی زمین
مطلع غور سے تہہ ہے یہ مطلع ثالث افضل

مطلع

نہ جفا عہد مین تیرے نہ حکومت مین خلل
نہ دغا دور مین تیرے نہ ریاست مین دغل

عرق گل چھوڑ دیا خوف سے تیرے پینا
خون دل کہانے لگے اپنا ہی زنبور عسل

دلبری چھوڑ کے بت کرتے ہین اب دلداری
ستم و جور و جفا بھول گئے اور چھل بل

نہ وہ عاشق کشی و شیوہ سفاکی ہے
کج ادائی ہے حسینو مین نہ اب مکر و جبل

آشتی نے یہ ترے دور مین باندہی ہے ہوا
طفل تک بھی نہین آپس مین لڑاتے تکل

حرف علت کا نہین نام کو ابجد مین نشان
دفع ہر چیز سے تو نے کئے امراض و علل

نقطہ چشم کے مانند ہے وا باب کرم
قفل تیرے در دولت پہ نہین مستعمل

ہے زیارت تری اکثر سے بڑہکر شاہا
نقد دیدار سے تیرے ہین فقیر اہل دول

عدل کا تیرے یہہ ہے حکم میان صحرا
درد سر گاو کے ہو شیر لگائے صندل

پشت بھری پہ گرہ باز کبوتر ہے سوار
اک نشیمن مین بسر کرتے ہین باز و ہر مل

تری تعریف ہو کیا تو ہے مدبر ایسا
یاس و امید کے قصہ کو کیا ہے فیصل

عدل و انصاف ترا دیکھہ کے ایسا خوش ہین
اپنے جامہ مین سماتے نہین کرنل نیول

نام لیتے ہوئے حاتم کا حیا آتی ہے
ترے خدام سخاوت مین ہین اوس سے افضل

کیمیہ ہے نظر لطف تری جسپہ پڑے
آگ گلزار بنے ہو زر خالص پیتل

اسطرح ابر کرم سبز کرے کشت امید
جسطرح سوکہے ہوئے کہیت پہ برسے بادل

ملک مین تیرے مسافر کو ہے ملتا آرام
جا بجا ہے تری بخشش کا جہان مین ہوٹل

عہد مین تیرے شریعت کی یہہ حرمت کا ہے پاس
کاک کی گولی لگے کہولے جو مے کی بوتل

تو جو ہر وقت ہے ہر شخص کی سدہ بدہ لیتا
گاتے پھرتے ہین ترا لوگ جہان مین منگل

حق نے تجھکو ہے کیا خشک تری کا مالک
زیر فرمان ہین ترے دنیا کے سب دشت و جبل

ناچ ہے بزم طرب مین ترے زہرہ کا مدام
پھرتا ہے ہاتھ مین مہتاب بھی لیکر مشعل

مہ خورشید لگاتے ترے در پہ بستر | دست صناع مین ہوتی نہ اگر ان کی کل
شعر مین ذکر شجاعت جو کرون خوف یہ ہی | کہین ثانی نکرے مصرعہ اول سے جدل

مطلع

برق کی طرح جہان چمکے تری تیغ کا پھل | ڈر کے مارے وہین دم دشمنونکا جاتے نکل
کانپے ہے رستم و بہمن کا جگر سن سنکر | پہلوانونکا ترے لگتا ہے جیسا دنگل
سرکشونے بھی اطاعت تری کرلی ہے قبول | جانتے سب ہین جہانمین ترا فرمان ہے اٹل
کہیت دشمن ہے اور خون کا مینہ برسیگا | ترے لشکر کا چلا جاتے جہان دل بادل
ترے بازو مین وہ قوت ہے کہ سبحان اللہ | چاند سے تیر نکل جاتے ترا تا بہ زحل
ہوتا اسکندر اعظم ترا آئینہ دار | دارا جیتا تو دل و جان سے ہوتا ارد ل
منہ کی کہاتا ہے جو آجاتا ہے آگے اوسکے | تری تلوار سے اب سیکہین جہلا دی چل بل
سچ ہے گنجے کو خدا دیوے نہ ناخن ہرگز | ترے دشمن کو ملے تیغ تو خود ہو گہایل
دہاک ملکون مین ترے لشکر جرار کی ہے | کیا ہے امکان کرے تجہسے کوئی جنگ و جدل
ایک باوے مین وہ دشمن کو دکہا دے نیچا | جنگی لشکر ترا جسوقت کرے کوچ ڈبل
ہوگیا رنگ ہوا اونکے طوطے ہین اوڑے | رعب سے تیرے عدو جہانکتے رہتے ہین بغل
ہوتا کیخسرو تو یہہ دیکہتا شوکت تیری | آگے آگے تری بگی کے وہ چلتا پیدل
علم فتح کا پرچم ترے جب کہلتا ہے | سر اعدا پہ قضا روتی ہے لیکر انچل
تیغ ہے وہ سیف زبان جنگ کے دن دیگر حکم | سر اعدا پہ دہان ہلتے ہی آجاتے اجل
چال بجلی کی چلے ہے ترا رہوار مدام | ایسا گہوڑا کوئی دنیا مین نہین ہے اچپل

قطعہ

امتحان پہ جو کبھی طبع معلا آجائے
ایک سرپٹ مین کرے طی وہ حدود دا ربع
وہ سبک رو کہ رکابو نمین تہا بسے رکہدین
دونوں باگوں پہ پلٹنے کی جو سرعت دیکھے
زیب و زینت کو جو دیکھو تو بہڑک جاتے دم
طے کرے دائرے افلاک کے اک کاوے مین
دیکھکر اوسکو ہین سب فوج کے افسر حیران
چشم امید نہ کیے جو در دولت سے
پڑے پڑ جائین بصارت مین جو دیکہین دشمن
ترے دشمن کیلئے داد کی ہیگی یہہ دعا
خیر خواہو نپہ رہے سایۂ آل احمد
نام کا تیرے پہرین قطبۂ مسلمان مدام
ملک نواب کا رکہیو تو خدایا آباد

ہاتھ مین لیکے گہڑی منہ سے جو فرمائین کہ چل
روک کر وقت جو دیکہین تو نہ گذرے اک پل
پائے اسوار سے پہونچے نہ ذرہ اوسمین خلل
پہر کبھی ابلق ایام نہ ہو مستعجل
کلغی ہے بال ہما کا کہشان ہے ہیکل
عرش تک ہوکے جو پلٹے تو نگذرے اک پل
چال ایسی کہ فدا حملہ سوار و پیدل
نور کو نین ہو بس اوسکی نظر سے اوجہل
نور جاتا رہے آنکہون سے ہون مانند بصل
نخل امید مین اوسکے نہ کبھی آئے پہل
تا ابد خواہ جہان مین ہو ہمیشہ ازل
مانگین عیسائی دعا اپنی وہ پڑہکر بیبل
اوس سے ہر وقت رہے دور زمانہ کا خلل

برہان ۔ جناب محمد برہان خانصاحب فرزند فیض اللہ خان جمعدار علاقہ خان بہادر مرزا ثابت علیصاحب تلمیذ جناب مہدی

بج رہی ہے در سلطان پہ خوشیکی نوبت
اب تو میخانہ پہ گہنگہور گھٹا چھائی ہے
ہر طرف عیش کا سارا ہے مہیا سامان
نہین نقشون ہیچمدان اور یہہ مضمون دقیق

جشن بابر سے زیادہ ہے گرہ کی عشرت
دیکہو برسی چلی جاتی ہے خدا کی رحمت
جب تو سب مست ہین پی پی کے شراب عشرت
کسطرح ہو سکے ناچیز سے شعر کی مدحت

کوئی فکر ایسی کرون جس سے کہ مضمون سوجھے — اسطرحکا کہ جسے سننے سے ہوے فرحت
فکر تھی مجھکو اسیکی کہ یہ ہاتف نے کہا — دوست خالق کا ہے کرتا ہے تو جسکی مدحت
خود ہدایت وہ کریگا تجھے لکھ تو مطلع — صاف آئیگی نظر اوس مین خدا کی قدرت
بس اوسیوقت قلم لیکے یہ مطلع لکھا — اسکے سننے سے طبیعت مین جو آئی جودت

مطلع

تو ہے جم عظمت و کے حشمت و اعلحضرت — مخزن عدل و سخا منبع جود و رحمت
تری صحبت مین ہین سب عزت فیثاغورس — ترے دربار کے ادنی ہین فلاطون فطرت
ترے بندونکا سکندر سے زیادہ رتبہ — ترے خادم کی ہے کسریٰ سے زیادہ وقعت
ترے انصاف سے سر صبح ہوئی نورانی — ہوگئی عدل سے کافور کہان ہے ظلمت
کوئی ہو اہل قلم ہو کہ ہو اہل شمشیر — سب کے سر پہ ہے برابر ترا دست شفقت
اور کسی پر جو ذرا تو نے کبھی قہر کیا — اوسکے حق مین وہ غضب بھی ہے سراسر رحمت
آج جو تیسوین ہی سالگرہ ہے اونکی — میر محبوب علیخان جو ہین اعلحضرت
ہر جگہہ جلسہ ہین ہین جمع بہت غول کے غول — حور غلمان پری تمثال صنوبر قامت
کیون نہ گھر گھر ہون بڑے عیش و خوشی کے جلسے — شاد و مسرور ہین وہ جسکو ہے اون سے نسبت
قہر نازل کرے دشمن پہ خداوند کریم — جان نثار و نمک ترے ہین ہے خدا کی رحمت
شاہ محبوب علی کا تو ہو خادم یزدان — اور صاحب کوئی خدمت ہو نہ اوسکو عزت

معذرت۔ ہم نہایت ادب کے ساتھ اون شعرا سے معافی کے خواستگار ہین جنکے کلام مین بسبب نہ پڑھے جانے کے شاید کوئی غلطی رہگئی ہو۔ کیونکہ اکثر قصیدے ہمکو شکستہ خط مین وصول ہوئے ۔۔۔۔۔۔۔۔ منیجر